کنز الحسنین فی تحقیق یوم الاثنین

نگارش

ابو العرفان حافظ محمد علی اعظمی

خطیب مرکزی جامع مسجد پیر عادل حسین شاہ میانوالی

ناشر: مکتبہ جامعہ اکبریہ بلوخیل روڈ میانوالی

نام کتاب : کنز الحسنین فی تحقیق یوم الاثنین

نظر ثانی وخصوصی شفقت : سراج اہلسنت ،صاحبزادہ محمد عبدالمالک
ناظم اعلیٰ جامعہ اکبریہ ،میانوالی

مولف : ابوالعرفان حافظ محمد علی اعظمی ،فیض یافتہ جامعہ اکبریہ

تحریک : انجمن فضلاء جامعہ اکبریہ میانوالی

صفحات : 176

قیمت : -/200روپے

سن اشاعت : 24نومبر 2012 بمطابق 9محرم الحرام 1434ھ

کمپوزنگ : قاری محمد عرفان علی ،محمد مختار عطاری

ملنے کا پتہ : مکتبہ جامعہ اکبریہ میانوالی،
گلشن مدینہ جھنگ روڈ بھکر کوٹھی نمبر 705

قاری محمد عرفان علی 0333-5571458
0331-7203196

نذر محبت

ان بلند مرتبت شخصیات کے نام جنکی خصوصی تربیت ونگاہ فیض نے مجھ جیسے غبی کو راہوار قلم چلانے کا سلیقہ بخشا میری مراد سندالاولیا ،قطب الاقطاب ،حضرت خواجہ محمد اکبر علی میروی چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی فیض جو جامعہ اکبریہ کے ہر طالب علم پر ابر رحمت بن کر برستا ہے اور جید علماء کرام نے نام جن کے فیض خاص سے مجھے چند سطور لکھنے کی ہمت ہوئی۔

1۔ فضیلت الشیخ ،شیخ الحدیث ،مفتی اعظم محمد کریم بخش زید شرفہ بہل
2۔ شمع شبستان سنیت صاحبزادہ محمد عبدالمالک ،حفظہ اللہ تعالیٰ
3۔ ماہر علم الصرف والنحو حضرت علامہ نذیر احمد الباروی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ
4۔ استاذ العلماء محمد عبدالغفور سیالوی اطال اللہ عمرہ
5۔ قاری القراء قاری محمد علی کنبوہ شریف
6۔ قاری محمد حنیف نشیب بہل شریف

اک نذر کی آرزو میں ہے جہان آرزو

خادم علماء اہلسنت
محمد علی اعظمی

غرض تالیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ روح قلوب المومنین و نور صدور العارفین ، والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد ﷺ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم مقدماۃ الدین وعلیٰ اولیاء و علماء ملتہ الکاملین ، اجمعین

خادم علماء اہل سنت ابوالعرفان حافظ محمد علی اعظمی عرض کرتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ہزاروں کی تعداد میں قرون اولیٰ سے لیکر آج تک لکھی جا چکی ہیں۔اس موضوع پر علماء حق نے رشحات قلم سے بے شمار آپ ﷺ کے محاسن و معجزات بیان کر کے اپنے آپ کو مداحین میں شمار کیا ہے۔

علماء حق کی طرح میری بھی اس تالیف لاجواب سے کوئی دنیاوی غرض نہیں یہ صرف اس امید پر کام کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے سید الشافعین ، شفیع المذنبین حضرت محمد ﷺ کی شفاعت عظمیٰ کا مستحق فرمائے اور فلاح پانے والے حزب اللہ میں شامل کرے اور بروز قیامت نجات ورستگاری بخشے (آمین) بجاہ النبی الکریم ﷺ

اعظمی

25-08-2012

تاثرات

سراج اہلسنت استاذ العلماء، محمد عبدالمالک صاحب

الحمد للہ الذی وحدہ' والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ الہ و اصحابہ الخاصہ اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے عزیزم مولانا ابوالعرفان حافظ محمد علی اعظمی صاحب کے محرراہ اس رسالہ کا حرف بحرف مطالعہ کیا اسے عوام الناس کیلئے مفید اور علماء کیلئے راہنما پایا۔خصوصاً منکر میلاد فرقہ وہابیہ کی طرف سے مختلف بے سروپا اعتراضات کو مولانا نے مدلل اور مسقط جواب دیا ہے۔

خصوصاً علم توقیت کی وہ مشکل بحثیں جس سے عام قاری واقف نہیں ہوتا سے حضور علیہ السلام کی رفعت شان بیان کرنے کی لاجواب کوشش کی ہے۔

آخر میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جانے والی مشہور کتاب کی فہرست دے کر اس تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ تیسری عید اہلسنت نے نکال لی ہے یا صرف اسے پاکستان میں زور وشور سے منایا جاتا ہے۔دوسرے ممالک میں ایسا نہیں۔اس دعوے کو غلط ثابت کر دیا ہے۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بحضور سرور عالم ﷺ مصنف کا ہدیہ قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی ﷺ

محمد عبدالمالک عفی عنہ

جامعہ اکبریہ میانوالی

۹ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

کلمہ تحسین

خطیب پاکستان مقرر شعلہ بیان حضرت علامہ محمد امیر بھوروی امیر سنی تحریک ضلع میانوالی

فاضل اجل کثیر التصانیف علامہ حافظ محمد علی اعظمی زید شرفہ کی کتاب یوم الاثنین کے کچھ اقتباسات دیکھنے کا موقع ملا۔ باعث صد مسرت یہ امر ہے کہ ان کی دوسری تصانیف ومضامین کی مانند یہ بھی ایک علمی، تحقیقی اور ادبی عنصر غالب ہے۔ زیر مطالعہ کتاب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قدرت نے فاضل عزیز کو گوناگوں خوبیوں سے مزین کیا ہے۔ تحقیق، محنت، جہد، جستجو، مطالعہ خطابت ان کا طرہ امتیاز ہے۔ کتاب ہذا میں ایسا زبردست مواد جمع ہے جو ہر خاص وعام کیلئے مفید ہے جہاں علمائے اہل سنت کیلئے علمی ذخیرہ ہے وہاں علماء دیوبند کیلئے بھی مینارہ نور ہے۔ میں عوام اہل سنت اور عوام دیوبند کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں انشاء اللہ ضرور عقائد وایمان کی اصلاح ہوگی۔ راقم الحروف کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اعظمی کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کے بہار آفریں قلم کو ہمیشہ زندہ رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

محمد امیر بھوروی

23 ذی الحجہ 1433ء

09-11-2012 بروز جمعہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

کلمہ تحسین

امیر و بانی مصطفائی دعوت حضرت علامہ مولانا مفتی امیر عبداللہ خان صاحب

مہتمم جامعہ ضیاء القرآن بمقام فاضل تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر

فاضل جلیل مولانا محمد علی اعظمی صاحب صدر انجمن فضلائے جامعہ اکبریہ کا مرتب کردہ رسالہ "تاریخ ولادت نبوی ﷺ کی تحقیق"، علمی و تحقیقی حوالہ جات قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔ اس کے چیدہ چیدہ مقامات اپنے ادارے کے فاضل مفتی و مدرس علامہ محمد عارف محمود خان قادری سے سنے۔ اس کے اقتباسات کو تحقیقی پایا۔ اس کے حوالہ جات مضبوط ہیں۔ فرقہ ضالہ و خارجیہ کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات کے ساتھ ساتھ توقیت وتقویم کے اعتبار سے مستند دستاویز ہے اس سے پہلے ان کی ایک درجن کتب کا مطالعہ کیا تحقیق کے مقام پر ایک بلند درجہ رکھتے ہیں ایسے کئی مضامین اخبار (روزنامہ پاکستان، نوائے وقت، ضرب قلندر، نوائے شرر، دعوت عمل) میں پڑھے۔

خداوند کریم کتاب و مولف کتاب کو مقبول عام کرے۔

امیر عبداللہ خان

04-10-2012

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمہ تحسین

از قلم: ابوالحسنین محمد عارف محمود خان القادری (مفتی اہل سنت میانوالی)

اللہ رب العزت کا ارشاد عالی ہے

واما بنعمت ربک فحدث

ترجمہ کنز الایمان: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''

اسی کے تحت ایمان والے رب اعلیٰ کی نعمت اعلیٰ اور ایمان والوں کی دولت کے جشن میلاد کے سلسلے میں بارہویں ربیع الاول کو آمد مصطفےٰ کے جلوس نکالتے ہیں، جبکہ نجدیہ دھابیہ کی طرف سے اسپر طعن و تشنیع کے تیر برسائے جاتے ہیں، ان سے کہ تمہیں نفسِ میلاد سے چڑھ ہے یا بارہویں تاریخ سے، تو اسلئے نفس میلاد کا ہی انکار کردیتے ہیں۔ پر جب اسکے دلائل قائرہ سن کر بھجوائے تو بارہویں تاریخ کے حوالے سے نشوونما پاتے ہیں، اس محاذ پر ان فبهت الزی کفر: برادر عزیز جو ڈیڑھ درجن کتابوں کے مصنف ہیں ۔ت ابوالعرفان علامہ حافظ محمد علی اعظمی خوب بند کردیا ہے اسلامی تاریخی تقویمی توقیتی حوالہ جات کے انبار لگا کر قصر نجد میں زلزلہ بپا کردیا ہے،

ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان

میانوالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمہ تحسین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہٖ واصحابہ الکبائر اجمعین

عمدۃ المحققین شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد شریف رضوی بھکر

عزیزی حافظ محمد علی اعظمی کی کتاب، کنز الحسنین فی تحقیق یوم الاثنین کے چند اقتباسات کا بغور مطالعہ کیا، خوب مدلل، ادبی عنصر، غالب، عالمانہ، فاضلانہ بلکہ محققانہ تحریر کا مجموع ہے۔ سرور عالم رحمت کائنات کی ولادت باسعادت کی تاریخی خوشی میں مسرت وشادمانی کا اظہار ہے۔ یہ ایک ایسا مبارک عمل ہے جس سے ابولہب جیسے بدترین کافروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے تو پھر مسلمان کی سعادت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے جس کی زندگی میلاد نبی ﷺ کی خوشیاں منانے میں بسر ہوتی ہے کیونکہ یہ عمل آپ ﷺ نے خود کیا۔ حضرت انس ؓ کی روایت کے مطابق آپ نے بعد از بعثت اپنا عقیقہ کیا۔ امام سیوطی کا استدلال ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا عقیقہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب ؓ آپ کی ولادت، کے ساتھ دن بعد کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں صرف ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے یہ ضیافت اپنے میلاد کیلئے دی تھی عقیقہ کیلئے نہیں۔ صحیح مسلم کتاب التفسیر

میری دعا ہے یہ مسودہ ہر عام وخاص کیلئے نافع ہو۔

محمد شریف رضوی۔ بھکر

یکم محرم الحرام 1434ھ

16-11-2012

دارالعلوم دیوبند کے ماہنامہ میں شائع کردہ نعت

نسیم صبح صادق سے پیامی — مبارک مژدہ ہائے شاد کامی
جب آئی صحن گلزار حرم میں — چٹک کر ہر کلی نے دی سلامی
نزول رحمت حق ہو رہا ہے — زمانے سے گئی آوارہ گامی
یہ آمد آمد اس محبوب کی ہے — کہ نور جاں ہے جسکا نام نامی
جہاں والوں کی قسمت جگمگائی — جہاں افروز ہے نور گرامی
وہی مہر منیر کعبہ قوسین — وہی شمس الضحیٰ ماہ تمامی
خوشی ہے عید میلاد النبی کی — یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی — حضور سرور ذات گرامی
کہا بڑھ کر یہ جبریل امیں نے — بشوقت جاں بلعب آمد تمامی

(ماہنامہ دار العلوم دیوبند نومبر 1957ء

ظہور نور

عالم انسانیت کے فلک پر کفر وظلمت کے بادل چھا چکے تھے۔ جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا۔ مے خواری عام تھی۔ اہل عرب قمار بازی کے خوگر بن چکے تھے۔ فحاشی وعریانی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے جنگ آزما تھا۔ ہر علاقہ کے لوگ دوسرے علاقہ کے لوگوں سے برسر پیکار تھے۔ بات بات پر تلواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں۔ ایک بار جنگ کی آگ سلگ پڑتی تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ غیرت انسانی مردہ ہو چکی تھی۔ کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ نہ تھی۔ دختر کشی کی بہیمانہ رسم جاری تھی۔ اشرف المخلوقات نے متاع ہوش یوں لٹا دی تھی کہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے سنگ وگل کے بتوں کو اپنا معبود تسلیم کر چکا تھا۔ مسجود ملائکہ ساجد اصنام بن چکا تھا۔ بت پرستی کا یہ عالم تھا کہ ہر گھر بت خانہ تھا، یہاں تک کہ خانہ کعبہ جو سرچشمہ توحید اور منبع ہدایت تھا، اب شرک کا محور بن چکا تھا...... آخر عرب کے اجڑے چمن میں بہار آئی۔ ابراہیمی گلشن میں شجر قریش کی شاخ ہاشمی پر ایک پھول کھلا جس کی خوشبو سے دنیا کا ہر گوشہ معطر ہو گیا۔ مکہ میں ایسا آفتاب رسالت طلوع ہوا جس کے نور سے سارا عالم جگمگا اٹھا۔ وہ نجم ہدایت درخشاں ہوا جسے دیکھ کر دشت ضلالت میں گم گشتہ کائنات کا راہ منزل کا سراغ مل گیا۔ اور وہ ماہ نبوت ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے بنی نوع انسان کی آنکھوں سے دلوں تک کو ٹھنڈک اور راحت بخشی، حضرت عبداللہ کے گھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے 12 ربیع الاول کو اس ہستی کی ولادت باسعادت ہوئی جو خلاصہ کائنات اور دیباچہ کائنات ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پھر کیا ہوا کفر وضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھٹ گئیں۔ ابر کرم خوب برسا، خشک اور بے آب وگیاہ زمین سرسبز وشاداب ہو گئی۔ سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخیں ہری ہو گئیں اور ساکنان بطحا

جواس سے پہلے خشک سالی کی وجہ سے بدحال تھے۔اس سال کی برکت سے خوشحال ہوگئے۔ دھرتی اپنے مقدر پر ناز کرنے لگی مجھ پر سائرعرش تشریف لائے۔آسمان نے حسرت بھری نگاہوں سے زمین کی طرف دیکھا اوراس کے نصیب پر رشک کرنے لگا کہ محبوب خالق و مالک نے وہاں نزول اجلال فرمایا۔سرکارﷺ کی آمد سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ رنگ ونسل کے بت منہ کے بل گرکر پاش پاش ہوگئے۔ایوان کفر میں زلزلہ آیا۔شہنشاہ فارس کے محل کے چودہ کنگرے گرگئے۔آتشکدہ فارس سرد ہوگیا۔اور بحیرہ طبریہ یکا یک خشک ہوگیا۔شیاطین کے تخت الٹ گئے۔بام کعبہ پر سبز پرچم نصب ہوا۔سارا عالم نور سے معمور ہوا۔ہرعالم کی ہرمخلوق درودوسلام کے ترانے گانے لگی۔احسنت کے نعرے اورمدحت کے ترانے بلند ہوئے قدسیان عرش کی زبان پر نغمہ تقدیس جاری ہوگیا کہ آج والی کون ومکاں تشریف لائے ہیں۔جس یوم سعید کو ہمارے پیارے آقا،حضرت محمد مصطفیٰ،احمد مجتبیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے،اس مبارک دن کے بارے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔یہ اختلاف دن کا ہی نہیں بلکہ مہینے اورسال کا بھی ہے۔

ولادت کا موسم

آنحضرتﷺ کی ولادت موسم بہار میں ہوئی کیونکہ موسم بہار دیگر موسموں سے بہتر ہے۔ اسلئے آنحضرتﷺ جوتمام خلق سے بہترین ہیں،اسی موسم میں اس دنیا میں تشریف لائے ۔قمری مہینے سال کے مختلف موسموں میں بدل بدل کرآتے ہیں۔ولادت کے سال ربیع الاول میں موسم بہار میں آیا۔(منہاج القرآن نومبر 1987 صفحہ ۳۷)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

وکان ذلک فی فصل الربیع

''یعنی حضورﷺ کی ولادت موسم بہار میں ہوئی''

فصل ربیع الاول اچھا اورمتعدل موسم ہے۔اس میں کپکپادینے والی سردی ہوتی ہے نہ جھلسا دینے والی گرمی،اس کی نہ رات لمبی ہوتی ہے نہ دن اور یہ موسم خزاں،جاڑے اورموسم گرما کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔ہرطرف رنگ برنگے پھول اپنی مہک بکھیر رہے ہوتے ہیں،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسم بہار کواپنے حبیبﷺ کے دنیا میں بھیجنے کے لئے منتخب فرمایا۔علامہ معین واعظ لکھتے ہیں،

''ارباب حکمت کااس پراتفاق ہے کہ موسم بہار کا آغاز تھا کہ آنحضرتﷺ پردہ غیب سے عالم شہادت میں تشریف لائے''

شفیق بریلوی ایڈیٹر'' خاتون پاکستان'' کراچی لکھتے ہیں۔''ربیع الاول کے معنی ہیں بہار کا پہلا مہینہ،ربیع اس موسم کو کہتے ہیں جس میں کونپلیں پھوٹیں،درختوں اور پودوں پرموسم بہار ے آثارنمایاں ہونے لگیں۔عرب میں اس ماہ میں موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے،درختوں، کھیتوں میں ہریالی نظرآتی ہے اس وجہ سے اسکو بہار کا پہلا مہینہ کہتے ہیں۔''یہ فطرت کا کتنا حسین اورانوکھا امتزاج تھا کہ جہاں آب وگل میں جب سرکارﷺ کی تشریف آوری ہوئی توخزاں اپنی بساط لپیٹ کر رخصت ہوچکی تھی اورمشاطۂ بہار عروس چمن کوآراستہ پیراستہ کرنے میں محوتھی اور بے رنگ خاکہ دہر میں قدرت کی رنگینیاں اور رعنائیاں بھری جاری تھیں کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نور فوق نور

ماہ ولادت رسول خداﷺ

سال کے بعد مہینے میں بھی اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔محمد حسین ہیکل نے لکھا ہے۔

واختلف المورخون کذلک فی الشھر الذی ولد فیہ و ان کانت
کثرتھم علیٰ انہ ولد فی شھر ربیع الاول و قیل ولد فی المحرم وقیل ولد
فی صفرو بعضھم یرجع رجباً ، علی حسین یرجع آخرون شھر رمضان
''حیات محمد ﷺ صفحہ ۱۲۶

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ مورخین کے اس
اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''رجب، صفر، ربیع الاول، محرم، رمضان، سب کچھ کہا
گیا اور صحیح ومشہور وقول جمہور ''ربیع الاول'' ہے۔ نطق الھلال بارخ ولاد الحبیب ﷺ
والوصال صفحہ ۲، (احمد رضا)

علماء نے محرم، رجب اور رمضان کی نفی کی ہے۔ مواہب میں ہے

لم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا فی رمضان

''ولادت نہ محرم میں ہوئی نہ رجب میں اور نہ ہی رمضان میں''

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی مارچ 1976ء

قدیم اور جدید مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت
ربیع الاول میں ہوئی۔ ابن اسحاق الروض الانف صفحہ ۱۰۷، ابن ہشام ''سیرۃ ابن ہشام اردو
صفحہ ۸۹، شارح بخاری ام قسطلانی ''پیام عمل 1981ء صفحہ ۲۴، شیخ قطب الدین الحنفی''
العلام بیت اللہ الحرام صفحہ ۱۹۶، الحافظ ابوزرعہ العراقی ''جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
صفحہ ۱۹۴، حماد الدین محمد بن جار اللہ'''' جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت صفحہ ۲۰۱، شیخ عبد
الحق محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ صفحہ ۲۴''، امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ''انوار محمدیہ صفحہ
۴۲''، محمد ابوزہرہ ''خاتم النبیین ﷺ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، ابن کثیر ''الحافظ ابن کثیر الدمشقی صفحہ

۲۶۰''، ابن سعد ''الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۰''، ابن جوزی ''حضرت عبد
الرحمٰن ابن جوزی الوفا باحوال مصطفیٰ ﷺ صفحہ ۹۰، ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی ''فقہ السیرہ
صفحہ ۵۹، محمد صدیق حسن بھوپالی ''الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ صفحہ ۷، شیخ محمد رضا مصری
محمد رسول اللہ ﷺ صفحہ ۳۰، سید سلیمان ندوی ''رحمت عالم صفحہ ۱۳''، مولانا شبلی نعمانی' سیرت
النبی ﷺ جلد ۱ صفحہ ۱۷۶، قاضی سلیمان منصور پوری ''رحمت اللعالمین جلد ۱ صفحہ ۱۷۶، مولوی
مودودی' سیرت سرور عالم ﷺ جلد ۲ صفحہ ۹۳ اور علامہ نور بخش توکلی' سیرت رسول عربی صفحہ
۴۳ سبھی اس پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔
اس کی تائید حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ (ماہنامہ منہاج
القرآن نومبر 1987ء جس میں آپ ﷺ کی اس جہان رنگ وبو میں تشریف آوری کا
مہینہ ربیع الاول قرار دیا گیا ہے۔
مدارج النبوت میں ہے۔ ''مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود'' مشہور ہے کہ ربیع الاول میں
ولادت ہوئی۔ شرح الہمزیہ میں ہے ''نطق الھلال صفحہ ۲'' ۔ الاصح فی شھر ربیع الاول
صحیح ترین یہ ہے کہ ربیع الاول میں ہوئی۔
مواہب میں ہے وھو قول جمھور العلماء یہی جمہور علماء کا قول ہے'' ۔ ''فیض السلام
مارچ 1976ء
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں
وھذا مالا خلاف فیہ انہ ولد النبی ﷺ یوم الاثنین ثم الجمھور ان ذلک
کان فی شھر ربیع الاول. ''قصص القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۸۷
اس پر ذرا اختلاف نہیں کہ حضور دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے پھر جمہور کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع

الاول کا مہینہ تھا"۔

صاحب شرح زرقانی تحریر فرماتے ہیں

قال ابن کثیر ھو المشھور عند الجمھور وعلیه العمل" فیض الاسلام مارچ 1976ء

علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ "جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے"

نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے

اتفقوا علیٰ انه لد یوم الاثنین فی شھر ربیع الاول

"ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ولادت پر اتفاق ہے"۔ رسائل ستہ رضویہ صفحہ ۳۶

یہی صفوہ میں ہے جسے علامہ زرقانی اور ابن الجزار نے نقل کیا ہے" فیض الاسلام مارچ 1976ء

پس یہ بات واضح ہوگئی کہ محسن کائنات آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ربیع الاول شریف میں دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔

تاریخ ولادت رسول اکرم ﷺ تاریخ کے آئینہ میں

۱۔ حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے صحیح اسناد کے روایت فرمایا

عن عفان ، عن سعید بن میناء عن جابر و ابن عباس انھما قال ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول

"السیرت النبویہ از ابی الفداء اسمٰعیل بن کثیر حصہ اول صفحہ ۱۹۹

"عفان سے روایت ہے کہ وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ "رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی"۔

اس حدیث کے راوی ابوبکر محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظ حدیث تھے، ابوذرعہ رازی فرماتے ہیں "میں نے ابوبکر بن محمد شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا" (تاریخ حدیث و محدثین۔ صفحہ ۴۶۴، بوستان المحدثین صفحہ ۱۲۹

محدث ابن حبان فرماتے ہیں

"ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپکا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں، ان کی جمع وتدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے میں وفات پائی۔" تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۲

ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ اما ثقہ اور صاحب ضبط واتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔" تقریب التہذیب، لابن حجر صفحہ ۱۲۶، خلاصۃ التہذیب صفحہ ۱۴۳

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مورخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت 12 ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی ہرگز قبول نہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے انکی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسید خواتین سے سنی ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی

اللھم بارک فیہ و انشر عنہ "علم القرآن صفحہ ۲۷۸

"اے اللہ انکو برکت عطا فرما اوران سے نور علم کو پھیلا"

نوٹ: اس مضبوط حوالہ کے بعد کسی اور کی ضرورت نہ تھی مگر ہم حوالہ جات کے انبار لگاتے ہیں

۲۔ محمد بن اسحاق کا قول

حضرت محمد بن اسحاقؒ پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے "مغازی" کو لکھی جا چکی تھیں۔ مگر حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی "المبتداء" "المبعث" اور "المغازی" پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے۔

"نقوش رسول ﷺ نمبر" جلد اول صفحہ ۱۶۷

۳۔ حضرت محمد بن اسحاقؒ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول، عام الفیل "السیرۃ النبویہ ﷺ صفحہ ۱۵۹

"آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے"

ابن اسحاق امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ نقوش رسول نمبر ا صفحہ ۷۵۷ انکا انتقال 180ھ (شاید 151ھ) میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب ناپید تھی اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن متشرق جوزف ہوروتس کے حوالے سے لکھتے ہیں

"ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں

بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے"

"اسحاق سیرت رسول اللہ ﷺ صفحہ ۶۹

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اردو ترجمہ نور الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری 1985 میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔ سیرت ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر اے۔ جلیم نے بھی کی اور اسکا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا کو 1955ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی اسمیں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

"پیغمبر خدا ﷺ عام الفیل میں 12 ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے"

محمد بن اسحاق کی توثیق کرنے والے محدثین کی فہرست

آیئے ہم ذرا تفصلاً محمد ابن اسحاق کی ثقاہت بیان کرنے والوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جنہوں نے محمد بن اسحاق کو ثقہ کہا

ا۔ امام المحدثین امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے امام محمد بن اسحاق کی توثیق پر مستقل بحث کی ہے اور امام ہشام امام مالک کی جرح کا اصولی طور پر جواب دیا ہے ملاحظہ فرمائیں جزء القرآۃ)

۲۔ امام معفل غلابی رضی اللہ عنہ محمد ابن اسحاق کو کان ثقۃ الحدیث کان حسن الحدیث کے الفاظ سے یاد کیا۔

۳۔ امام ابن معین نے ان کو کان ثقہ الحدیث کان حسن الحدیث فرمایا ہے

۴۔ امام علی بن المدینی ان کو ثقہ اور عالم حدیث رسول اللہ ﷺ کہا ہے۔

۵۔ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بن اسحاق کے پاس سترہ سال

سے زاہد رہا ہوں اہل مدینہ میں سے کسی نے اسے مبہم قرار نہیں دیا اور نہ ہی ان کے متعلق کوئی بر
اجملہ کہا ہے امام شعبہ سے ناقل ہے کہ محمد بن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث تھے۔

نیز یہ اعلم الناس فی المغازی تھے۔

۶۔ امام ابن شہاب الزہری ان کو لایزال با لمد ینہ علم کان فیھا ابن اسحاق واعلم النا س با لمغازی کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

۷۔ امام ابن ابی خثیمہ نے ان کی لایزال فی الناس علم ما بقی ابن اسحاق لاباس بہ کے جملوں سے تعریف کی ہے۔

۸۔ امام عاصم بن عمر بن قتادہ نے بھی ان کی مذکورہ بالا جملوں کے ساتھ تعریف کی ہے۔

۹۔۱۰۔ امام ہارون بن معروف اور امام ابومعاویہ نے ان کل کان ابن اسحاق من احفظ الناس کے الفاظ سے تذکرہ کیا ہے۔

۱۱۔ امام الاثرم کو ھو حسن الحدیث کہتے ہیں۔

۱۲۔ امام احمد بن حنبل اسے حسن الحدیث فرماتے ہیں۔

۱۳۔ امام علی بن عبداللہ انہیں یحتج بحدیث ابن اسحاق مار ا ئیت احد أ یتھم ابن اسحاق ، ابن اسحاق امیر المئو منین فی حفظہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے

۱۴۔ امام عبید بن یعش بھی مذکورہ بالا الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

۱۵۔ یونس بن کبیر نے بھی مذکورہ بالا لفظوں سے کیا ہے۔

۱۶۔ امام ابن نمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو حسن الحدیث فرمایا ہے۔

۱۷۔ امام یعقوب فرماتے ہیں سالت ابن المدینی کیف حدیث ابن اسحاق عندک فقال صحیح نیز امام ابن معین سے ناقل کہ ھو صدوق ھو صدوق الحجتہ

۱۸۔ امام عباس الدوری امام ابن معین سے ناقل کہ محمد بن اسحاق ثقہ ہیں۔

۱۹۔ امام ابوزرعہ الدمشقی انہیں ثقہ،صدوق فرمایا اور محدثین کا اتفاق نقل کیا۔

۲۰۔ امام عجلی ان کو مدنی ثقہ۔ابن اسحاق ثقہ،لکھا ہے۔

۲۱۔ امام ابن سعد اسے ثقہ فرماتے ہیں۔

۲۲۔ شعبہ فرماتے ہیں۔ ابن اسحاق امیر المو منین لحفظہ صدوق

۲۳۔ امام ابن عدی نے اسے محمد بن اسحاق حدیث کثیر و قدروی عنہ الائمہ وھو لا باس بہ فرمایا ہے۔

۲۴۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں۔ ولم یکن فی المد ینہ یقا رب ابن اسحاق فی علمہ ولا یو از یہ فی جمعہ وھو احسن الناس سیا قا للا خبار و کان شعبہ و سفیان یقو لان محمد بن اسحاق امیرالمو منین فی الحد یث فھذا یدل علی صدقہ و شہر عد التہ فی الرو ایات .

۲۵۔ امام ابن مبارک نے فرمایا ابن اسحاق ثقۃ ثقۃ وجدنا ہ صد وقاً ثلاث مر ات

۲۶۔ امام محمد بن نصر الفراء نے فرمایا سمعت یحی بن یحی وذکر عندہ محمد ابن اسحاق فھو ثقۃ

۲۷۔ امام دارقطنی نے فرمایا اختلف الائمعہ فیہ لیس بحجۃ انما یعتبر بہ

۲۸۔ امام ابویعلی الخلیلی فرماتے ہیں محمد بن اسحاق عالم کبیر وھو عالم واسع الر وایۃ والعلم ثقہ

۲۹۔ امام ابن البرقی نے فرمایا لم ارا ھل الحدیث یختلفون فی ثقتہ و حسن حدیث ورروایۃ

۳۰۔ امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا یکتب حدیثه

۳۱۔۳۲ امام حاکم امام محمد بن یحییٰ الذی بلی ناقل ھو حسن الحدیث عنده غرائب نیز انہوں نے محمد بن اسحٰق کی کافی احایث کو صحیح علی شرط مسلم فرمایا۔

۳۳۔ امام محمد بن ابراہیم بوشنجی نے فرمایا ھو عندنا ثقة ثقة

۳۴۔ امام یحییٰ بن کثیر نے فرمایاسمعنا شعبه بقول ابن اسحق امیر المومنین فی الحدیث

۳۵۔۳۶ امام محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے فرمایا سمعت الشافعی لا یزال بهذا لحرة علم مادام بها ذاک الاحول

۳۷۔ امام ابن قدامہ نے فرمایا عن الزهری لایزال بالمدینة علم مادام بها

۳۸۔ امام یزید بن ہارون نے فرمایا کہ امام شعبہ فرماتے ہیں۔ لو کان لی سلطان لا مرت ابن اسحاق علی المحدثین .

۳۹۔ امام ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں محمد اسحاق سے احتجاج کیا ہے۔(ترغیب جلد۴ صہ۵۷۷۔نصب الرایہ جلد۹ صہ۲۰۹)۔

۴۰۔ حضرت علامہ خطابی بھی اسے ثقہ کہتے ہیں اسکی روایت کے بعد فرماتے ہیں اسناد جید لاطعن فیه (معالم السنن جلد۱ صہ۳۹۰)

۴۱۔ پیشوائے غیر مقلدین ابن حزم الظاھری نے لکھا ہے ان محمد بن اسحاق احد الا ئمه وثقه الزهری و فضله علی من بالمدینه فی عصره و شعبه و سفیان و حماد و یزید و یزید و ابراهیم بن سعد و عبد الله بن مبارک و غیر هم . (المحلی لابن حزم جلد۳ صہ۲۴۱)

۴۲۔ امام العلام منذری نے فرمایا احد الائمة الاعلام حلیه ، حسن (ترغیب الترہیب جلد۴ صہ۵۷۷)

۴۳۔ حضرت علامہ الزہبی ان کو صدوق احد الائمته الا علام ۔صالح الحدیث فرمایا اور کاشف جلد۳ صہ۱۹ میں فرمایا کان صدوقاً من بحور المعلم......حدیثه حسن وقد صحة جماعته. اور العبر جلد۱ صہ۲۱۶ میں فرمایا"وکان بحراً من بحورا لعلم ذکیاً حافظاً طلاباً للعلم قال شعبه هو امیر المئو منین فی الحدیث. قال ابن معین هو ثقة ولیس بحجة وقال احمد هو احسن الحدیث.

۴۴۔ علامہ ابن القیم الجوزی نے لکھا ان ابن اسحاق ثقة لم یجرح بما یو -جب ترک الا صتجاج به و قد و ثقه، کبر الائمه و اثنو علیه با **الحفظ والصر** اة.(جلاء الافہام)

۴۵۔ حضرت العلام الامام السبکی نے فرمایا۔ محمد بن اسحاق و هو امیر المئو منین وقال احمد حسن الحدیث و العحال علیٰ تو ثیقه و انه امام معتمد ولا اعتبار بخلاف ذلک (طبقات الشافیہ الکبریٰ جلد۱ صہ۴۰)

۴۶۔ حضرت علامہ ا کھیتمی نے فرمایا ابن اسحاق ثقه مدلس و قد صرح بالحدیث و اسناه حسن (مجمع الزوائد صہ جلد۱۔۲۲۱ نیز جلد۱ صہ۲۵۲۔۲۶۶ وغیرہ)

۴۷۔ حضرت علامہ اخفاجی الحنفی نے فرمایا کان من بحور العلم صدو قاً و حدیثه، حسن و فوق الحسن صححته جماته(نسیم ریاض شرح شف قاضی عیاض جلد۱ صہ۱۵۲۔

۴۸۔ حضرت علامہ الامام عبدالرحمان السخاوی رحمره اللہ علیہ نے فرمایا. فصار حدیث مقبولاً صحیحاً علی شرط مسلم کماذ کره الحاکم(القول البدیع صہ۳۰ طبع سیالکوٹ)

۴۹۔ امام الاحناف راس الفقہاء امام ابن ہمام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام محمد ابن اسحاق فثقته ثقه‘. لاشية عند نافى ذلک و لا عند محققى المحد ثين (فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۱ صہ ۱۸۱)

۵۰۔ امام العلام الخزرجی نے فرمایا احد الائمة الاعلام لا مسيحاً فى المغازى و السير اخلاقه (تہذیب الکمال جلد ۲ صہ ۳۸۹)۔

۵۱۔ حافظ ابن کثیر نے ایک حدیث بطریق ابن اسحاق ذکر کرنے کے بعد ارقام فرمایا هذا اسناد حسن اسناده جيد (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صہ ۳۴۱۔ صہ ۴۲۷)

۵۲۔ علامہ زیلعی الحنفی نے فرمایا قال شعبه محمد بن اسحاق امير المومنين فى الحديث و قال عبد الله بن مبارک محمد بن اسحاق ثقة ثقة ثقة (نصب الرایہ جلد ۱ صہ ۱۰۷۔ جلد ۴ صہ ۴۱۶۔)

۵۳۔ حضرت العلام الامام ملا علی القاری الحنفی فرماتے ہیں حديثه حسن بل فوق الحسن و قد صحته جماعته شرح شفا علی ہامش نسیم الریاض، جلد ۱ صہ ۱۵۲۔ فحدیثہ صحیح قال میرک رح مرقات جلد ۲ صہ ۱۳۷۔)

۵۴۔ حضرت العلام الامام السہیلی کہتے ہیں محمد بن اسحاق هذا رحمته الله ثبت فى الحديث عند اكثر العلماء (الروض الانف جلد ۱ صہ ۴ مطبوعہ ملتان۔)

۵۵۔ حضرت العلامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کان صدوقاً حافظاً اثنیٰ عليه ابن شهاب وو ثقه، شعبة و الثورى و ابن عينيه و جماعته جملة (جامع بیان العلم جلد ۲ صہ ۱۵۶۔)

۵۶۔ حضرت العلام المورخ امام ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ فرماتے ہیں كان ثيتاً فى الحديث عند اكثر العلماء و امافى المغازى و السير فلا تجهل امامة فيها. وفیات الاعیان جلد ۴ صہ ۲۷۶ طبع قم ایران

۵۷۔ مستند علمائے دیوبند مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔ ان المرجع فى ابن اسحاق هو التوثيق (شعایہ شرح شرح الوقایہ جلد ۱ صہ ۲۷۲۔ جلد ۲ صہ ۳۰۳۔ امام العلام صہ ۲۶۸، ۲۷۰۔ صہ ۲۶۹۔ ۲۷۱۔)

۵۸۔ مولانا لکھنوی کے شاگرد مولانا امیر علی الحنفی فرماتے ہیں وانت تعرف ابن اسحاق حتى قيل ثقه. ثقة. ثقة. (التہذیب صہ ۹)۔

۵۹۔ علمائے دیوبند کے نامور عالم مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے لکھا۔ وعندى انه من رواة الحسان كما فى الميزان و يمكن ان يكون فى حفظه ثقه (العرف الشذی علی الترمذی صہ ۴۲۔ ۴۳ پر اسکی حدیث حسن اور امام بخاری سے توثیق نقل کی ہے۔)

۶۰۔ دیوبند کے نامور محقق مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی کہتے ہیں قال شعبه امير المومنين فى الحديث و و ثقه، ابن المبارک و ابن سعد و ابن معين و البخارى و العجلى (معارف السنن شرح ترمذی جلد ۱ صہ ۹۱) آگے کہتے ہیں و الحق عند شيخنا الكشميرى انه من رواة الحسان (جلد ۱ صہ ۹۱)

بہر حال ابھی کتب کے انبار ہیں یہ مختصر فہرست ہے اگر لکھتے جائیں تو دفتر کے دفتر در کار مد نظر ہے اختصار فيها هد اية لمن له هداية لا هل الاسرار. ونعوذ بالله من اهل الاشرار و من هفوات اهل الفتنه و الفساد بحر مته سيد الابرار صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابه (الاخیار نمبر ۲ تا نمبر ۳۸) کے حوالہ جات (تہذیب التہذیب جلد ۹ صہ ۳۵ تا ۳۹۔ میزان الاعتدال جلد ۳ صہ ۴۶۹۔ خلاصہ تہذیب الکمال جلد ۲ صہ ۳۶۹ تذکرہ الحفاظ جلد ۱ صہ ۱۵۱)۔

قابل توجہ موجودہ دور کے کچھ ان پڑھ دیوبندی حضرات مشہور سیرۃ نگار محمد بن اسحاق کو کذاب و

دجال کہتے ہیں۔ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ سچی بات لکھ دی جو انہوں نے اپنے اساتذہ و
مشائخ سے سیکھی تھی کہ سرور کائنات فخر موجودات رحمت دو عالم ﷺ کی جلوہ گری
بارہ (12) ربیع الاول کو ہوئی۔

ان پڑھ فرقہ کے مولویوں کا ہمیشہ طریقہ رہا جو روایات ان کے مزاج کے مخالف ہوں انکو
ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں یہی سلوک محمد بن اسحاق سے بھی کیا گیا۔

آپ نے پڑھ لیا حق الیقین حاصل ہوگیا کہ محدثین کی کثیر جماعت انکی ثقاہت کی قائل ہے اگر
اب بھی نہ مانیں تو میں حافظ شیراز کا ایک شعر ان کی نظر کرتا ہوں۔

گرنبیند بروشپر چشم   چشم آفتاب راچہ گنہ

کہ چمگادڑ اندر گھس جائے اور چٹے دن کا انکار کرے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔آپ
سمجھ لیں کہ قصور کس کا ہوگا سورج کا یا چمگادڑ کا؟

ففہم وتدبر

۴۔ ابن ہشام کا قول

حضرت ابو محمد عبد الملک بن محمد بن ہشام متوفی 213ھ نے سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے"
رسول خدا ﷺ پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے جس سال اصحاب فیل نے مکہ
پر لشکر کشی کی تھی۔" سیرت ابن ہشام اردو صفحہ ۱۸۲

"سیرت ابن ہشام ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے جس کی کئی شرحیں تلخیصات اور منظومات
لکھی جا چکی ہیں۔اسکا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔
"نقوش رسول نمبر۱۳/۷

حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح وتضعیف نہیں کی بلکہ ہر

تذکرہ نگار نے انکا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔"نقوش رسول ﷺ نمبر" جلد اول
صفحہ۴۶۳

۵۔ ابی الفداء اسمٰعیل بن کثیرؒ کا قول

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ السیرۃ النبوۃ میں رقم طراز
ہیں۔

**ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان ، عن سعید بن میناء عن جابر وابن
عباس انہما قالا، ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من
شہر ربیع الاول وہذا ہو المشہور عند الجمہور "**

"السیرۃ النبویہ حصہ اول صفحہ ۱۹۹

"علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مورخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی
ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

۶۔ علامہ ابن جوزی کا قول

ابو الفرج عبد الرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی نے "الوفا" میں لکھا ہے
"آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ایک روایت
یہ ہے کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ
ہے کہ بارہویں رات کو ولادت ہوئی۔" (الوفا با حوال المصطفیٰ ﷺ صفحہ ۱۱۷)

علامہ ابن جوزی نے حضور ﷺ کے حالات پر ایک کتاب "تلقیح فہوم الاثر" بھی لکھی جسے
مولانا یوسف بریلوی نے 1929ء نے مفید حواشی کے ساتھ شائع کیا۔

اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ

بھی لکھی ہے۔ ''نقوش رسول ﷺ نمبر'' جلد اول صفحہ ۱۰۷

ابن جوزی نے ''مولدالنبی ﷺ'' کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اسکا ترجمہ مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی نے کیا تھا۔ جو 1923ء میں لکھنو سے چھپا۔ اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

''تاریخ ولادت میں اختلاف ہے، اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہؓ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ کی ولادت 2 ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ حضرت عطاءؒ کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح پہلا قول ہے۔'' ابن جوزی ''ولادت سرور عالم ﷺ'' صفحہ ۴۰

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے 12 ربیع الاول کے علاوہ 8،6 اور 10 ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن 12 ربیع الاول پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔ ''میلاد رسول ﷺ صفحہ ۷۳

۷۔ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری نے لکھا ہے

وكان مولده ليلة الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول

آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں ہوئی''۔ ''احمد بن حجر آل ابن علی صفحہ ۳۲

۸۔ فاضل زرقانی فرماتے ہیں

"المشهور انه ﷺ ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول وهو قول محمد

بن اسحاق امام المغازی'' ''نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب الوصال صفحہ ۴۲

مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے

۹۔ احمد موسیٰ البکری کی کتاب ''التاریخ العزلی القدیم والسیر ۃ النبویہ'' سعودی عرب کی وزارۃ المعارف ۱۳۹۶ نے طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے

" ولد رسول الكريم ﷺ فى مكة المكرمة فى فجر يوم الاثنين الثانى عشر عن ربيع الاول الموافق ۲۰ نيسان (اپريل) ۵۷۱ م و تعرف سنة مولده بعام الفيل"

''رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن 12 ربیع الاول بمطابق 20 اپریل 571ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے''

۱۰۔ ابراہیم الابیاری ''مہذب السیر ۃ النبویۃ میں رقم طراز ہیں

وولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول، عام الفيل " مهذب السيرة النبويه" صفحه ۲۰۲،۲۰۱

''رسول اللہ ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے''

۱۱۔ ابن سید الناس نے ''عیون الاثر'' میں لکھا ہے

"وولد سيدنا و نبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول عام الفيل

''ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب 12 ربیع الاول کی راتیں

گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔''عیون الاثر'' جلد اول صفحہ ۳۷

۱۲۔امام محمد غزالی نے''فقہ السیر ۃ''میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

سنة ۵۷۰ فی الثانی عشر میں ربیع الاول

''یعنی 570ء میں 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت۔''فقہ السیر ۃ'' صفحہ ۲۰

۱۳۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے اپنی کتاب **علموا اولادکم محبة رسول الله ﷺ**
(اپنی اولاد کو سرکار ﷺ کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی 12 تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے
۔اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر اہتمام 1987ء میں شائع
ہوا۔وہ حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔

یقول ابن اسحاق شیخ کتاب السیرة (ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین ، لاثنتی عشرة لیلة من ربیع الاول عام الفیل

''ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عام الفیل کے
مہینے ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا''۔(علموا اولادکم محبة رسول اللہ علیہ
وسلم صفحہ ۹۹)

اس سے واضح ہو گیا کہ سعودی عرب کی حکومت کے نزدیک بھی سرکار دو عالم ﷺ کی تاریخ
ولادت 12 ربیع الاول ہی ہے

۱۴۔ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی لکھتے ہیں۔

"واما ولادته ﷺ فقد كانت فى عام الفيل، اى العام الذى حاول فيه البرهة الاشرم غزو مكة وهم الكعبة فرده الله عن ذلك بالاية الباهرة التى وصفها القرآن ، كانت على الارجح يوم الثنين لاثنتى عشرة ليلة

خلت من شهر ربيع الاول " (فقہ السیر ۃ صفحہ ۵۹)

''جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔یعنی اس سال میں جب
ابرہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبے کو گرا دے لیکن اللہ تعالیٰ نے کھلی نشانی
کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ولادت کے متعلق
زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں''

۱۵۔ ابوالحسن علی الحسینی الندوی''قصص النبیین'' کی جلد پنجم موسوم بہ''سیرۃ خاتم النبیین''
میں لکھا ہے

وولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین الیوم الثانی عشر من شهر ربیع الاول عام الفيل "

''رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں 12 ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے''(قصص النبیین
صفحہ ۲۷۔۲۸)

۱۶۔ محدث جلیل سید جمال حسینی نے 880ھ روضة الاحباب لکھی انہوں نے ولادت
سرکار کے متعلق لکھا

''مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینہ میں
پیدا ہوئے۔12 ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے۔بعض نے ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ
بتایا ہے اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔نوشیرواں
عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔صاحب جامع
الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ آپ ﷺ پیدا ہوئے۔''(رسالت مآب ﷺ ،صفحہ ۹)

۱۷۔ شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ''مختصر سیرت الرسول'' میں لکھتے ہیں

''ولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاول، اختاره وقیل لعشر منه، وقیل لاثنتی عشرة خلت منه''

''حضور ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول کے آٹھ دن گزر چکے تھے اور ایک اور قول کے مطابق 12 دن گزر چکے تھے'' (مختصر سیرۃ النبی صفحہ ۸۔۹)

۱۸۔ عظیم مورخ ابن خلدون متوفی نے ''سیرت الانبیاء'' میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول 570ھ کو ہوئی'' (سیرۃ النبیاء صفحہ ۱۰۴)

۱۹۔ طبری نے 12 ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ (نقوش رسول نمبر ا صفحہ ۱۷)

۲۰۔ طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین ﷺ روز ''شنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ ۷)

۲۱۔ مولوی سید محمد الحسنی ایڈیٹر ''البعث الاسلامی نے نبی رحمت میں 12 ربیع الاول دوشنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔ (الانوار المحمدیہ ﷺ صفحہ ۴۲)

۲۲۔ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی لکھتے ہیں کہ ''آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔ (نبی الرحمۃ صفحہ ۱۰۲)

۲۳۔ علامہ نبہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشق رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ہم عصر تھے انکی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔ (نقوش رسول نمبر ا صفحہ ۲۹۷)

مشہور عالم دین الشیخ مصطفیٰ الغلامینی پروفیسر کلیہ اسلامیہ بیروت نے اپنی تالیف ''لباب

الخیار فی سیرۃ المختار'' میں رقم طراز ہیں

''ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو عالم مادی آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا'' (صفحہ ۲۷)

۲۴۔ علامہ مصطفیٰ الغایینی جماعت اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔ ان کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ اس پر ''پیش لفظ'' علامہ ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا اگر انہیں بارہ ربیع الاول کے دن حضور اکرم ﷺ کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریظ میں اسکا اظہار کرتے۔ لیکن مولوی مودودی نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جماعت اسلامی بھی 12 ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت مانتی ہے۔ اب انہیں چاہیے کہ 12 ربیع الاول کے جلسوں میں شامل ہوا کریں۔ (سیرۃ المختار صفحہ ۴۶)

۲۵۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں:

''بارہویں ربیع الاول کی اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب واقع ہوا، بروز دو شنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔'' تاریخ حبیب اللہ ص ۱۳

علامہ عنایت احمد کوروی ایک جید عالم تھے۔ انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا اور کالا پانی قید میں رہے تھے۔ ۸۲علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ''مواقع النجوم'' لکھی اور ''ملخصائے الحساب'' بھی تصنیف کی۔ ۸۳علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت 12 ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور 12 ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے موقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور 12 ربیع الاول

سے اختلاف کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ صاحب 7 شوال المکرم 1279ھ کو حالتِ
احرام میں جدہ کے قریب ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں شہید ہوئے۔

۲۶۔ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے لکھا ہے کہ اکثریت 12 ربیع الاول پر متفق ہے اور یہی قول
ابن اسحاق وغیرہ کا ہے۔ حیات محمد صہ ۱۳۹

۲۷۔سید سلمان ندوی اپنے استاد علامہ شبلی نعمانی کے موقف سے قطع نظر اپنی کتاب ''رحمت
عالم ﷺ'' میں رقمطراز ہیں: ''پیدائش 12 ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ
علیہ السلام سے پانچ سو اکہتر برس میں ہوئی۔ رحمت عالم صہ 13

سید سلمان ندوی جو سوائے پہلی جلد کے ''سیرت النبی ﷺ'' کی باقی جلدوں کے مصنف
ہیں انہیں شبلی نعمانی سے سعادت تلمیذ کے علاوہ بڑی عقیدت بھی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں
محمد پاشا فلکی کی تحقیقات اور حسابات کی حیثیت کا علم تھا اوران کے نزدیک تابعی مؤرخ ابن
اسحاق اور دوسرے قدماء کی روایتوں سے انحراف درست نہ تھا، اسی لئے انہوں نے اپنے
استاد کا موقف جانتے ہوئے 12 ربیع الاول والی روایت پر صاد کیا۔

۲۸۔شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف محمد رسول اللہ ﷺ میں لکھتے ہیں
صہ ۲۰ ''بتاریخ بارہ ربیع الاول بمطابق 20 اگست 570ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور
ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

۲۹۔مولانا اشرف علی تھانوی شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند لکھتے ہیں: ''سب کا اتفاق ہے دوشنبہ
تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہویں ماہ پر سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔
حبیب خدا صہ ۲۹

۳۰۔عصر حاضر کے نامور سکالر سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

''ربیع الاول کی تاریخ کون سی تھی، اس میں اختلاف ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت
عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ 12 ربیع الاول
کو پیدا ہوئے۔ اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ
مشہور ہے''۔ سیرت سرور عالم جلد دوم صہ ۹۴

علامہ مودودی کے علم اور تحقیق کے مطابق بھی تاریخ ولادت 12 ربیع الاول ہی ہے۔ کیونکہ
جہاں صحابی کا قول آجائے وہاں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

۳۱۔مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے مفسر قرآن کی نظر میں بھی 9 ربیع الاول یوم ولادت نہیں
بلکہ 30 اپریل 571ء مطابق 12 ربیع الاول 52 قبل ہجرت ہے۔ خاتون پاکستان رسول اللہ صہ
۳۶۔

۳۲۔مولانا احتشام الحق تھانوی نے لکھا ہے: ''مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی بارہ
تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا جب آپ ﷺ نے اپنے وجود عنصری و جسمانی و جود اقدس
سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔ ماہنامہ محفل لاہور مارچ 1981 صہ ۶۵

۳۳۔عمر ابوالنصر نے اپنی کتاب ''نبی امی ﷺ'' صہ ۵۶ میں لکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ کی
ولادت عام الفیل میں 12 ربیع الاول کو پیر کے دن ہوئی۔

۳۴۔قاضی نواب علی نے لکھا ہے کہ صبح کا وقت، پیر کا دن، ربیع الاول کی بارہ تاریخ اور عام
الفیل یعنی وہی سال جب ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا، جو 570 سن عیسوی تھا، حضور ﷺ کی
ولادت باسعادت ہوئی اور خدا کی رحمت زمین پر اتر آئی۔ رسول اکرم ﷺ صہ ۲۲۔

۳۵۔علامہ نور بخش توکلی نے ''سیرت رسول عربی ﷺ'' صہ ۴۳ میں 12 ربیع الاول کو
دوشنبہ کا دن آپ ﷺ کی ولادت کا دن قرار دیا ہے۔

۳۶۔خواجہ محمد اسلام کی کتاب ''محبوب خدا کے حسن و جمال کا منظر'' صہ ۵۱ میں ہے کہ پیر کا دن اور ربیع الاول کی 9 یا 12 تاریخ تھی۔

۳۷۔ڈھاکہ کے پروفیسر کیا علی نے اردو، بنگالی اور انگریزی میں ''تاریخ اسلام'' صہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ان کے نزدیک بھی یوم ولادت پیر کا دن 12 ربیع الاول 570 ہے۔

۳۸۔انیسویں صدی کے عظیم فرانسیسی محقق موسیو یونے ''تاریخ عرب'' صہ ۹۸ میں لکھا ہے۔ ''ان (سیدہ آمنہ) کے بطن اطہر سے 12 ربیع الاول 570ء کو حضرت نبی ﷺ پیدا ہوئے''

۳۹۔مولانا ابوالحسن حسن کوکوروی نے ''تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء'' جلد دوم صہ ۱۰ میں سرکار دو عالم ﷺ کا یوم ولادت 12 ربیع الاول لکھتے ہیں۔

۴۰۔ابوعمر و منہاج الدین عثمان نے ''طبقات ناصری'' صہ ۱۱۵ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

۴۱۔مولانا قاری احمد ''تاریخ مسلمانان عالم'' کی جلد دوم موسوم بہ ''تاریخ صہ ۲۰۷ تاریخ مصطفی ﷺ میں لکھتے ہیں۔''12 ربیع الاول کی صبح صادق کتنی حسین و سعید ساعت تھی جب کہ رسول اکرم رحمتہ اللعالمین اور خاتم النبین ﷺ کی خلعتِ فاخرہ زیب تن فرما کر عبدا لمطلب کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔

۴۲۔مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی نے 8 یا 12 ربیع الاول کو حضور پاک صاحب؛ لولاک ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔ ذکر حبیب صہ ۲۷

۴۳۔پروفیسر سید شجاعت علی قادری ایم اے پرنسپل دارالعلوم نعیمیہ کراچی لکھتے ہیں:''آپ اصحاب فیل کے واقعہ کے بچپن روز بعد 12 ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت اس خاک دان عالم میں جلوہ افرز ہوئے۔ ماہنامہ انیس اہلسنت فیصل آباد صہ ۶۸

۴۴۔عبدالرحمان شوق نے تاریخ اسلام لکھی ہے۔جلد اول صہ ۴۴، وہ پہلی جلد میں رقمطراز ہیں:'' عام الفیل کے مشہور سال 571ء میں 4 مئی کو یعنی یکم ہجری کے باون سال قبل 12 ربیع الاول پیر کے دن ہادی اسلام حضور پرنور حضرت محمد مصطفی ﷺ پسرِ عبداللہ حضرت آمنہ کے بطن مقدس سے پیدا ہوئے۔

۴۵۔شاہ مصباح الدین شکیل نے لکھا ہے کہ جمہور اور عام مورخین 12 ربیع الاول یکم نبوی عام الفیل کو یوم ولادت تسلیم کرتے ہیں۔ سیرت احمد مجتبیٰ صہ ۶۲

ابوالجلال ندوی نے لکھا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ مکہ میں دوشنبہ 12 ربیع الاول 53ق۔ھ کو پیدا ہوئے۔ماہ نو سیرت پاک صہ ۱۵ مطبوعہ 1965ء

۴۶۔قاضی عبدالدائم دائم لکھتے ہیں: ''یہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخی دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی 12 ربیع الاول ہی صحیح ہے۔ ماہنامہ جام عرفان اکتوبر 1948ء صہ ۱۱

۴۷۔ساجد عبدالرحمان جو کہ ادارہ تحقیقات اسلام اسلام آباد سے منسلک ہیں اپنی تصنیف صہ ۶ سیرت رسول ﷺ میں بارہ ربیع الاول کو ہی صحیح تاریخ قرار دیتے ہیں

۴۸۔احمد مصطفی صدیقی نے بھی ''ہمارے پیغمبر ﷺ'' صہ ۲۱۹ میں 12 ربیع الاول کو یوم میلاد النبی ﷺ لکھا ہے۔

۴۹۔آغا اشرف نے حال ہی میں ایک کتاب ''محمد سید لولاک ﷺ'' صہ ۱۱۸ میں لکھتے ہیں: ''آپ ﷺ بارہ ربیع الاول پیر کے روز 20 اپریل 571ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے ہاں مکہ میں پیدا ہوئے۔

۵۰۔مفتی محمد شفیع نے ''اوجز السیر'' میں تقویمی حساب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے 12 ربیع الاول کو درست قرار دیا ہے۔ خام عرفان صہ ۱۱

٥١۔ مولوی عبداللہ خان سابق پروفیسر مہندر کالج پٹیالہ اپنی کتاب ''خطبات نبوی'' صہ ۲ مطبوعہ 1924 میں رقمطراز ہیں:

''حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کی ولادت بروز پیر 12 ربیع الاول 6163 بعد از ہبوط سیدنا آدم علیہ السلام بمقام مکہ ظہور پذیر ہوئی۔

٥٢۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ، جسٹس وفاقی شرعی عدالت اپنی تفسیر ''ضیاء القرآن'' جلد ٥ صہ ٦٦٥ میں رقم فرماتے ہیں۔'' بارہ ربیع الاول کو حضور سرور دو عالم ﷺ رونق افزائے بزم گیتی ہوئے۔

٥٣۔ محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر ''المعارف'' نے جنوری 1980ء کے شمارے میں طبری اور ابن خلدون کے حوالے سے صحیح تاریخ ولادت 12 ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ المعارف جنوری 1980ء صہ ۲

مصری سیرت نگاروں کے نزدیک تاریخ ولادت

مصر کے سیرت نگار سرکار ہر عالم ﷺ کی ولادت پاک 12 ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیر کی کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

٢٥۔ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے ''حیات محمد ﷺ'' میں تحریر کیا ہے۔ (حیات محمد ﷺ صفحہ ١٢٦)'' والجمهور على انه ولد فى الثانى عشر من شهر ربيع الاول''

''اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی''

٢٦۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف ''محمد رسول اللہ ﷺ'' میں رقم طراز ہیں'' بتاریخ 12 ربیع الاول مطابق 20 اگست 570 بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی (اہل مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ

ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے'' (محمد رسول اللہ، صفحہ ٣٠)

شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی 1934ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اسکا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں ''میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے'' (محمد رسول اللہ صفحہ ٥)

٢٧۔ مصر کے شہرہ آفاق عالم شیخ محمد ابوزہرۃ اپنی تالیف ''خاتم النبیین'' میں لکھتے ہیں

'' والجمهرة المعظمى من علماء الرواية على ان مولده عليه الصلوٰة والسلام فى ربيع الاول من عام الفيل فى ليلة الثانى عشر منه''

٢٨۔ علامہ محی الدین خیاط مصری نے ''تاریخ اسلام'' میں 12 ربیع الاول دوشنبہ، 20 اپریل 571ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔ (خاتم النبیین جلد ا صفحہ ١١٥)

٢٩۔ انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان ''رسول اکرم ﷺ اور انسانی معاشرہ'' میں تحریر فرماتے ہیں (تاریخ اسلام صفحہ ١١)

''12 ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔''

٣٠۔ جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن سے شائع ہونے والے دسمبر 1944 کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلوا اپنے مضمون بعنوان ''تین عیدیں میں رقم طراز ہیں

ترجمہ ''قمری سال کے ماہ ربیع الاول کی 12 تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت مانا جاتا ہے''

اور جو کچھ بھی اس کے آداب واوضاع ہیں ادا کرنے میں اسی قول یعنی بارہویں رات اور پیر کے دن پر عمل ہے۔

۳۱۔ سعودی عرب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر صفی الرحمٰن المبارکفوری اپنی مشہور کتاب روضۃ الانوار فی سیرت النبی المختار میں لکھتے ہیں

ولد رسول الله ﷺ شعب بنی هاشم فی مکة صبیحة یوم الاثنین التاسع ویقال الثانی عشر من شهر ربیع الاول عام الفیل والتاریخ الاول اصح والثانی اشهر وهو یوافق الیوم الثانی والعشرین من شهر ابریل سنة 571)

خلاصہ: رسول اکرم ﷺ صبح کے وقت پیر والے دن 9 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور کہا جاتا ہے 12 ربیع الاول کو آپ ﷺ کی پیدائش مشہور ہے۔

۳۲۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ المورد الروی فی مولد النبی صفحہ ۱۴ پر مختلف ممالک کے سربراہان کا محافل میلاد کا 12 ربیع الاول کو منانا نقل فرمایا ہے۔

شیعہ کے ہاں بھی آپ ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے

۳۳۔ علامہ محمد باقر مجلسی نے ''حیات القلوب'' جلد دوم میں لکھا ہے

''محمد بن یعقوب نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی بارہ

راتیں گزر چکی تھیں۔''

یہی روایت ''جلاالعیون'' جلد اول میں بھی موجود ہے۔ تہران سے چھپنے والی کتاب ''سیرت رسول اللہ ﷺ'' میں رفیع الدین اسحاق بن محمد ہمدانی رقم طراز ہیں

''روز دوشنبہ بود، دوازدہم ماہ ربیع الاول کہ سید علیہ السلام از مادر بہ وجود آمد، آں سال بود کہ اصحاب فیل قصہ مکہ کردہ بوند''

''پیر کے دن ربیع الاول کی بارہ تاریخ سید دو عالم ﷺ اپنی والدہ کے بطن اطہر سے اس دنیا میں تشریف لائے۔ اسی سال اصحاب فیل نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ اہل تشیع کے علماء کے نزدیک بھی آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت بھی 12 ربیع الاول ہے۔

اٹھارہ اور بائیس ربیع الاول

۳۴۔ مواہب لدینہ'' میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں

''کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی اٹھارہ راتیں گزرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ آپ ﷺ پیدا ہوئے...... یہ دونوں قول بالکلیہ غیر صحیح ہیں'' (سیرۃ محمدیہ صفحہ ۶۹)

یہ قول بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی جدید یا قدیم سیرت نگار نے ان میں سے کسی کو اختیار نہیں کیا اور نہ ہی انکو جمہور مورخین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے خود ہی ان اقوال کو نقل کر کے غیر ثقہ قرار دیا ہے۔

۳۴۔ برصغیر کے علماء کے نزدیک درست تاریخ ولادت

نمبر شمار	نام مورخ	کتاب	صفحہ نمبر
1	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	سرور المحزون	176
2	شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی	مدارج النبوۃ	25
3	اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی	مقامات یوم رضا	10
4	مولانا نعیم الدین مراد آبادی	تبرکات صدر الافاضل	199
5	مفتی احمد یار خان نعیمی	اسلامی زندگی	102
6	محمد صالح نقشبندی	سرور عالم ﷺ	27
7	عارف بٹالوی	حیات رسول ﷺ	46
8	مفتی عنایت احمد کاکوروی	سیرت رسول اعظم	14
9	سرسید احمد خان	سیرت محمدی ﷺ	217
10	مولانا مفتی محمد شفیع	سیرت خاتم النبیین ﷺ	18
11	علامہ ملا معین واعظ الکاشفی الہروی	معارج النبوۃ	
12	حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی	سید الکونین ﷺ	55
13	میاں محمد سعید	حیات النبی ﷺ	31
14	احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	ہمارے پیغمبر	219
15	مولانا سید محمد میاں	محمد رسول ﷺ	
16	الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی	سیرت مصطفیٰ	59
17	جسٹس سید امیر علی	روح الاسلام	81

نمبر شمار	نام مورخ	کتاب	صفحہ نمبر
18	محمد عنایت اللہ سبحانی	محمد ﷺ عربی	38
19	علی اصغر چوہدری	حیات رسول ﷺ	22
20	سید ابوالحسن علی ندوی	ہمارے حضور ﷺ	22
21	محمد ولی رازی	ہادی عالم ﷺ	43
22	پروفیسر غلام سرور رانا	معلم انسانیت محمد عربی	9
23	پروفیسر سید شجاعت علی قادری	سیرت رسول اکرم ﷺ	7
24	شاہ حسین میاں پھلواری	رسول نمبر	839
25	سید عبدالقدوس ہاشمی	سیرت کی بعض ضروری تاریخیں	120
26	مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطا	رحمت دو عالم ﷺ	
27	سید ابوالاعلیٰ مودودی	سیرت سرور دو عالم ﷺ	93/94
28	مولانا عبدالماجد دریا آبادی	رسول نمبر	36
29	مولانا اشرف علی تھانوی	حبیب خدا ﷺ	29
30	مولانا احتشام الحق تھانوی	ماہنامہ محفل	65
31	عمر ابوالنصر	نبی امی ﷺ	56
32	قاضی نواب علی	رسول اکرم ﷺ	21/22
33	مولانا سید سلیمان ندوی	رحمت عالم ﷺ	13
34	علامہ نور بخش توکلی	سیرت رسول عربی ﷺ	43
35	خواجہ محمد اسلام	محبوب ﷺ کے حسن و جمال کا منظر	51

36	مولانا ابوالحسن حسن	تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء	10
37	صاحبزادہ ساجد الرحمٰن	سیرت رسول ﷺ	6
38	مولانا محمد اسحاق بھٹی	ماہنامہ "المعارف"	2
39	مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی	ذکر حبیب ﷺ	27
40	مفتی محمد شفیع	ماہنامہ "جام عرفان"	11
41	مختار احمد	آئینہ تاریخ	147
42	پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن	665
43	حکیم سید ابوالحسنات	مدنی تاجدار ﷺ	24
44	حکیم محمد عالم آسی	رسول نمبر	40
45	سید محمد نجم الدین احمد جعفری	جنات النعیم فی ذکر نبی کریم	64
46	مولانا نقی علی خان بریلوی	سرور القلوب بذکر المحبوب	11/12
47	ملا واحدی	ماہنامہ "آستانہ"	25
48	ایس ایم ناز	مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا	11
49	کوی غلام مصطفیٰ	رسول نمبر	946
50	سید محمود علی رضوی	دین مصطفیٰ ﷺ	84
51	قمر عینی	فیض الاسلام	38
52	مولانا قاری احمد	تاریخ مسلمانان عالم	76
53	آغا اشرف	محمد سید لولاک ﷺ	118

54	مولانا حبیب الرحمٰن	ماہنامہ "فیض الاسلام"	45
55	حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف	اصح السیر	6
56	حافظ نذر محمد	محدث "رسول نمبر"	335
57	فیروز دسکوی	پیارے نبی ﷺ کے سارے حالات	128
58	کاش البرنی	المختصر	4
59	نذیر احمد سیماب قریشی	خاتم النبیین	61
60	عبدالرحمٰن شوق	تاریخ اسلام	44
61	سید محمد صدیق حسن خان	الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ	7
62	ابوالجلال ندوی	ماہِ نو	15
63	قاضی عبدالدائم دائم	ماہنامہ "جام عرفان"	10/11
64	مولوی محمد عبداللہ خان	خطبات نبوی ﷺ	1
65	سید آل احمد رضوی	ہمارے پیارے نبی ﷺ	25
66	مولانا عبدالسلام ہمدانی امرتسری	آفتاب رسالت	
67	مولانا محمد اسلم قاسمی	سیرت پاک	22
68	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی	تاریخ اسلام	35
69	جناب امیر الدین	سیرت طیبہ	76
70	سید ریاض احمد	قصص رسول	9
71	خواجہ محمد شعیب	ماہنامہ "تاج"	100

نمبر	مصنف	کتاب	صفحہ
72	محمد عبدالکریم ابدالوی، چشتی	رسائل کریمیہ	164
73	خواجہ حسن نظامی	میلاد نامہ اور رسول بیتی	24
74	حضرت خواجہ مجدد الف ثانی	مکتوبات	76
75	مولانا سید محمد متین ہاشمی	ماہنامہ "نعت"	95
76	مرزا حیرت دہلوی	الحمد ﷺ	135
77	مولانا عبدالحلیم شرر	خاتم المرسلین	7/8
78	ابوالحسنات قطب الدین احمد	خیر الاذکار فی ذکر سید الاخیار	420
79	مولانا عبدالسبحان	میلاد النبی ﷺ	55
80	رئیس احمد جعفری	رسالت مآب	49/50
81	احمد بن محمد بن ابوبکر بن عبدالمالک	سیرت محمد ﷺ	69
82	پروفیسر اسمٰعیل فاروقی	محمد ﷺ کی زندگی	48
83	پروفیسر ڈاکٹر ماجد علی خان	محمد ﷺ آخری پیغمبر	50
84	ڈاکٹر عطا محی الدین	عربی پیغمبر	9
85	الحاج قاسم علی	محمد ﷺ سارے جہانوں کیلئے رحمت	41
86	ایس اے سالک	اسلامی ابتدائی چمکتے ستارے	38
87	پروفیسر محمود بریلوی	سیرت النبی ﷺ	12
88	افضل الرحمٰن	محمد ﷺ انسانیت کیلئے رحمت	247
89	موسیو سیدیو	تاریخ عرب	98

نمبر	مصنف	کتاب	صفحہ
90	محمد علی لاہوری	سیرت خیر البشر	42
91	قاضی عبدالحلیم شرر	رہبر عالم	57
92	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	اسلامی معاشرہ	257
93	پروفیسر طاہر القادری	میلاد النبی کی شرعی حیثیت	201
94	کوثر نیازی	میلاد النبی	20
95	اشرف علی تھانوی	مواعظ میلاد النبی	185
96	شاہ عبدالرحیم	الدر الثمین	40
97	مولوی ضیاء القاسمی	کتاب خطبات جلد اول	162
98	خان محمد کندیاں	ختم نبوت	75
99		مصطفیٰ جان رحمت	458
100		سیرت المصطفیٰ	94

ولادت باسعادت کا دن

اس بات پر تمام مورخین متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انه سئل عن صیام یوم الاثنین فقال ذلک یوم ولدت فیه وانزلت علی فیه النبوة (مسلم شریف، حضرت ابوقتادہ رضی الله تعالیٰ عنه)

"حضور پاک ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں۔؟ تو

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتداء ہوئی''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تمہارے نبی ﷺ دوشنبہ کو پیدا ہوئے، دوشنبہ ہی کو ان کی بعثت ہوگی، اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ (احمد بن حنبل، بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبد اللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت یوم دوشنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔ (زرقانی جلد ا صفحہ ۱۳۲، سیرت مصطفیٰ مولوی ادریس کاندھلوی جلد ا صفحہ ۵۱)

روضۃ الاحباب میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بھی موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی سوموار کے دن شروع ہوا اور حجر اسود کو بھی آنحضرت ﷺ نے موجودہ جگہ پر ہفتہ کے اسی دن رکھا۔ مکہ معظمہ سے ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی۔ مدینہ منورہ میں بھی پیر کے دن داخل ہوئے۔'' سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عبد الرحمن چشتی مسلم شریف کے مطابق ابولہب کے عذاب میں اس دن تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جس دن اس نے اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس واقعہ کو عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی امام بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ان العباس قال لما مات ابو لهب رايته فى منامى بعد حول فى شر حال فقال مالقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عنى كل يوم اثنين

فتح الباری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵

''حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو

ایک سال کے بعد خواب میں برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے''۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہوئے۔

ان النبى صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين و كانت ثويبة بشرت ابالهب فاعتقها فتح الباری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵ مختصر سیرت النبی ﷺ عبد الوہاب نجدی صفحہ ۲۵

''یعنی عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ لہذا جب پیر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس اظہار خوشی کے صلے میں عذاب میں تخفیف فرما دیتے ہیں۔

سوموار شریف کی فضیلت:

بعض جاہل، عوام الناس کو بہکانے کیلئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اگر میلاد النبی ﷺ کی اتنی اہمیت و خصوصیت ہوتی تو سوموار ''پیر شریف'' کی فضیلت پر قرآن و حدیث میں کوئی تو نص وارد ہوتی۔ سوموار شریف کی فضیلت پر متعدد دلائل موجود ہیں۔

والضحی　　دن کی قسم

1۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس دن سے مراد ''میلاد النبی ﷺ (پیر) کا دن ہے۔

2۔ اس روز حضور اکرم ﷺ کا میلاد ہوا اور اسی دن آپ کی بعثت

3۔ اسی دن آپ کی ولادت نزول وحی، مکہ سے ہجرت، مدینہ میں داخلہ، حجر اسود کا

تعین ونصب اوراسی دن آپکاعارضی وصال ہوا۔

4۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

''یعنی پیر کے دن آپکاعارضی وصال ہوا''

5۔ سیدناعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے جسکا مفہوم ہے

''رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا) عباس سے فرمایا: جب سوموار کی صبح ہوگی تو آپ اور آپ کے بیٹے میرے پاس آئیں حتیٰ کہ میں تمہارے کیلئے ایسی دعا کرونگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپکواور آپکی اولاد کونفع دیگا۔''

آپ ﷺ نے اس دعا کیلئے پیر کادن خاص فرمایا اس کی عظمت کوواضح فرمادیا۔

6۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں، مفہوم

''رسول اللہ ﷺ پیراور جمعرات کاروزہ رکھتے''

7۔ ایک روایت میں ہے:

''آپ پیراور جمعرات کے روزے کااہتمام فرماتے تھے''

8۔ سیدناابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔مفہوم

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیراور جمعرات کواعمال پیش کئے جاتے ہیں۔پس میں چاہتاہوں کہ میراعمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔''

9۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اورسوموار کوروزہ رکھتے اوردوسرے مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کوروزہ رکھا کرتے۔

10۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیا کرتے کہ میں ہر مہینے تین دنوں کے روزے رکھا کروں، جن میں پہلا روزہ پیراور جمعرات کا ہو۔

سیدناابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: بیشک نبی کریم ﷺ پیر شریف اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے، آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا مفہوم

''بیشک سوموار اور جمعرات کے دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی بخشش فرمادیتا ہے، سوائے ان دوآمیوں کے جنہوں نے قطع تعلقی کی، (فرشتہ) کہتا ہے انہیں مہلت دو، حتیٰ کہ یہ آپس میں صلح کرلیں''

ان روایات سے سوموار کی فضیلت تاباں ونمایاں ہے۔

واقعہ ابولہب اور جشن میلاد

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔مفہوم

''عروہ نے بیان کیا ہے کہ ثویبہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ہے۔ابولہب نے اسے آزاد کیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کودودھ پلایا۔پس جب ابولہب مرگیا تو اس کے بعض اہل خانہ کووہ برے حال میں دکھایا گیا۔اس نے اسے (ابولہب سے) پوچھا تونے کیا پایا۔؟ ابولہب بولا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کوآزاد کرنے کی وجہ سے اس (چھنگلی) سے پلایا جاتا ہوں''

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے سال کے بعد اسے خواب میں برے حال میں دیکھا۔اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کسی راحت کونہیں پایا۔ماسوائے اس کے کہ بیشک سوموار کے دن مجھ پرعذاب ہلکا کردیا جاتا ہے۔آپ نے بتایا کہ یہ اس لئے ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ کا میلاد پیر کے دن ہوا، اورثویبہ نے ابولہب کوآپ کے میلاد کی بشارت دی تو اس نے اسے آزاد کردیا۔

اسی واقعہ کو امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف جلد ۷ صفحہ ۴۷۸، امام بیہقی نے شعب الایمان جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ اور دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۰، علامہ ابوالقاسم سہیلی نے الروض الانف جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ امام بغوی نے شرح السنہ جلد ۹ صفحہ ۵۷۶، وغیرہ اور دیگر علماء محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں نہایت ہی ذمہ داری سے نقل کیا ہے۔

اور دیوبندیوں کے پیشوا انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۲۷۸ اور دیوبندیوں وغیرہ مقلدوں کے امام عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۱۳ پر بھی درج کیا ہے اور ان دونوں کے مسلم ابن قیم نے تحفۃ المودود باحکام المولود صفحہ ۱۹، ابراہیم سیالکوٹی نے سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ اور وحیدالزماں بے دین نے تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳ پر بطور استدلال نقل کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں پوری سورت ''تبت یدا ابی لھب وتب'' نازل ہوئی، جب اسے میلاد النبی ﷺ پر خوشی کرنے کی وجہ سے محروم نہیں رکھا گیا بلکہ اس کے عذاب میں تخفیف کردی گئی۔ تو مسلمان، حضور کے غلام کے متعلق کیا خیال ہے۔ بارگاہ خداوندی سے اسے کس قدر انعام سے نوازا جائیگا۔

محمود پاشا فلکی کون تھا۔؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود شاہ فلکی کی تحقیقات کے مطابق 9 ربیع الاول ولادت کی تاریخ ہے کیونکہ 12 ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے 9 ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام معلوم ہے علامہ شبلی نعمانی (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۷۶) اور قاضی سلیمان منصور پوری (رحمتہ للعالمین

جلد اول صفحہ ۴۰) نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع (سیرۃ خاتم الانبیاء صفحہ ۱۸) اسے مکی لکھتے ہیں جبکہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی (قصص القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۸۸) نے قسطنطینہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطینہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۴۲۳)

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ''نتائج الافہام'' کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور 1898ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا (نقوش رسول نمبر ۲ صفحہ ۱۲۱)

محمود شاہ فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کیلئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے کل کو وہ غلط ثابت ہوسکتی ہے ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں، مستقبل والے اس کی نفی کردیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اسکے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ 12 ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اسکا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کررہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشن گوئی کرسکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ

طبعیات و علوم فلکیات کی رصد گاہ (رویت ہلال صفحہ نمبر۱۹) (ضیاء الدین لاہور، ماہر
فلکیات) اور رائل گرین وچ آبزرویٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشن
گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی
یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ
دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو مہینے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کس طرح ممکن نہیں جب
ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں

ہجرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ھیں

سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہو (ماہنامہ شمس
الاسلام بھیرہ 1981 صفحہ ۲۳) اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس 20 جمادی الاول 17 ھ
۔ 638ء 12 جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا (تفسیر نور العرفان صفحہ ۸۴)۔ اس
کے بعد تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے
قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے کیونکہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل
عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کرلیا کرتے
تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنادیا کرتے تھے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی
تفسیر نور العرفان" میں رقم طراز ہیں "کفار عرب محترم یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم کی
حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دوران
جنگ میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں ناگوار گزرتا۔ اس لئے محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنالیتے یا جب
کبھی حرمت کو ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کرلیتے تھے، اس
تبدیلی کا نام نسئی ہے (تفسیر الحسنات جلد۲ صفحہ۸۱۲)

مہینوں کے ردوبدل کے بارے میں ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لکھتے ہیں
"محرم کی حرمت کو صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اسکے صفر کو ماہ
حرام قرار دے لیتے" (الفتح الباری شرح البخاری صفحہ ۸)
صاحب "فتح الباری" نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے
"بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا ناجائز قرار دے لیتے۔ اس طرح صفر کا
نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دیتے۔"
تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ "کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف موخر
کردیتے" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵ جلد ۵)
عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
انما النسی زیادة فی الکفر
عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنالیتے تھے۔
تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنادیتے تھے۔ تفسیر الخازن جلد اول صفحہ
۷۸ تفسیر بغوی صفحہ ۱۸۶" مولوی مودودی تفہیم القرآن جلد۲ صفحہ ۱۹۲ پر لکھتے ہیں
"عرب کے لوگ نسی کی خاطر مہینوں کی تعداد 13/14 بنالیتے تھے"
حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن جلد۲ صفحہ ۲۰۳ میں تحریر فرمایا ہے
"قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھادیا جاتا تھا" (نقش رسول نمبر۲
صفحہ۱۲)
جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی
بنالیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا ہمیں اس بات کا پتہ نہیں

چل سکتا کہ کس کس سال میں نسی کی گئی۔ مولوی اسحق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ''سیرت نبوی ﷺ کی توقیت'' میں لکھتے ہیں ''یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ 1 تا 10 ہجری تک نسی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراق تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بناء پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ پیش کیا جا سکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہور نے لکھا ہے'' قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گذشتہ تاریخوں کا تعین بھی وثوق کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا اور اگر بالفرض کسی جگہ کی بالکل درست معلومات میسر آ جائیں تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین نے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ لکھتے ہیں۔

''اسلامی کیلنڈر بنانا انتہائی مشکل کام تھا، (ضیاء الدین لاہور جو ہر تقویم صفحہ ۳۰)

یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین اور مورخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑیگا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن بتایا۔ (سیرۃ محمدیہ ﷺ ترجمہ مواہب لدنیا صفحہ ۶۹)

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ'' اہل زیچ (زائچہ بنانے والوں) اس قول پر اجماع ہے کہ 8 ربیع الاول کو پیر کا دن تھا''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کریگا کوئی نئی تاریخ نکالے گا پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہؓ اور تابعینؒ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

بات کس کی مانیں۔؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول جھٹلایا جا سکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے''

(احادیث رسول صفحہ ۱۷۶)

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا:

رضی اللہ عنھم ورضو عنہ

(اللہ ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے)

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اولٰئک اصحاب محمد ﷺ کانو اافضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوباً ،

واعمقها علماً واقلها تکلفاً اختار هم الله بصحبة نبیه ولاقامة دینه

''رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے، انکے دل سب سے زیادہ پاک، انکا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں اپنے نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامت دین کیلئے چنا تھا'' (دارمی عبد عبداللہ ابن مسعود) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے جید عالم، سیرت نگار اور تابعی نے بھی 12 ربیع الاول یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک، صاحب لولاک ﷺ کا ارشاد ہے

''جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا جس نے انکو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا'' (ترمذی شریف)

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین کو دوزخ سے برات کا سرٹیفکیٹ دیدیا گیا۔ جسکا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ انکی باتوں پر وہی یقین رکھے گا جو جہل مرکب ہوگا۔

حاصل بحث

پس یہ ثابت ہوگیا کہ یوم ولادت سرکار ﷺ، بارہ ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مورخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعین رحمتہ اللہ علیہ اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن و حدیث میں درج ہے اور قرآن و حدیث ہم تک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین رحمتہ اللہ علیہ کے

وسیلے سے پہنچا اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ 12 ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا تو دوسرے ماہرین نجوم اور ماہرین ریاضی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ 12 ربیع الاول کو پیر کا دل ہی تھا۔ علامہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کے نزدیک 12 ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی 12 ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک، صاحب لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ 12 ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔
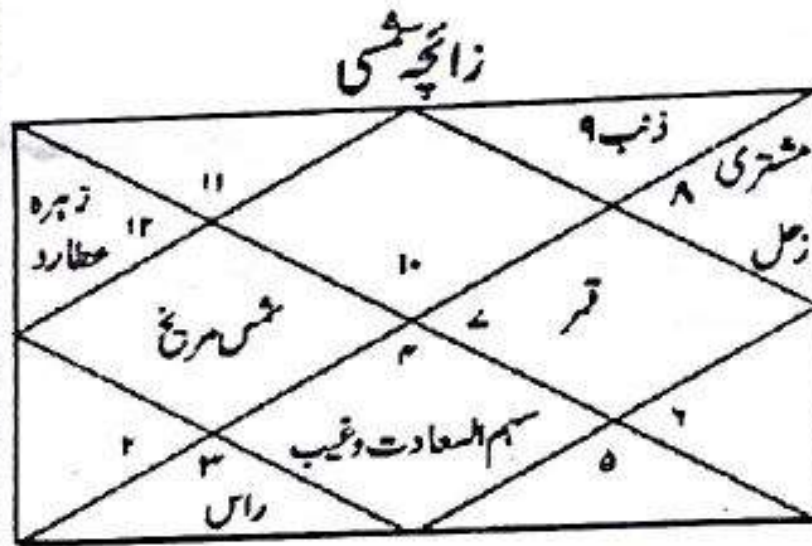
زائچہ شمسی

ہندو جوتشی کا چیلنج اور اسکا جواب

ہندوستان میں کسی ہندو جوتشی نے کرشن کا زائچہ بنا کر اور اس پر احکام لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دنیا کی کسی اور ہستی کا زائچہ اس سے بہترین ثمرہ کا اظہار کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ دراصل یہ محض اس کے مذہبی عقیدہ کا مظہر تھا۔ ڈاکٹر اختر امرتسری مرحوم کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس چیلنج کے جواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کا زائچہ پیش کر کے اس کے

ثمرات انہی کی کتابوں کے حوالے سے بیان کرکے واضح کردیا کہ اس دنیا میں وہ ہستی صرف حضور ﷺ کی ہے۔ جس کی نظیر نہیں، یعنی حضور اکرم ﷺ کا پیدائشی زائچہ سب سے بہتر و برتر ہے لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں بھی یہی زائچہ حضور اکرم ﷺ کا تسلیم کیا جاتا ہے جیسا کہ مفید عالم جنتری جو لاہور سے ہر سال طبع ہوتی تھی۔ اردو زبان میں علم نجوم پر ایک مستند معروف کتاب ''النجوم'' ہے جسے مولوی سید محمد مجتبیٰ اور مولوی حسین الدین مرحومین نے مرتب کیا اس میں بھی یہی زائچہ درج ہے جو ابو معشر بلخی کی تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت تسلیم کرکے مرتب کرکے احکام استخراج کیے گئے ہیں۔
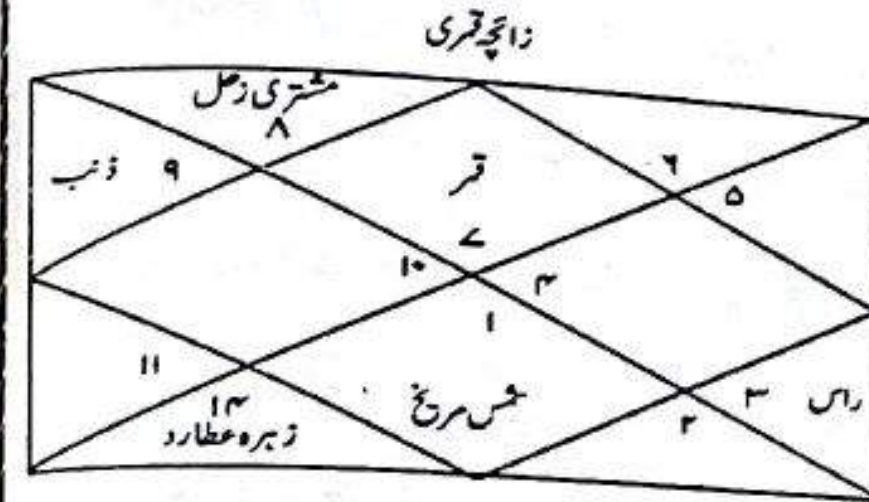
زائچہ قمری
مشتری زحل ۸
ذنب ۹
قمر ۷
۶
۵
۱۰
۴
۱
۱۱
زہرہ عطارد ۱۲
شمس مریخ
۲
راس ۳

ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ نجوم کے دو سسٹم اس وقت رائج ہیں۔ ایک نریانا سسٹم (نرائن بمعنی شمس) جو عموماً ہندو جوتشیوں میں رائج ہے اس کے مطابق 13 اپریل کے لگ بھگ سورج برج حمل (میکھ) میں داخل ہوتا ہے اور ایک سال بھر میں دورہ پورا کرکے اسی مقام پر آجاتا ہے۔ سورج کی یہ گردش 365 دن 6 گھنٹے 9 منٹ اور 10 سیکنڈ میں پوری ہوتی ہے (نجمی سال) کہا جاتا ہے۔ لہٰذا انکے ہاں سال کا پہلا دن یکم بیساکھ کو ہوتا ہے (متوفی 11 اگست 1987ء)

جبکہ دوسرا سسٹم سیانا سسٹم کے نام سے موسوم ہے جسے عرف عام میں یونانی بھی کہا جاتا ہے اس کے مطابق عموماً شمس برج حمل میں 20/21 مارچ کو داخل ہوتا ہے اور ایران

وغیرہ میں اس دن کو ''نوروز'' کہا جاتا ہے نیا سال اسی دن شروع ہوتا ہے۔ ان کے مہینہ کا نام بھی برج کے نام کے مطابق حمل کہلاتا ہے۔ یہ سال 368 دن 5 گھنٹے 48 منٹ 46 سیکنڈ کا ہوتا ہے جسے انگریزی میں (موسمی سال) کہا جاتا ہے ہر دو قسم کے سالوں میں 20 منٹ 24 سیکنڈ کا فرق عیاں ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اب دونوں سسٹم کے مابین 23/24 ڈگری کا فرق پڑ چکا ہے۔ اس فرق کو اقل تعدیل کہا جاتا ہے۔ عموماً پاکستانی جنتریاں سیانا سسٹم کے مطابق ہی چھپتی ہیں کیونکہ انگلینڈ سے درآمد کی ہوئی جنتریوں کی اکثریت سیانا سسٹم کے مطابق ہے۔ لہٰذا پاکستان اور گرینچ کے 5 گھنٹہ فرق سے نقل کر دی جاتی ہے۔ البتہ انگلینڈ میں مرتب ہونے والی نرمایا سسٹم کے مطابق ہوتی ہے۔ دونوں طریقوں میں اتنا بعد کیوں ہوا ہے؟ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جو ہر شخص کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ البتہ اشارۃً واضح کردوں کہ انسائیکلو پیڈیا برطانیکا وغیرہ میں زیر عنوان ''حمل کا درجہ اول'' میں صاف لکھا ہے کہ جب جنتری شمس کو برج حمل کے درجہ اول پر ظاہر کرتی ہے دراصل سورج اس وقت برج حوت کے ابتدائی 7/8 درجہ پر ہوتا ہے چونکہ ہندوستانی جوتشی نے نریانا سسٹم کے مطابق زائچہ بنا کر اس کا ثمرہ دیا تھا لہٰذا اختر امرتسری مرحوم نے بھی اس سسٹم کے مطابق مرتبہ زائچہ پر احکام ثمرہ جات انہی کی کتابوں سے حاصل کرکے لکھے اور ان لوگوں کو لاجواب کر دیا۔

اگرچہ عربوں نے علم ہیئت (نجوم) میں بہت زیادہ ترقی کی تھی نئے سیارے اور ستارے دریافت کرکے ان کے نام رکھے۔ آلات نجوم، اصطرلاب وغیرہ بھی ایجاد کئے تھے جس کے نتیجہ میں اب تک ان کے عربی زبان والے نام ہی امریکہ برطانیہ اور دیگر ممالک میں رائج ہیں جیسے آخر النہر، عقرب، الجنب، الغول، الدبران، الفرد، الفرس، العطاق، فم الحوت،

الرجل، ید، وغیرہ لیکن حضور رسول کریم، رؤف الرحیم نے نجومی کے احکام کو تسلیم کرنے سے منع فرمادیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں علم نجوم کی رغبت کم ہوگئی۔ اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ظاہری طور پر پہلے تو دونوں طریقوں میں اتنا فرق ہے اور پھر زیانا سسٹم والوں میں آپس میں بھی تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے لہذا احکام میں بھی فرق ضروری ہوگیا۔ علاوہ ازیں نفسیاتی طور پر غلط اثرات مرتب ہونے پر متعلقہ شخص ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر پیشن گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں، کبھی کبھی نشانہ ٹھیک بھی لگ جاتا ہے۔ لہذا اسے ظنی علم ہی کہا جاسکتا ہے یقینی نہیں پھر بھی ایک چیلنج کو قبول کرنے کیلئے علوم نجوم کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس کے اظہار علماء نے اس کو مفید سمجھتے ہوئے اشاعت کی اجازت دی ہے۔ حضرت سید محمود احمد رضوی نے زائچہ مذکور کی مختصر وضاحت کے سلسلہ میں تحریر فرمایا تھا۔ ''مضمون ہذا سرسری طور پر پڑھا، جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان میں کوئی شرعی خرابی نہیں''

اختر امرتسری (ماہنامہ آثار نجوم میں لکھتے ہیں)

زائچہ اقدس

ولادت باسعادت، کیوان رسالت، مشتری سیرت، بہرام شجاعت، ناہید جمال، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ، صاحب قاب قوسین، سید الکونین، ختم المرسلین، فخر الاولین جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ

زائچہ شمسی
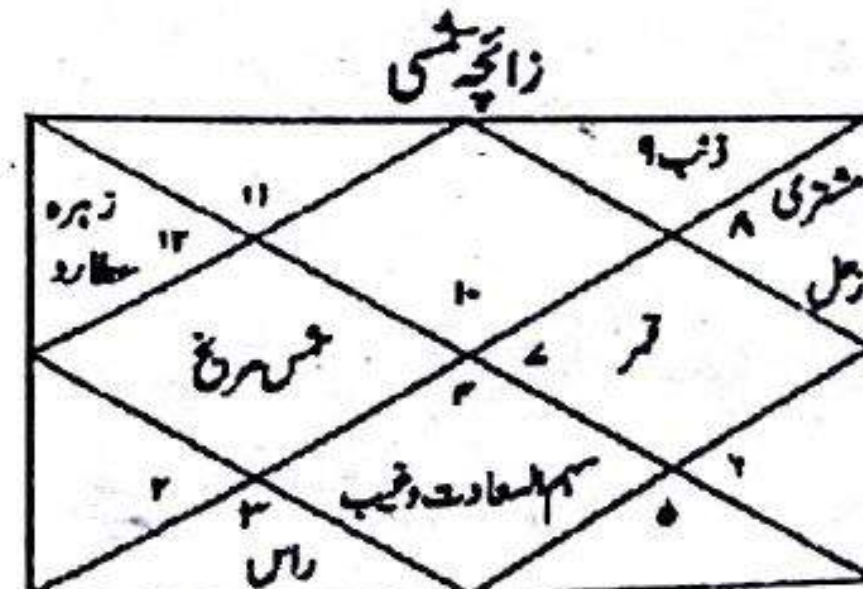
تفاصیل ولادت:

20اپریل 571ء تقویم کہنہ

12ربیع الاول 52 قبل از

ہجرت چیت شدی چتر وشی 628 بکرمی بروز پیر مقام: مکہ معظمہ عرض البلد 20 شمالی 21 طول البلد ۱۴ شرقی ۴۰

وقت:

گرینج میں ٹائم:

10 بجکر 44منٹ

40سیکنڈ شب

مقامی:

ایک بجکر 25منٹ

36سیکنڈ قبل طلوع

اشکال:

49 گھڑی29پل

یہ انکا زائچہ ہے جن کی تخلیق کی نسبت کچھ اس طرح مذکور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ فھو اولھم فی المسطور واخرھم فیَ الظھور

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قریب تو معلوم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

سورۃ الحجر میں مرقوم ہے کہ ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ حدیث شریف میں مرقوم ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
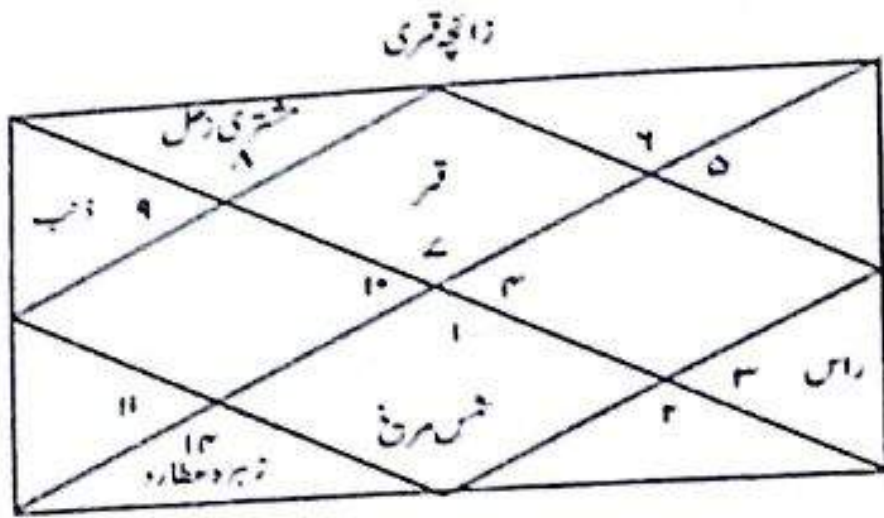
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابولبشر کی ہے
آدمؑ کا تھا خمیر تمہارا ظہور تھا
حقا کہ سب سے پہلے تمہارا ہی نور تھا

وہ ذات گرامی جن کی ولادت باسعادت وجہ تخلیق کائنات ہو ان کی نسبت کواکب اور برج کی بحث سے کیا استنباط کیا جاسکتا ہے لیکن بحث کی ضرورت اس وقت آن پڑتی ہے جبکہ اہل ہند، علم نجوم جن کی گھٹی میں پڑا ہے بالعموم رام اور کرشن کے زیجات ولادت کو اشرف الزیجات قرار دیتے ہیں۔

ان کے نزدیک ہر دو اوتاروں کے روپ میں بھگوان جلوہ گر ہوا تھا۔ بالفاظ دیگر جب بھگوان کی ولادت بھی سیارگان کی اوضاع سے خالی نہیں پھر دیگر مخلوقات کی پیدائش کو کیونکر ان کے اثرات سے مبرا سمجھا جائے۔ دوسرا اعتراض جو وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے
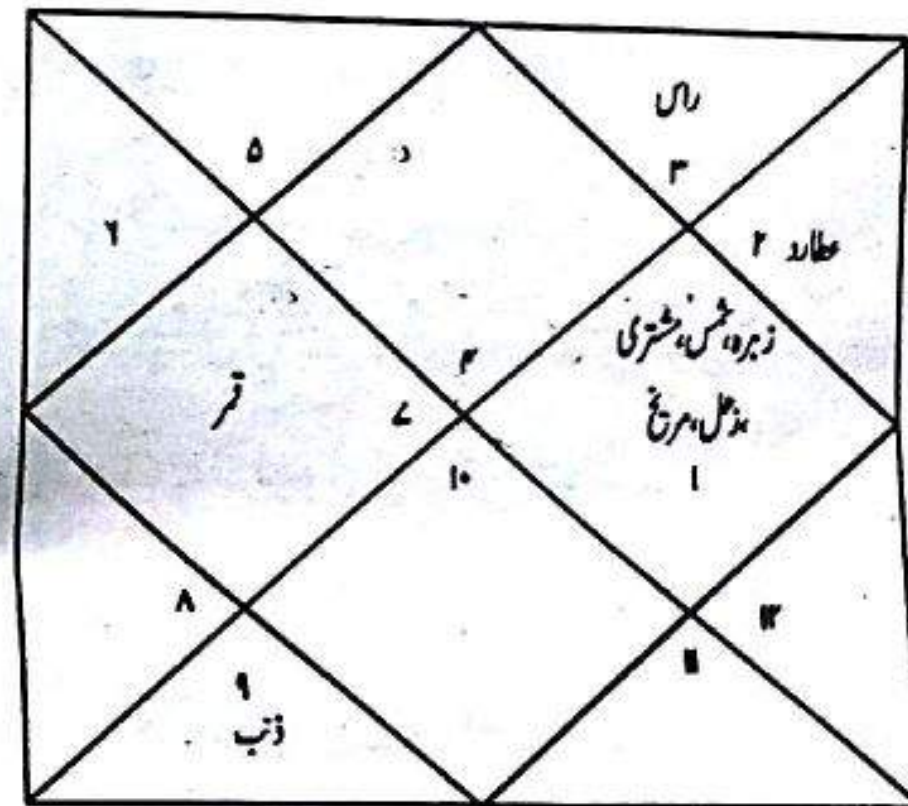
کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر قبل از وقت سامری نے دیدی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کی آمد کی اطلاعات بھی پیہم اور تواتر سے ملتی ہیں اور پھر ولادت باسعادت بھی تو کسی مخصوص وقت پر وقوع پذیر ہوئی تھی کیا وہ وقت اشرف الاوقات بروئے نجوم ثابت ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجوہ ہونگی جن کی بناء پر حضرت ابوالمعشر

بلخیؒ نے حضور اقدس ﷺ کا زائچہ مبارک استخراج کیا ہوگا۔ اپنے 26 سالہ مطالعہ علم نجوم کی بنیاد پر میں یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا وقت یقیناً تخلیق کائنات کے بعد سے تخریب کائنات کے وقت تک سب اوقات سے ارفع و اعلیٰ تھا اور میرے دعویٰ کی تصدیق اہل ہند کی جوتش پر مستند کتب کریں گی۔ میری نظر میں کرشن اور رام کے زیجات بھگوان کے نہیں بلکہ جگ دانوں کی ولادت پر دلیل ہیں ان پر ہر دو حضرات نے اپنی زندگی میں کارہائے نمایاں ضرور انجام دیئے ہونگے لیکن معیار نبوت ان سے کہیں بلند و بالا ہے حضور اقدس ﷺ کے زائچہ ولادت میں چار کواکب مشرف ہیں لیکن رام چندر جی کے زائچہ ولادت میں پانچ کواکب شرفیافتہ، دو اپنے بروج میں پڑے ہیں اور کچھ اس قسم کی کیفیت کرشن جی کے زائچہ کی ہے اپنے مضبوط الخط کواکب کے ہوتے ہوئے بھی وہ بات نہیں بنتی جس کا اظہار تین کواکب کے شرف والا زائچہ جو مہاتما بدھ کا ہے، کرتا ہے۔ مہاتما بدھ کے زائچہ ولادت میں تین کواکب، شمس، راس، ذنب مشرف پڑے ہیں ان تین سیاروں کے علاوہ حضور اقدس ﷺ کے زائچہ ولادت میں چوتھا سیارہ جو مشرف ہوا ہے وہ زہرہ ہے یہی وجہ ہے کہ بدھ کی تعلیمات اسلامی تعلیمات کا ملخص معلوم ہوتی ہیں۔ بدھ کی تعلیمات حسب ذیل ہیں:

1۔ دیوی، دیوتاؤں کی پرستش فضول ہے، یہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان
2۔ درست ادراک، سچا مقصد، سچی گفتار، نیک کردار اور اکل حلال سے حقیقی راحت مل سکتی ہے
3۔ سخت ریاضت اور عیش و عشرت دونوں ہی انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں
4۔ دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے۔ اگر انسان اپنی خواہشات پر قابو پالے تو دکھ اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

آنکہ از خاکش بروید آرزو!
ہر کجا بینی جہاں رنگ و بو

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر دنیائے انسانیت پر سکرات کا عالم طاری تھا، تہذیب وتمدن کے نازک اور حساس پھول وحشت وبربریت کی بادسموم سے مرجھا چکے تھے۔ حسن عمل کے زندگی بخشنے والے چشمے خشک ہو گئے تھے جوہر انسانیت کرۃ الارض سے اڑ چکا تھا۔ ہر طرف بے چینی وبدامنی کے گھٹا ٹوپ سائے محیط ہو چکے تھے اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امڈ آیا تھا۔ نظریں چاروں طرف سے مایوس وناامید ہو کر رہ کر آسمان کی طرف اٹھتی تھیں اور پکار پکار کر متی نصر اللہ کہتی تھیں۔

چنانچہ قانون فطرت کے عین مطابق اس افسردگی و پژمردگی کو ختم کرنے کیلئے فاران کی چوٹیوں پر اس رب العالمین کا ابر رحمت برسا جس سے طغیانی وسرکشی کی بادسموم عدل واحسان کی جاں بخش سحری میں بدل گئی۔ حضرت ابوالمعشر" بلخی نے اسی وقت مسعود کا زائچہ ولادت رقم فرمایا جبکہ آسمان کی رفعتوں نے جھک کر زمین کی پستیوں کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت بلند نے یاوری کی کیونکہ اب ترے خوش نصیب ذرات کو اس ذات اقدس کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوگی جس سے انسانیت مشرف ہوگی۔ انسانی سلسلہ ارتقاء کی آخری کڑی رونق افروز کائنات ہوگئی ہے۔ وہ آنے والا آ گیا جو ملوکیت وقیصریت کے نظاموں کی بجائے آئین فطرت رائج کرنے والا تھا جس کے ظہور سے ایرانی آتشکدوں کی آگ کے الاؤ سرد پڑ گئے۔ جور واستبداد کی طاغوتی طاقتیں جنہوں نے صدیوں سے اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے۔ کے پائے ثبات میں لغزش آ گئی، باطل کی تاریکیاں چھٹ گئیں کیونکہ آفتاب نبوت طلوع ہو گیا جس کی نسبت اس کے بھیجنے والے نے فرمایا

انا ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذيراً وداعياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً

5- نیک اعمال کرنے، سچ بولنے سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے

6- تمام انسان یکساں ہیں، ذات پات کی تعلیم بالکل فضول ہے۔

7- جیسا کوئی کریگا ویسا بھریگا۔

8- ہر انسان کو رحم دل ہونا چاہیے اور بزرگوں کا ادب کرنا چاہیے

9- جانوروں کی قربانی کچھ معنی نہیں رکھتی، اگر کچھ نفع چاہتے ہو تو اپنی قربانی پیش کرو

10- انسانی زندگی ایک ختم نہ ہونے والا چکر ہے۔ اگر انسان نیک اعمال کریگا اور اپنی خواہشات پر قابو پالے گا تو اسے دائمی نجات مل جائیگی۔

گوتم بدھ بھی راج پاٹ کی تیاگ کر اس ذات حقیقی تلاش اس طرح نہ کرتا اگر اس کے زائچہ ولادت میں زہرہ بحالت مضبوط واقع ہوتا مگر قدرت کاملہ نے تو یہ فضیلت صرف حضور اکرم ﷺ کیلئے ہی مخصوص کر رکھی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

یاایها المزمل ، قم اليل الاقليلا نصفه او انقص منه قليلا اوزدعليه ورتل القرآن ترتيلا

دوسری طرف بدھ ہے کہ مسلسل چھ برس کی ریاضت سے ہڈیوں کے ڈھانچے کی شکل میں گیا کہ جنگلوں میں برگد کے تلے بیٹھا نظر آتا ہے لیکن خالق کائنات اپنے محبوب ﷺ کو کس پیار بھرے انداز میں تاکید فرماتا ہے کہ اے کالی کملی اوڑھنے والے آپ ﷺ نصف شب یا اس سے کچھ کم وبیش کھڑے رہا کریں اور قرآن پاک کو خوب صاف صاف پڑھا کریں۔ یہ نمایاں فرق بروئے دلائل نجوم زہرہ سے متعلق ہے جو بدھ کے زائچہ میں کمزور اور حضور اقدس ﷺ کے زائچہ میں مشرف پڑا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت افق شرقی پر برج جدی کا بیسواں درج طلوع

ہورہا تھا برج جدی مخطفۃ البروج کا دسواں برج، مثلثہ خاکی کا تیسرا برج ہے۔ برج مذکور لیلیٰ
اور مونث ہے۔ لیلیٰ اس برج کو کہتے ہیں جس میں حیا کا عنصر غالب ہو۔ وہ حضرات جن کی
ولادت برج جدی کے تحت ہوتی ہے بالعموم تنظیم بندی اور نظم ونسق کے زیروبم کو خوب سمجھتے ہیں
اور اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہوا کرتا ہے ہر برج کے تیس درجات میں
سے کچھ درجات سے سعد اور کچھ نحس متصور ہوتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت جدی کا بیسواں درجہ طلوع تھا جو حکم عین سعادت
کا رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نہایت اعلیٰ قسم کی تنظیم کرنے والے اور نظم ونسق
چلانے والے ہونگے۔ چونکہ زائچہ میں زہرہ اور آفتاب مشرف پڑے ہیں۔ لہذا زبردست قسم
کے عادل ہونگے چونکہ برج جدی منقلب برج ہے لہذا اسلام کے قوانین انسان پر ٹھونسے نہیں
گئے بلکہ ان میں لوچ لچک رکھ کر اسلام کو آئین فطرت بنا دیا ہے۔ اسلئے برنارڈ شا کہا کرتا تھا کہ ”
اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے“

متقدین کا قول ہے کہ جب کسی زائچہ میں کوئی ایک سیارہ مشرف پڑا ہو تو وہ شخص بہترین خطیب ہوتا
ہے اور اس کے کلام میں شعر کی طرح دلنشین ہونے والی زبردست کیفیت ہوتی ہے۔ وہ شخص بہت
اقبال مند باہمر اور مسعود الطبع ہوا کرتا ہے (ملاحظہ فرمائیں ہماروالی باب پنجم ہسریکا ادھیائے شلوک)
یہ حالت تو ہے اس ایک عام شخص کی جس کے زائچہ ولادت میں محض ایک سیارہ مشرف ہو
لیکن جس کے زائچہ ولادت میں چار کواکب شرفیافتہ پڑے ہوں تو اس صاحب زائچہ کی
کیفیت کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ

ہر زائچہ میں آفتاب شخصیت اور کوائف ظاہری کی عکاسی کرتا ہے اور اس امور باطنی کا مظہر ہوا
کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے زائچہ اقدس میں ہر دو کواکب شمس اور راس مشرف ہیں جو اس امر

پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ جیسے ظاہری اعتبار سے ارفع و اعلیٰ ہیں ویسے ہی باطنی
اعتبار سے شرفیافتہ ہیں ممکن ہے کہ معترض یہ کہہ دے کہ شمس و راس تو بدھ کے زائچہ میں بھی
مشرف تھے۔ اس ضمن میں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ بدھ بروئے نجوم بہت اونچا مقام
رکھنے والے چند افراد میں سے ایک ہے لیکن اس کے زائچہ میں زہرہ اور مریخ کی کمزوری نے
خداوند کریم کی ذات کا واضح اعلان کرنے سے جہاں اسے باز رکھا ہے وہاں طالع کے بدل
جانے کے باعث اس میں تنظیم ملی کے رجحان کا فقدان ہے۔ یاد رہے کہ بدھ کی ولادت طالع
سرطان میں ہوئی تھی۔ اس کا زائچہ حسب ذیل ہے۔

ولادت بدھ 14 اپریل 623 ق مسیح

بوقت نصف اللیل

عرض بلد 8 شمالی 27

طول بلد شرقی 83

مگر زائچہ اقدس میں صاحب طالع بخانہ یازدہم واقع ہے جو بنظر کامل طالع اور خانہ نہم کو ناظر
ہے۔ مزید برآں صاحبان ششم، نہم، دہم یعنی عطارد اور زہرہ سے تثلیث میں ہے جو اس امر
پر غمازی کرتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ از حد باحیا، ذی مروت اور ملنسار ہوں جس سے بات
کریں اسے اپنا گرویدہ بنالیں، صاحب ایمان کامل ہوں۔ زحل و مشتری کا خانہ پنجم میں
پوری نظر سے ناظر ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اولاد نرینہ زندہ نہ
رہے لیکن اولاد اناث ہو۔

حضور اقدس ﷺ سخاوت میں مشہور ہوں اور شہرہ آفاق دیانتدار ہوں مشتری در یازدہم
قابض ہو کر خانجات سوم، پنجم اور ہفتم کو ناظر ہے جو اس امر پر دلیل ہے کہ آنجناب ﷺ بلند

اقبال، متوسط العمر، نامور اور حاجت روائے عالم ہوں، شاہان وقت حضور اقدس ﷺ کا
ادب کریں اور خم کھائیں، مشتری معہ صاحب طالع کے بجانہ دوستاں موجود ہے۔ لہذا حضور
اکرم ﷺ کے اصحاب کبار حضور ﷺ پر پروانہ وار قربان ہونے کی سعادت سمجھیں اور
خدمت گزاری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی فکر میں رہیں، مشتری دریا زدہم
کثیر الاموال ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے لیکن حالت زحل اس امر پر غماز ہے کہ کالی کملی والا
ﷺ اپنی ذات پر بہت قلیل خرچ کرے۔ بیوت اثنا عشریہ میں سے طالع قوی سمجھا جاتا ہے
اور طالع سے دہم قوی تر، اس زائچہ مقدس میں قمر بخانہ دہم پڑا ہوا ہے جو تقریباً بدر کامل کی
کیفیات کا حامل ہے قمر چونکہ سیارہ جمال ہے لہذا دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ بدر کی مانند
سب ستاروں اور سیاروں میں خوبصورت اور دلکش دکھائی دیں، صاحب جمال ہوں، جناب
امیر ستراحت کنندہ بستر رسول ﷺ علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور
ﷺ کا چہرہ اقدس بالکل گول نہیں ہلکی گولائی لئے ہوئے۔ جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن
سمرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت آپ
ﷺ سرخ جوڑا زیب تن کے ہوئے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ ﷺ کو، بالآخر اس
فیصلے پر پہنچا کہ حضور اکرم ﷺ کہیں زیادہ حسین ہیں۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ خوبرو کسی کو نہیں دیکھا ایسا لگتا ہے کہ جیسے
آفتاب چمک رہا ہو۔ جناب ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ اگر تم حضور ﷺ کو دیکھتے تو سمجھتے
کہ سورج طلوع ہو گیا ہے اور جناب کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ خوشی میں حضور ﷺ کا
چہرہ مبارک ایسا چمکتا، گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپ ﷺ کی خوشی کو پہچان
جاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ حضور ﷺ تکلم فرماتے تو

دانتوں سے چمک نکلتی ہوئی معلوم ہوتی۔ ریشم کا دبیز یا باریک کوئی کپڑا ایسا نہیں ہے جسے میں
نے چھوا ہو اور وہ حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور گداز ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے نزدیک حضور کا جسم اطہر گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا۔ بقول جناب علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ، رنگت سفید مائل بہ سرخی، آنکھیں سیاہ، چمکیلی اور دراز، پتلیاں سیاہ نظریں جھکی ہوئی
، گوشہ چشم سے دیکھنے کا حیادارانہ انداز، سفید حصے میں سرخ ڈورے، آنکھوں کا خانہ لمبا اور
قدرتی سرگمین، ناک مائل بہ بلندی رخسارے ہموار اور ہلکے، گوشت ذرا سا نیچے کو ڈھلکا ہوا،
دہن مبارک بہ اعتدال فراخ، ابرو خمدار باریک اور گنجان، جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک
رگ کا ابھار جو جوش کے وقت نمایاں ہو جاتا، پیشانی کشادہ جس سے ہمہ وقت مسرت جھلکتی
تھی پتلی لمبی گردن جیسے موتی سے تراشی گئی ہو، رنگ چاندی جیسی، اجلی اور خوشنما، سر متوازن
بڑا جس پر قدرے خمدار بال تھے، درمیان میں نکلی ہوئی مانگ، نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی جسم
اطہر پر بال زیادہ نہ تھے۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ کندھوں، بازوؤں
اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی او
رمضبوط، بدن گٹھا ہوا، میانہ قد لیکن جب کسی مجمع میں کھڑے ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا
ہوا معلوم ہوتا۔

اس مقدس زائچے میں حسب ذیل اوضاع فلکی وقوع پذیر ہوئی ہیں

1۔ پری جاتھا یوگ 2۔ وہانہ یوگ 3۔ اناپھا تھیا یوگ 4۔ پری پر برہما یوگ 5۔ جیا یوگ
6۔ پتر ومولا دھنا یوگ 7۔ براتر وردھی یوگ 8۔ سری ناتھ یوگ

پری جاتھا یوگ

صاحب طالع جہاں قابض ہو، اس گھر کا مالک اوتاد میں قوی الحال ہو یا طرفین میں قابض ہو

توضیح

اوسط عمر کے بعد صاحب زائچہ کے حالات دن بدن بہتر ہوتے جائیں اور ایک دن اس کی زندگی میں ایسا آجائے کہ وہ شاہوں سے خراج وصول کرے، مولود، جری اور بلند حوصلہ کا مالک ہو، اعلیٰ درجہ کا سیاستدان اور زبردست کمانڈر ہو، یہ یوگ عام راج یوگیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل زمین کے گوشے گوشے میں جبرو استبداد اور جورو جفا کا بازار گرم تھا۔ ایک طرف اگر مطلق العنان شہنشاہیت اور شخصی حکومتیں قائم تھیں جن میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ ہوا و ہوس، عیش و عشرت کا بازار گرم تھا تو دوسری طرف مذہبی پیشوا خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ستون بن کر کھڑے تھے۔ یہ مذہبی ٹھیکیدار اپنے آپ کو عام انسانوں سے بالاتر سمجھتے اور جور و استبداد میں شاہان وقت سے کسی طرح کم نہ تھے۔

اسلام نے ایک طرف ان مذہبی پیشواؤں کا خاتمہ کر کے خدا اور بندے کے درمیان براہ راست تعلق قائم کر دیا اور دوسری طرف شوریٰ کا نظام قائم کر کے مطلق العنانی پر کاری ضرب لگائی اور حکومت کا یہ فرض ٹھہرایا کہ وہ کوئی کام بھی مجلس شوریٰ کی مرضی کے بغیر نہ کرے اور اس طرح حضور اکرم ﷺ نے پہلی جمہوری طرز حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ نے اصحابؓ سے برابر مشورے کرتے، بسا اوقات حضور اکرم ﷺ کی رائے صحابہ کبارؓ سے مختلف ہوتی لیکن حضور ﷺ اکثریت کی رائے کا احترام فرماتے اور اسے قبول کر لیتے، چنانچہ جنگ احد کا واقعہ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جہاں حضور ﷺ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے شہر سے باہر نکل کر کفار سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اسلام نے مجلسی زندگی میں امیر و غریب کی

تخصیص ختم کر دی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اسکے بھی ہاتھ کاٹ دونگا تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن غریب سے وہی جرم سرزد ہونے پر اسے پوری پوری سزا دی جاتی عہد نبوی ﷺ کے آخری دور میں سرزمین عرب کا چپہ چپہ اسلامی حکومت کے زیر نگیں آچکا تھا۔ عرب سے ملحقہ علاقے بھی حضور اکرم ﷺ کی اطاعت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانہ میں اسلامی سلطنت میں جو علاقے شامل تھے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ وہ علاقے جو فتح کے نتیجہ میں سلطنت مدینہ میں داخل ہوئے ان علاقوں میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے حاکم مقرر فرمائے۔ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید کو وہاں والی مقرر فرمایا۔ حجاز اور نجد انہی علاقوں میں شامل تھے۔

2۔ وہ علاقے جو صلح کے ذریعے سلطنت مدینہ میں داخل ہوئے۔ یہ وہ علاقے تھے جہاں اسلام سے قبل بادشاہتیں اور امارتیں قائم تھیں، رسول اللہ ﷺ نے ان بادشاہوں اور امراء کو معزول کرنے کی بجائے ان کے عہدوں پر بحال رہنے دیا۔

غیر ملکی باشندوں کی حیثیت

اسلامی سلطنت میں عربوں کے علاوہ ایرانیوں، رومیوں اور اہل حبشہ کی بھی آبادی تھی ان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یمن میں مقیم ایرانی قبائل جنھیں انبیاء کے نام سے پکارا جاتا تھا حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رومیوں میں حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی اور دیگر متعدد عیسائیوں نے حضور ﷺ کی متابعت اختیار کر لی۔ اہل حبشہ میں سے جناب بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند دیگر غلام حضور ﷺ کی غلامی میں داخل ہوئے۔ یہودیوں میں

سے حضرت عبداللہ اور چند دیگر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام نے ان لوگوں سے مکمل مساوات کا سلوک کیا اور عربوں کی اکثریت کے باوجود انکی کوئی فوقیت نہ رہی کیونکہ خداوند کریم نے حضور اکرم ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ اسلئے حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر تقویٰ کے سوا اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اسلامی ریاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قومیت اور ذات پات اور حسب نسب کا لحاظ کئے بغیر بنی نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ کامل مساوات قائم کی جائے۔ اس لئے حضرت سلیمان فارسیؓ کو حضور اکرم ﷺ نے اپنا مشیر خاص مقرر فرمایا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف موذن بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ انہیں خازن کا عہدہ جلیلیہ بھی عطا ہوا۔

رسول اللہ کا حربی نظام

استعماری طاقتوں کی طرح اسلام نے جنگ کو دوسری قوموں پر تسلط جمانے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا اور نہ جنگ کو انتقام کا ذریعہ بنایا بلکہ جنگ کو غیر انسانی افعال سے دور رکھنے کیلئے چند ضابطے مقرر کئے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی سلطنت کا فرض ہے۔

1۔ جنگ ہمیشہ مدافعانہ ہونی چاہیے

2۔ مدافعانہ لڑائی صرف اس حد تک ہونی چاہیے کہ جارحیت کا سد باب ہوسکے اور وسیع پیمانے پر بہیمانہ خونریزی نہ ہو

3۔ فریق مخالف اگر جنگ سے رک جائے تو مسلمان بھی لڑائی بند کردیں

4۔ جب دشمن صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کرلیا جائے

5۔ لوگوں کو آگ میں جلایا جائے اور نہ مقتولین کا مثلہ کیا جائے علماء، بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بے گناہ لوگوں کو قتل نہ کیا جائے کھیتوں کا آگ لگانا بھی جائز نہیں

6۔ سامان رسد روک کر دشمن کا بھوکا مارنا جائز نہیں

رھانہ یوگ

صاحب طالع بخانہ یازدہم قابض ہو

توضیح: مولود کے پاس ذرائع نقل وحمل موجود ہیں اور وہ آسودہ حال رہے

انا پاتھیا یوگ

اگر مشتری، صاب طالع، صاحب ہفتم اور صاحب پنجم کمزور ہوں تو انا پاتھیا یوگ وقوع پذیر ہوتا ہے

توضیح:

مولود کے اولاد نرینہ نہیں ہوتی اگر پیدا ہو بھی جائے تو صغر سنی میں ہی وہ اس دار فنا سے کوچ کر جائے۔

پری پر برھما یوگ

اگر سعد سیارے صاحب دوم سے آٹھویں یا بارھویں واقع ہوں یا راس زحل سے ہشتم میں پڑتا ہو تو مولود ماہر علوم ہو۔ سچا اور نیک مشہور ہو۔ دشمنوں پر فتح پا کر بھی انہیں معاف کردے ہر کسی کا ہمدرد ہو اور تمام امور نیکی کے ہی سرانجام دے فتح مکہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے جو سلوک اہالیان مکہ سے کیا وہ محتاج بیان نہیں اپنے خون کے دشمنوں کو معاف کردینا جبکہ وہ شکست خوردہ سامنے موجود ہوں۔ یہ فضیلت حضور اقدس ﷺ کا ہی حصہ ہے۔

پتر ومولا دھنا یوگ

اگر صاحب دوم مشتری کے ہمراہ قابض ہو تو پتر ومولا دھنا یوگ بنتا ہے جس کی تاثیر سے

مولود بتوسط اپنی اولاد یا پیروکاروں کے زرِ خطیر پر قابض ہو جاتا ہے

براترو وردھی یوگ

صاحب سوم کے ہمراہ اگر سور واقع ہو یا کوئی سعد بخانہ سوم واقع ہو اور صاحب سوم سے اچھی نظر بنائے تو مولود اپنے برادران حقیقی ہوں یا نسبتی برادری سے ہوں یا رضاعی کے توسط سے بہت پھلے پھولے

جیا یوگ

جب صاحب ششم ہبوط یا وبال زدہ ہو اور صاحب دہم مشرف، تو مولود خوش و خرم ہوگا۔ تمام مہمات میں دشمنوں پر فتح پائے۔ مایوسی اس کے نزدیک گناہ ہوتی ہے۔

سری ناتھ یوگ

صاحب ہفتم قابض بہ دہم ہو اور صاحبان نہم و دہم زائچہ میں کسی جگہ اکٹھے پڑے ہوں تو مولود کے جسم پر مامور من اللہ ہونے کا ثبوت موجود ہوتا ہے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر پر مہر نبوت، جتنا مضبوط یہ یوگ ہوگا ویسا ہی اعلیٰ شان جسم مولود پر ہوگا۔ اس یوگ کی اعلیٰ ترین مثال حضور اکرم ﷺ ہیں۔

ان اوضاع فلکی کے علاوہ چند اوضاع قیاسی بھی زائچہ اقدس میں نظر آتے ہیں صاحب طالع بخانہ یازدہم اور صاحب ہفتم بخانہ دہم قابض ہو کر بخانہ دہم کو دیکھتے ہیں یہ وضع اس بات پر دلیل ہے کہ جو کوئی حضور انور ﷺ کو ایک بار دیکھ لے انکے حسن کا گرویدہ ہو جائے اور جو کوئی انہیں بولتے ہوئے سن لے وہ اس شریں گفتار کو زندگی بھر نہ بھول سکے۔

مریخ صاحب چہارم و یازدہم وتد الارض میں بحالت عروج پڑا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نہایت ذی العقل، صاحب فراست، شہرہ آفاق ہوں مگر

آفتاب سے مقارن کے باعث آمی ہوں، شفقت مادر و پدر سے محروم ہو جائیں۔ اپنے آبائی شہر سے نقل مکانی کریں۔ یہی وضع فلکی کثرت ازواج پر دلالت کرتی ہے۔ شرف شمس اس بات پر دلیل ہے کہ حضور انور ﷺ سخی القلب اور کریم النفس ہوں۔ مجالس فصاحت میں نہ صرف فصیح بلکہ افصح البیان اور جوامع الکلام ہوں۔ زہرہ کا صاحب پنجم و دہم ہو کر شرفیافتہ ہونا دلیل اس امر پر ہے کہ حضور اکرم ﷺ پوشیدہ خیرات کرنے والے ہوں۔ زہرہ صاحب اولاد، چونکہ عطارد کے ہمراہ برج مونث میں واقع ہے لہذا حضور ﷺ کی اولاد اناث پر دلیل ہے۔ الحاق زہرہ عطارد اس امر پر بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ راہبانہ زندگی سے بچنے اور پیہم عمل کی تلقین فرمانے والے ہوں کیونکہ عمل کا سیارہ زائچہ میں شرف پڑا ہے۔ عطارد سوئم، فتنہ و فساد و ایذا دہی کا سبب بنا کرتا ہے۔ خانہ سوئم برادران عزیز و اقارب سے منسوب ہے۔ لہذا حضور اکرم ﷺ کو اپنے ہی عزیز و اقارب سے تکلیف پہنچے اور تکلیف بھی بوجہ تبلیغ دین ہو کیونکہ عطارد صاحب نہم قابض در سوم نہم کو بنظرہ کامل ناظر ہے۔

محمد ﷺ عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است　　　کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او ست

زائچہ اقدس میں سہم السعادت و سہم الغیب بخانہ ہفتم ہر درجے پڑے ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ فی الواقع مدینۃ العلم ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل کی نسبت کماحقہ جانتے ہیں، عام زیچات میں اگر سہم الغیب کسی بھی وتد میں پڑ جائے تو صاحب زائچہ ہر قسم کے سوالات کے جواب بلا کم و کاست دینے کی مکمل اہلیت رکھتا ہے۔ خواہ وہ چٹا ان پڑھ ہو۔ وہ اتنا سیف زبان ہوتا ہے کہ جو کچھ کہ دے وہ پورا ہو جایا کرتا ہے بالفاظ دیگر وہ بات ہی وہی کرتا ہے جو ہوتی ہوئی وہ دیکھ لیا کرتا ہے۔ سہم الغیب کے ساتھ سہم السعادت خانہ ہفتم میں پڑا ہے اور صاحب ہفتم بخانہ دہم اور صاحب دہم زہرہ مشرف مقام

سہم الغیب وسعادت کو عطارد کے ہمراہ بیٹھ کر ناظر ہے جو دلیل اس امر پر ہے کہ حضور نوی کریم ﷺ جس بیمار کو چھولیں اس کی بیماری سلب ہو جائے اور بیمار چشم زدن میں تندرست ہو جائے۔اس مختصر مگر جامع نقوش کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے سرکار دو عالم ﷺ ہر وجہ سے اکمل ہیں۔

کیا عید یں صرف دو ھیں۔؟

حضور اکرم ﷺ کے میلاد مبارک پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خوش عقیدہ سنی حضرات اسے ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں، تو اہل عناد اس پر بھی چیں بجبیں ہو کر کہ دیتے ہیں کہ ''عیدیں تو صرف دو ہیں''۔ یہ تیسری عید کہاں سے آئی۔؟ تو گزارش ہے کہ غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں اسلام نے ہمیں دو تہوار مقرر کر دیئے ہیں، جنہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے جبکہ کسی خوشی، فرط مسرت اور انتہائی فرحت کے موقع کو لفظ عید سے تعبیر کرنا اور اس لفظ کا استعمال کرنا شرعی طور پر ممنوع نہیں۔ بلکہ اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

دسترخوان نازل ہونے پر عید:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کا رب ہم پر خوان نعمت نازل فرمائے تاکہ ہم اس خوان سے کھائیں اور اپنے دلوں کو تسکین وطمانیت پہنچائیں تو ان کے عرض پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دست سوال دراز کیا'

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم نے دعا کی: اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل فرما (وہ دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہوگا اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق عطا فرما اور تو سب سے بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے''۔(المائدہ 114)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے جو خوان نازل کیا گیا، اس میں روٹیاں اور گوشت تھا۔

امام رازی لکھتے ہیں۔

مفہوم: وہ دسترخوان اتوار کے دن نازل ہوا، تو عیسائیوں نے اس دن کو عید بنالیا'' (تفسیر کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱)

دعوت فکر ہے کہ اگر خوان نعمت اترے تو عید ہو، تو جب جان نعمت آئے تو عید کیوں نہ ہوا، اگر دسترخوان ملے تو عید ہوتی ہے تو جب آقائے دو جہاں ملیں تب بھی عید ہوتی ہے۔

اسلام کی تکمیل پر عید

حجۃ الوداع کے سال (دس ہجری کو) عرفہ (حج) کے دن آیت نازل ہوتی

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام (بہ طور) دین پسند کر لیا'' (المائدہ ۳)

حضرت عمار بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت پڑھی ترجمہ: تو اس یہودی نے کہا اگر ہم یہ آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنالیتے'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰، مشکوۃ صفحہ ۱۲۱، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴)

یعنی جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے

اس آیت کے تحت علامہ خازن نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں

طارق بن شہاب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بیشک ان
سے ایک یہودی نے کہا؟ اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم
پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نازل ہونے والے) دن کو عید بنا
لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے۔؟

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم اس دن اور جگہ سے آگاہ ہیں جہاں یہ آیت نبی
کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔

آپ اس وقت جمعہ کے دن عرفہ کے مقام پر کھڑے تھے۔

علامہ کرمانی لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانا چاہتے
ہیں کہ) بیشک ہم نے اس دن کو نظر انداز نہیں کیا، ہم پر اس کے نزول کا وقت اور اسکے نزول
کی جگہ پوشیدہ نہیں۔ ہم نے اس کے متعلق تمام امور کو یاد رکھا ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی
اس کے نزول کے وقت کی حالت کو بھی جانتے ہیں کہ آپ اس وقت کھڑے تھے۔

فقد اتخذنا ذلک الیوم عیدا وعظمنا مکانہ ایضا

(کرمانی شرح بخاری بحوالہ حاشیہ بخاری جلد ا صفحہ ۱۱)

"پس ہم نے اس دن کو عید بنایا ہوا ہے اور اس جگہ کی بھی تعظیم کرتے ہیں"

2۔ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں، اسکا معنی یہ
ہے کہ ہم اس جگہ اور دن کی تعظیم کرتے ہیں، وہ جگہ عرفات ہے وہ حجاج کیلئے بہت عظمت
والی جگہ ہے، جہاں حج کا سب سے بڑا رکن ادا ہوتا ہے اور وقت، جمعہ کا دن اور عرفات کا
دن تھا اور وہ ایسا دن ہے جس میں دو فضل اور دو شرف جمع ہو گئے اور ان دونوں کی تعظیم واضح

ہے۔ جب اس میں دو شرف و
فضل جمع ہوگئے تو اس کی تعظیم میں اضافہ ہوگیا۔ تو ہم نے اس دن کو
عید بنالیا۔ (عمدۃ القاری جلد ا صفحہ ۲۶۴)

3۔ یہی بات امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں

ومراد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا قد اتخذنا ذلک الیوم عیدا من وجہین
فانہ یوم عرفۃ ویوم جمعۃ وکل واحدمنہما عید الاھل الاسلام (نووی جلد ۲
صفحہ ۴۲۰)

''حضرت عمر کی مراد یہ ہے کہ ہم نے بھی اس دن کو دو وجہوں سے عید بنایا ہے، کیونکہ وہ عرفہ
اور جمعہ کا دن ہے اور یہ دونوں مسلمانوں کیلئے عید کے دن ہیں۔''

4۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: بلا شبہ اس آیت کا نزول اہل اسلام کیلئے عید
اور ذوق وسرور کا سبب ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ 633)

5۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لکھا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اشارہ کردیا کہ وہ دن ہمارے لئے عید ہے۔ (روح البیان)

معلوم ہوا کہ جس دن کوئی شرف وفضل آجائے وہ دن تعظیم والا بن جاتا ہے اور اسے عید قرار
دینا درست ہے۔ تو رسول اکرم، نبی مکرم ﷺ سراپا فضل و پیکر شرف ہیں، لہذا آپ کی
تشریف آوری کے دن کی تعظیم بھی صحیح ہے اور اسے عید قرار دینا بھی مستحسن ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر عید:

سطور بالا میں جمعہ کی فضیلت کی وجہ مذکور ہوئی کہ اس میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی،
اور اس دن کو عید کہنے پر بھی تصریحات گزریں جیسا کہ موجود ہے۔

1- ارشاد نبی ہے: الجمعۃ عید للمسلمین

ترجمہ: جمعہ مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے (المستدرک جلد اول صفحہ 603)

2- ایک مرتبہ جب جمعہ کے دن عید ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: تمہارے آج اس دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں'' (المستدرک جلد اول صفحہ 604، ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ 154

3- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا

ترجمہ: اے لوگو! بیشک یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں '' (بخاری جلد دوم صفحہ 835، موطا امام مالک صفحہ 165

4- آپ ﷺ نے فرمایا

ترجمہ: بیشک جمعہ کا دن تمہاری عید کا دن ہے۔ (سنن کبریٰ)

5- مزید فرمایا:

ترجمہ: اے گروہ مسلمین! بیشک اللہ نے اس دن کو عید بنادیا ہے (ابن ماجہ صفحہ 78، سنن کبریٰ جلد سوم صفحہ 243، موطا امام مالک صفحہ 135

6- سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا زید بن ارقم سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان دو عیدوں میں حاضر تھے جو ایک ہی جمعہ میں جمع ہوگئیں، فرمایا ہاں (یعنی جمعہ و عید) (المستدرک، ابن ماجہ، ابوداؤد، دارمی، نسائی)

7- سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جمعہ اور عید الفطر جمع ہوئے تو فرمایا دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (ابوداؤد جلد اول صفحہ 154

جمعۃ المبارک کے عید ہونے کی روایات طبرانی اوسط، الترغیب والترہیب، مسند احمد، ابن

خزیمہ، مسند ابن راہویہ پر بھی موجود ہیں۔

فائدہ: امام منذری نے بھی اسے ''عید'' کہا ہے (الترغیب والترہیب)

اور امام نسائی نے بھی جمعہ لکھا ہے (نسائی جلد اول صفحہ 235

جب سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کی وجہ سے جمعہ کا دن، عید کا دن ہے، تو ہمارے آقا ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی نبی اور امام ہیں لہٰذا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا دن بھی عید کا دن ہے۔

آزادی ملنے پر عید:

عاشوراء کا دن یہود کیلئے آزادی کا دن تھا، انہوں نے عید بنایا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا

''ترجمہ: عاشورا کے دن یہودی عید مناتے ہیں'' (بخاری)

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسرمنبر فرمایا

ترجمہ: ''بیشک عاشورا کا دن (ہمارے لئے) عید کا دن ہے (مصنف عبدالرزاق جلد چہارم صفحہ 291

عاشورا کے دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم دشمن سے آزاد ہوئی تو اسے عید منایا جاتا ہے جبکہ عید میلاد النبی ﷺ کے دن پورا عالم اسلام، بلکہ پوری آدمیت وانسانیت شیطانی قوتوں سے آزاد ہوئی تھی۔ پوری نوع انسانی کو غیر اسلامی کلچر سے آزادی ملی تھی، لہٰذا وہ دن بدرجہ اولیٰ عید قرار پائے گا۔

ایام تشریق بھی عید کا دن ھیں:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے

ترجمہ ''عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور تشریق کے (دیگر) دن ہم مسلمانوں کے عید کے دن ہیں، یہ کھانے پینے کے دن ہیں'' (ابوداوٗد)

اسے امام حاکم نے صحیح کہا اور حافظ ذہبی نے موافقت کی (المستدرک)

ایسے ہی البانی اور شعیب الارنوط نے صحیح کہا ہے (صحیح الجامع)

خصوصی نعمت کی بناء پر جب ایام تشریق کو عید قرار دیا گیا ہے تو خاص نعمت، سراپا رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے یوم میلاد کو بھی عید قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہر خوشی والا دن عید ہے

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ (المفردات صفحہ 353)

''عید کا لفظ ہر اس دن کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی ہو''

اس پر انہوں نے قرآن کی وہ آیت بطور دلیل پیش کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان کے نازل ہونے والے دن کو ''عید'' قرار دینے کا اظہار فرمایا۔

1۔ قاضی ثناء اللہ مظہری لکھتے ہیں

''غم کے بعد خوشی ملنے کو عید کہتے ہیں اور خوشی والے دن کو بھی'' (تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ 205)

2۔ اسی طرح علامہ آلوسی فرماتے ہیں

یطلق علی نفس السرور العائد

''ہر لوٹنے والی خوشی کو عید کہا جاتا ہے'' (تفسیر روح المعانی جلد ۱۴ صفحہ 61)

3۔ علامہ خازن فرماتے ہیں: والعید یوم السرور

''خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں'' (تفسیر خازن جلد اول صفحہ 506)

4۔ امام بغوی نے بھی تفسیر معالم پر یہی فرمایا ہے

5۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں ''عید کا لفظ ہر اس دن کیلئے بولا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی اور مسرت ہو'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم صفحہ 243)

6۔ اسی طرح اردو عربی لغت کی کتب میں عید کے درج ذیل معانی کئے گئے ہیں

i۔ لغوی معنی جو بار بار آئے

ii۔ مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار

iii۔ نہایت خوشی (کفایت اردو لغت صفحہ 557)

7۔ فیروز اللغات میں ہے: لغوی معنی جو بار بار آئے، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار، نہایت خوشی (فیروز اللغات صفحہ 908)

8۔ فرھنگ آصفیہ جلد دوم صفحہ 1384 میں ہے۔

i۔ وہ تہوار جو برسویں دن عود کر کے آئے۔ برس کا برس دن، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار، خوشی کے طور کرنے کا دن

ii۔ نہایت خوشی

9۔ المنجد مترجم میں ہے: عید ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے، عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔

10۔ معجم الوسیط میں ہے: ''عید ہر وہ دن ہے جس میں کریم یا محبوب شخصیت کی یاد میں محفل منعقد کی جائے۔

اس تعریف سے محفل عید میلاد اور عید میلاد النبی ﷺ کا مفہوم مزید نکھر جاتا ہے۔

توجہ: مخالفین کی معتمد کتاب الغنیہ جلد دوم صفحہ 23 میں ہے

"ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خدمت میں عید کے دن حاضر ہوا اور (اس وقت) آپ خشک روٹی کھا رہے تھے۔ اس شخص نے آپکی خدمت میں عرض کیا، آج عید کا دن ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آج عید اس کیلئے ہے جس کے روزے مقبول سعید مشکور اور گناہ مغفور ہو گئے

"آج ہمارے لئے عید ہے اور کل بھی ہمارے لئے عید ہے اور ہر وہ دن ہمارے لئے عید ہے جس میں ہم اللہ کی نافرمانی (گناہ) نہ کریں"

11۔ ایسے ہی علامہ اسمٰعیل حقی نے متعدد عیدیں گنواتے ہوئے خواص کے ہر دن اور ہر لحہ کو عید قرار دیا ہے۔

12۔ دوۃ الناصحین پر جلد دوم صفحہ 263 وہ مولوی اپنا اور اپنے مذہب کا ماتم کریں جنکی رٹ ہے کہ عیدیں صرف دو ہیں۔ مومن کی پانچ عیدیں گنوائی گئی ہیں۔

یوم میلاد النبی ﷺ کو عید کہنے کی وجہ:

قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور عبارات لغت عربی وارد کشنری سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ ہر خوشی، مسرت اور نعمت والے دن کو عید کہنا درست ہے، اب سوچئے کہ جب ہر چھوٹی موٹی خوشی پر عید کا لفظ بولا جا سکتا ہے تو محبوب خدا ﷺ کے میلاد پر لفظ عید کو کیوں استعمال نہیں کیا جا سکتا؟ جب آسمان سے کھانا اترے تو عید بن جاتی ہے تو جب سرور کائنات فخر موجودات ﷺ تشریف لائیں تو وہ دن عید کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس محبوب ﷺ نے ہمیں کلمہ پڑھایا، ایمان عطا فرمایا، رب رحمٰن کا پتہ بتایا، بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر قائم فرمایا، لوگوں کو گمراہیوں اور ذلتوں کے عمیق گڑھوں سے نکال کر عظمتوں اور بلندیوں پر

قائم فرمایا، بتوں کے آگے جھکنے والوں کو اللہ کے آگے جھکنے کا سلیقہ بتایا، جانی دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا، زندہ درگور ہونے والی بچیوں اور ذلت کی چکی میں پسنے والی عورتوں کو عزت ووقار کا تاج نصیب فرمایا اور بے شمار، لاتعداد اور ان گنت نعمتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صرف آپکو بھیج کر احسان جتایا، تو جب ہر خوشی، نعمت اور احسان والے دن کو عید کہا جاتا ہے تو جس دن اتنے احسانات، انعامات اور خوشیاں ہوں وہ دن بھی یقیناً عید ہوتا ہے۔

علماء دیوبند عیدیں صرف دو ہیں۔؟

علامہ ضیاء القاسمی (فیصل آباد) خطبات جلد دوم صفحہ 279 تا 282۔ چار صفحات سیاہ کر ڈالے خلاصہ یہ ہے کہ دو عیدوں کے علاوہ اور کوئی عید نہیں۔ ملاحظہ ہو

اسلام میں تیسری عید کا نہ لفظ موجود ہے اور نہ ہی کوئی تصور پایا جاتا ہے۔ لیکن برا ہوں ان لوگوں کا جنہوں نے اسلام کے روشن چہرے کو بدعت کی روشنی سے بگاڑنے کی ٹھان رکھی ہے انہوں نے رسول ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے باوجود ایک تیسری عید وضع کر لی ہے اور اسکا نام رکھ دیا ہے عید میلاد گویا کہ یہ تیسری عید بھی اس طرح کی عید ہے جس کا حکم سرکار دوعالم ﷺ نے امت کو دیا تھا۔ قرآن وحدیث کے ذخیرہ میں اس عید میلاد کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا اور نہ ہے خلفاء راشدین کے ہاں اس عید میلاد کا کوئی ذکر موجود ہے اور نہ ہی آئمہ ثلاثہ نے اس عید میلاد کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ یہ بدعت جاہل ملاؤں کی اختراع ہے اور اس کی عمر بھی زیادہ طویل نہیں ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے پاکستان بننے کے بعد یہ وضع کی گئی اور چند سال ہوئے ہیں کہ اس کو توانائی اور شباب ملا ہے۔

جواب: مولوی ضیاء القاسمی سمیت جو لوگ میلاد النبی کو عید نہیں کہتے انکی آنکھوں پر پردہ بے چارے حقائق سے عاری ہیں جو الزامات اہل سنت کے علماء پر الزامات لگائے وہ تمام

کے تمام ہم بمعائے منافع واپس کرتے ہیں ۔عرض ہے کہ جو علماء دیو بند محافل میلاد مناتے اور محافل میں شریک ہوتے رہے ان بے چاروں کا کیا بنے گا اور جن بزرگان دین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں اور محافلیں کیں ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ نیز تمام علماء دیو بند کے پیرو مرشد وہادی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور دار العلوم دیو بند کے مولویوں کا جشن منانا ثابت ہے۔اب اسی کتاب میں بحوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

سچ ہے کہ غبی جلدی بات بھول جاتا ہے۔خود خطبات جلد اول صفحہ 162 پر عید میلاد النبی کے موضوع پر تقریر لکھ دی دوسری جلد میں انکار کر دیا بلکہ اس کو شرک و بدعت سے تشبیہ دیدی اور خود 1977ء کی تحریک میں میلاد النبی کے جلوس کی فیصل آباد میں قیادت کی اور حلوہ کی دو پلیٹیں ہضم کر گئے اور ڈکار تک نہ دیا۔ بلکہ ہر ضلع تحصیل اور چھوٹے بڑے گاؤں میں علماء دیو بند جلوسوں کی قیادت کرتے رہے اور مٹھائیاں ہڑپ کرتے رہے آئندہ سال ربیع الاول شریف کے موقع پر شرک و بدعت وحرام کے فتوے آ گئے ۔آخر دوہرہ کردار کیوں ۔ذاتی مفاد ہو تو جائز ورنہ حرام ۔میلاد النبی کی تفصیلات آپ سابقہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

دو عیدوں والا عقیدہ غلط

صحابی رسول ﷺ کی زبانی

مومن کیلئے پانچ عیدیں

1۔حضرانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

کل یوم یمر علی المومن والایکتب علیه ذنب فهو یوم عید

ترجمہ: ہر وہ دن کہ جو مومن پر اس طرح گزرے کہ اس پر کوئی گناہ نہ لکھا جائے تو یہ اس کیلئے عید ہے

2۔ **الیوم الذی یخرج فیه من الدنیا بالا یمان والشهادة والعصمة من قید الشیطان فهو یوم عید**

ترجمہ: مومن کیلئے وہ بھی عید کا دن ہے جس دن وہ اس دنیا سے باایمان کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اور شیطان کے مکروفریب سے اپنے آپکو بچاتے ہوئے رخصت ہوگا۔

کسی عارف نے خوب کہا

خلق گوید کہ فردا روز عید است	خوش در روح ہر مومن پدیداست
درآں روئے کہ باایمان بمیرم	مردآں درخلق خودآں روزعیداست

3۔ **الیوم الذی یجاوز فیه الصراط ویامن من اهوال القیامة ویخلص من ایدی الخصوم والزبانیة فهو یوم عید**

ترجمہ: جس دن پل صراط سے گزر جائیگا قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا زبانیہ اور دشمنوں کے ہاتھوں سے چھٹکارا حاصل کریگا مومن کیلئے عید کا دن ہوگا۔

4۔ **الیوم الذی یدخل فیه الجنة ویامن من الجهیم فهو یوم عید**

ترجمہ: جس دن جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ سے محفوظ رہیگا مومن کیلئے وہ بھی عید کا دن ہوگا۔

5۔ **الیوم الذی ینظر فیه الی ربه فهو یوم عید**

ترجمہ: مومن کیلئے وہ بھی عید کا دن ہوگا جس دن اسے رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔

6۔ حضرت عمر بن فارض ؓ فرماتے ہیں۔

وعندی عیدی کل یوم اریٰ به	جمال محیاها بعین قریرة
وکل اللیالی لیلة القدر ان ذنب	کما کل یوم اللقاء یوم جمعة

ترجمہ: میرے نزدیک ہر وہ دن عید کا دن ہے جس میں اپنے محبوب کے جمال کے

ساتھ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں، تمام راتوں میں سے ہر ایک رات لیلۃ القدر ہے اگر اسکی قدر جانی جائے جس طرح کہ تمام ملاقات والے دن جمعہ کے دن ہیں۔(تفسیر روح البیان)

میلاد النبی ﷺ کا جلوس

ولادت مقدسہ کے موقع پر فرشتوں کی ٹولیاں نکلی تھیں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

ترجمہ'' اور اچانک ایک کہنے والا کہہ رہا تھا (فرشتو) انہیں (محمد رسول اللہ ﷺ) کو پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں سے دور لے جاؤ، آپ فرماتی ہیں میں نے کچھ لوگ (فرشتے اور حوریں) دیکھے کہ ہوا میں (تعظیم کیلئے) کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں ہیں''

(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ 215، الانوار المحمدیہ، مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ 16، مدارج لانبوۃ)

دوسرا جلوس:

ولادت مبارکہ کے موقع پر نہ صرف فرشتوں کا جلوس تھا بلکہ جنتی خواتین اور حوران بہشت بھی جمع ہو کر نکل آئی تھیں، سیدہ آمنہ فرماتی ہیں

میں نے دیکھا'' کہ حسین وجمیل عورتیں جو قد کاٹھ میں کھجور کے درخت کے مشابہ تھیں،۔

(انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا، میں حیران تھی کہ وہ کہاں سے آگئیں اور انہیں اس (واقعہ ولادت) کی خبر کیسے ہوگئی)، تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم آسیہ زوجہ، فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں''

گنبد خضراء کے زائر فرشتوں کا جلوس

سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

مامن یوم یطلع الانزل سبعون الفاً من الملائکة حتی یحفوا بقبر رسول ﷺ یضربون باجنتهم ویصلون علی رسول الله ﷺ حتی امسوا عرجوا وحبط مثلهم فصنعوا امثل ذلک حتی اذا انشقت عنه الارض خرج سبعین الفامن المکائکة یزفون (مشکوة صفحه 546)

ترجمہ:'' ہر روز دن نکلتے ہی ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو گھیرے میں لے لیتے ہیں، وہ اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ عرض کرتے ہیں، حتیٰ کہ جب شام کر لیتے ہیں تو اوپر چلے جاتے ہیں اور انکی مثل (ستر ہزار) اتر آتے ہیں، وہ بھی ان کی مثل ہی کرتے ہیں، (قیامت تک اسی طرح ہوتا رہیگا) حتیٰ کہ جب زمین شق ہو جائے گی۔ تو آپ ستر ہزار فرشتوں (کے جھرمٹ) میں باہر تشریف لائیں گے۔ وہ فرشتے آپ کی خدمت میں نیاز مندی کا مظاہرہ کریں گے''

۔گویا محبوب کریم ﷺ کی عظمت و مرتبت اور آپ پر صلوٰۃ پیش کرنے کیلئے صبح و شام فرشتوں کے جلوس نکلتے رہتے ہیں اور روز قیامت اپنے آقا کی شان و فضیلت کا مظاہرہ کرنے کی خاطر آپ کو اپنے نوری ''جلوس'' کے جھرمٹ میں ہی لیکر چلیں گے۔

جلوس معراج

جب خدائے لم یزل نے اپنے رسول افضل ﷺ کو لامکاں کی سیر کرائی تو اس وقت بھی'' جلوس'' کے مظاہرے ہوئے۔ مفسر قرآن علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں

''پس جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام (آپ ﷺ کو لینے کیلئے) اترے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے''

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے موقع پر جلوس:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لانے کی نیت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے پس انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا تو وہاں موجود تمام مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جنہیں اہل مکہ نے (اپنے گھروں اور بازاروں) میں سن لیا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: پھر یہ چھپنا کیسا؟ پس ہم دو صفیں بنا کر نکلے، ایک صف میں میں تھا اور دوسری میں حمزہ تھے، حتی کہ ہم مسجد میں (بشکل جلوس) داخل ہوئے، تو قریش نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا، انہیں سخت صدمہ ہوا (ایسا دکھ انہیں پہلے نہ ہوا تھا) پس رسول اللہ ﷺ نے اس دن میرا نام ''فاروق'' رکھا۔ (راوی کہتا ہے) کیونکہ انہوں (سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسلام کو غلبہ دیا اور حق و باطل میں فرق کیا'' دیکھئے! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلوس نکال رہے ہیں کفار جل رہے ہیں۔

حجتہ الوداع کے موقع پر جلوس:

۱۰ ہجری میں رسول خدا ﷺ نے حجتہ الوداع کیلئے روانگی کا اعلان فرمایا، تو سارا عرب شریف ہمرکابی کیلئے امنڈ آیا، آپ نے آخر ذوالقعدہ میں جمعرات کے دن غسل فرمایا، تہبند اور چادر زیب تن فرمائی، نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر اپنی تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں، حد نگاہ تک انسانوں کا جنگل دکھائی دیتا تھا۔ بیہقی کی ایک روایت میں ایک لاکھ چودہ ہزار دوسری روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد کا ذکر ہے

(زرقانی شرح مواہب، مدارج النبوۃ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، آپ (چار ذوالحجہ کو) جب مکہ مکرمہ پہنچے تو بنو ہاشم کے لڑکوں نے آپکا استقبال کیا۔ آپ نے کسی کو آگے بٹھالیا اور دوسرے کو پیچھے (نسائی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے: اس کے بعد لوگوں کی بھیڑ زیادہ ہوگئی ان میں وہ لوگ بھی تھے جو سعی کرنے والے تھے اور کچھ وہ بھی نکل آئے جو آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے تھے۔ پس آنحضرت ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہوگئے اس موقع پر لوگوں نے کہا۔ ''حتی کہ یہ کہتے ہوئے پردہ نشین عورتیں اور لڑکیاں بھی باہر نکل آئی تھیں۔ (مدارج النبوۃ) یہ ایک جزوی جلوس برائے زیارت نبوی تھا جو لوگوں کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حتی کہ اس میں ھذا رسول اللہ ﷺ اور ھذا محمد ﷺ کے نعروں سے اپنے ذوق نہاں کو بھی تازہ کیا جارہا ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ پر جلوس

سرکار کائنات، فخر موجودات ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو تمام اہل مدینہ نے اس وقت ایک نہایت ہی ترک واحتشام اور اہتمام وانصرام کے ساتھ ایک منظم جلوس کا انعقاد کیا، جس میں اجتماع عظیم، پرچم کشائی، نعت خوانی، خوشی کے ترانے اور محبوب مکرم ﷺ کی آمد وتشریف آوری کے نعرے بھی کچھ موجود تھا۔ ملاحظہ ہو!

پرچم کشائی

اسی دوران کہ جب والی بطحا ﷺ اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ طیبہ کو مشرف فرمانے کیلئے پابرکاب تھے تو حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ لا تدخل المدینه الا ومعک لواء مخل عمامته ثم شدها فی رمح ثم مشی بین یدیه (الوفا صفحه 247)

"آپ مدینہ پاک میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہونگے، پھر انہوں نے اپنا عمامہ کھولا، اسے اپنے نیزے سے باندھا اور (لہراتے ہوئے) آپ ﷺ (کی سواری) کے آگے آگے چلنے لگے"

عظیم جلوس اور نعرے

گوجلوس کا آغاز تو یہاں سے ہی ہو چکا تھا، لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ پورا مدینہ کتنے دنوں سے اپنی آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے سراپا انتظار تھا، لوگ ہر روز تڑکے تڑکے نکل کر باہر جمع ہو جاتے اور دوپہر تک "آمد محبوب" کا انتظار کر کے حسرت ویاس کے ساتھ واپس لوٹ آتے، لیکن آج ان کی قسمت نے یاری کی، انکا مقدر چمکا، جب وہ واپس ہونے لگے تو ایک یہودی کسی مقصد کیلئے وہاں کسی ٹیلے پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو سفید لباس پہنے ہوئے اور ان سے سراب کو ہٹتے ہوئے دیکھا تو وہ ضبط نہ کر سکا۔

1۔ "اس نے بہت بلند آواز سے کہا: اے گروہ عرب! یہ دیکھو تمہارا مقصود آ پہنچا ہے جس کا تم انتظار کرتے تھے پس مسلمانوں نے اسلحہ پکڑا اور ظہر الحرہ (سیاہ پتھروں والی جگہ) پر رسول اللہ ﷺ سے آملے تو آپ انہیں لیکر دائیں جانب مڑے، حتی کہ انکے ساتھ (بشکل جلوس) ہی بنوعمرو بن عوف کے ہاں اترے اور یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کے پیر کے دن کا ہے"

2۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: بنوعمرو بن عوف کے ہاں آپ چودہ راتیں قیام فرما رہے، پھر آپ نے بنونجار کے لشکر کو پیغام بھیجا، بیان کیا کہ پھر وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آ پہنچے، بیان کیا اور گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا

ہوں کہ "رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ہیں، ابوبکر آپ کے پیچھے اور بنونجار کا لشکر آپ کے اردگرد ہے حتی کہ آپ نے حضرت ابوایوب کے صحن میں پڑاؤ ڈالا"

3۔ حضرت عبداللہ بن سلام کی روایت میں ہے کہ جب نبی کریم مدینہ منورہ تشریف لائے "لوگ امڈ آئے اور میں بھی آنے والوں میں شامل تھا"

4۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے "پس (رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے) مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان اور خدام راستوں میں پھیل گئے اور پکارتے (نعرے لگاتے) تھے یا محمد یارسول اللہ ﷺ، یا محمد یارسول اللہ ﷺ"

ان روایات میں جلوس، اجتماع اور لشکر کا پورا پورا حلیہ ونقشہ موجود ہے صرف بدبخت ہی میلاد پاک کے جلوس کا انکار کر سکتا ہے۔

5۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حرہ کی جانب نزول فرمایا پھر انصار کو پیغام بھیجا تو وہ نبی اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔

"پس مدینہ میں گونج پڑ گئی اللہ کے نبی آگئے، اللہ کے نبی آگئے، لوگ گھاٹیوں پر چڑھتے آپ کی زیارت کرتے اور یہ نعرے لگاتے جاء نبی اللہ، جاء نبی اللہ"

یہ آمد مصطفی ﷺ کے نعرے تھے

6۔ امام بیہقی نے ان روایات کو مزید تفصیل سے لکھا ہے اور ان میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اہل مدینہ نے آپ کی آمد پر یہ نعرے بھی لگائے تھے جاء رسول اللہ ﷺ، جاء رسول اللہ ﷺ (دلائل النبوۃ جلد دوم 499)

7۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے جو ہمارے ہاں (مدینہ میں) تشریف لائے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں

اور لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہنچے بعد ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں بیس آدمیوں کے (لشکر) میں آئے۔

''پھر نبی کریم ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا تو میں نے دیکھا کہ اہل مدینہ رسول اللہ ﷺ کی (تشریف آوری پر) اس قدر خوش ہوئے (جشن منایا) کہ کسی چیز پر اتنے خوش نہیں ہوئے تھے حتی کہ باندیوں نے یہ نعرے لگانے شروع کر دیئے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں''

8۔ ایک روایت میں ہے، بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہتے تھے

''یہ رسول اللہ ہیں وہ آ گئے ہیں''

9۔ یہ الفاظ بھی ہیں: ان العواتق تفوق البیوت یترائین یقلن ایھم ھو ایھم ھو (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ 195)

''عورتیں چھتوں پر چڑھ گئیں، ایک دوسرے کو دیکھا کر پوچھتیں دیکھو، وہ کون ہے، وہ کون ہے

10۔ بعض روایات میں ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لوگ نکل آئے حتی کہ ہم راستہ میں تھے کہ عورتیں، اور خدام اور نوجوان زور زور سے کہنے (نعرے لگانے) لگے جاء محمد رسول اللہ، جاء محمد رسول اللہ، اللہ اکبر جاء محمد رسول اللہ جاء محمد رسول اللہ (المستدرک) ان روایات کو ملانے سے اہل مدینہ کے درج ذیل نعرے سامنے آتے ہیں جو انہوں نے ''آمد رسول ﷺ'' پر لگائے تھے:

یا محمد یا رسول اللہ ﷺ — یا محمد یا رسول اللہ ﷺ

جاء نبی اللہ — جاء نبی اللہ

قدم رسول اللہ — قدم رسول اللہ

ہذا رسول اللہ قد جاء — ہذا رسول اللہ قد جاء

جاء محمد رسول اللہ ﷺ — اللہ اکبر

آج میلاد النبی ﷺ کے جلسہ، محفل، جشن اور جلوس میں بھی انہی الفاظ و مضمون سے آمد مصطفیٰ ﷺ کے نعرے لگائے جاتے ہیں ان پر اہل مدینہ کا عمل اور رسول اللہ ﷺ کی مہر تصدیق ثبت ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

جشن اور مسرت کا اظہار

گو اس قدر تصریح کے باوجود مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی کہ اہل مدینہ نے اس موقع پر انتہائی مسرت اور عظیم جشن کا اظہار کیا تھا۔ ایک روایت تو اوپر بھی گزری کہ انہیں آپ کی آمد سے زیادہ کسی چیز پر، ایسی خوشی اور فرحت نہیں ہوئی جبکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے۔

''جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشیوں نے آپ کی تشریف آوری پر فرحت (جشن) کے طور پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ذریعے کھیل کھیلا'' (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

امام نووی اہل مدینہ کے اس مظاہرہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر فرحت اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کیا تھا'' (نووی بر مسلم جلد دوم صفحہ 420)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے ''آپ کی آمد پر مدینہ کے حبشیوں نے رقص کیا'' (مرقاۃ جلد نمبر 11 صفحہ 241)

واضح رہے کہ یہاں رقص سے آج کل کا مفہوم مراد نہیں بلکہ حبشیوں نے نیزوں سے کھیلتے ہوئے جب نیزہ مارنے کیلئے اچھل کود کا مظاہرہ کیا تو اس جزوی مشابہت کو رقص کہا گیا۔
عبداللہ بن محمد نجدی نے لکھا ہے: مسلمانوں نے آپ کی آمد پر فرحت کرتے ہوئے: اللہ اکبر کہا حتی کہ دھما کے اور نعرے بنوعمرو بن عوف کے محلے میں سنے گئے۔ (مختصر سیرت الرسول صفحہ 173)

چراغاں:

جشن کے موقع پر چراغاں کا اہتمام بھی ایک لازمی امر ہے، جشن ہو اور چراغاں نہ ہو، یہ نہیں ہوسکتا، جب مدینہ منورہ میں آمد محبوب پر عظیم الشان، فقید المثال جشن منایا جارہا تھا تو وہاں قدرتی چراغاں بھی ہوچکا تھا۔ روایت کے الفاظ کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔
لما کان الیوم دخل فیه رسول الله ﷺ المدینه اضا منها کل شی ،مشکوٰ صفحه 547، ترمذی جلد دوم صفحه 203 ، ابن ماجه صفحه119
''جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو مدینہ شریف کی ہر چیز روشن ہوگئی''

نعت خوانی

ہر چند کہ یہ خوشی کے ترانے اور آمد مصطفیٰ ﷺ کے نعرے ''نعت خوانی'' کے زمرہ میں ہی آتے ہیں لیکن اہل مدینہ نے صرف انہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ الگ سے نعت خوانی بھی فرمائی چھوٹے بڑے بچوں نے پڑھا:

طلع البدر علینا ــــ من ثنیات الوداع
وجبت الشکر علینا ــــ مادعا لله داع
ایها المبعوث فینا ــــ جئت بالامر المطاع

انت شرفت المدینه ــــ مرحبا یاخیر داع
فلبسنا ثوب یمن ــــ بعد تلفیق الرقاع
فعلیک الله صلی ــــ ماسعی الله ساع

''وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودہویں کا چاند نکل آیا، جب تک ایک بھی خدا کی دعوت دینے والا (مسلمان) باقی ہے آپ کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اے ہمارے درمیان بھیجے گئے (محبوب) آپ ارمطاع کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ آپ نے مدینہ کو شرف بخشا ہے خوش آمدید! اے خیر کی دعوت دینے والے، پس ہم نے یمن (برکت) کا لباس پہن لیا ہے۔ پھٹے کپڑوں کو چپکانے کے بعد، پس خدا آپ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک اللہ کیلئے کوئی کوشش کرنے والا کوشش کرے''
نوٹ: یہ اشعار اشرف علی تھانوی دیوبندی نے نشر الطیب، نواب صدیق حسن غیر مقلد نے الشمامۃ العنبر یہ میں بھی نقل لکھے ہیں۔
اور بنونجار کی بچیوں نے الگ سے یہ اشعار بھی پڑھے تھے

نحن جوار من نبی النجار ــــ وحبذا محمد من جار

''ہم بنونجار کی بچیاں ہیں (مبارک ہو) ہمیں کس قدر بہتر نجات دہندہ پڑوسی نصیب ہوئے ہیں''،
گویا وہ کہہ رہی تھیں

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اہتمام میلاد کی خوشی پر دلائل

چنانچہ اس پر چند دلائل ہدیہ ناظرین کرام کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **واما بنعمة ربک فحدث (والضحیٰ)۔**

۲۔ **قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فليفرحوا۔**

۳۔ حضور نے خود بھی صحابہ کو یوم میلاد کی ترغیب دی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا **فيه دلات و فيه انزل رواه مسلم** ص ج (مشکوۃ شریف جلد ا ص ۱۷۹ دلائل النبوۃ بیہقی جلد ا ص ۱۷-۴-۳۷۴ بیروت جلد ۲ ص ۱۳۳۔)

خوشیوں کا سال

اس سال کا نام **سنن الفتح والا بتهاج** رکھا گیا حضور کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا گیا روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو پھلوں سے بھر دیا گیا ہر سمت رحمتوں اور برکتوں کو بھر مار کر دی گئی قحط زدہ لوگوں کے رزق میں اضافہ اور کشادگی کی گئی غرضیکہ وہ سال خوشی و فرحت کا سال کہلایا۔ **فان قريش كانت قبل ذلک فی جذب وفيق عظيم فاحضرت الارض وحملت الاشجار و آتا هم الرغد من كل جانب فی تلک السنة** ۔(السیرۃ الحلبیہ ص ۷۸ ج الامام برھان الدین الحلبی المورد الروی فی المولد نبوی للقاری ص ۷۹۔

بیٹے تقسیم کیے گئے

آپ کے میلاد کی خوشی میں ہر خاتون کو اللہ تعالیٰ نے اس سال اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ **وكان قد اذن الله تعالیٰ تلک السنة نساء الدنيا ان يحملن ذكوراً كرامة لمحمد ﷺ اخرجه ابو نعيم عن عمرو بن قتيبه قال سمعت ابی وكان من اوعيته العلم ۔(الخصائص الكبریٰ**

للسیوطی ص ۴۷ ج الیسرۃ الحلبیہ ص ۴۸ ج ۱ انور محمدیہ للنبھانی ص ۲۲)

بزم کون ومکان کو سجایا گیا

جب وقت ولادت قریب آیا تو فرشتوں کو حکم ہوا۔ **افتحوا ابواب السماء كلها** ۔تمام آسمانوں کے دروازے کھول دو وابواب الجنان۔ جنت کے مکمل دروازے کھول دو **۔والبست الشمس يو مئذ نوراً عظيماً** اس دن سورج کو عظیم نور پہنایا گیا۔ **واقيم على راسها سبعون الف حوراء فی الهداء ينتظرون ولادة محمد ﷺ** ۔اور سورج کے اوپر ستر ہزار حوران بہشت کو بٹھایا گیا کہ وہ ولادت حضور ﷺ کا انتظار فرمائیں۔ تمام ملائکہ کے حاضر ہونے کا اعلان ہوا۔ **فنزلت تبشر بعضاً** ۔وہ نازل ہوا کہ ایک دوسرے کو خوشخبری دیں۔ پہاڑوں کو لپیٹ دیا گیا **وارتفعت سبحار وتباشر اهلها** دریاؤں کی مخلوق کو ہوشیار کیا گیا کہ وہ خوشی کریں۔ **واخذا الشيطان ففل سبعين غلاً والقى منكو ساً فی لجة الحجرا الخضراء** اور شیطان کو پکڑ کر ستر طریقوں کے ساتھ باندھ کر بحر الخضراء کی وادی میں الٹا لٹکایا گیا **۔وغلت الشياطين والمردة** اور دنیا کے تمام شیطانوں کو باندھ گیا **وامتلات الدنيا كلها نوراً** تمام دنیا کو نور سے بھر دیا گیا اور **تباشرت الملائكه** اور فرشتوں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی **وضرب فی كل سماء عمود من ز بر جدو عمود من يا قوت** ۔اور آسمان میں ایک مینار زبرجد کا اور ایک مینار یاقوت کا گاڑا گیا اور میلاد کی رات کو اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے پر ستر ہزار کستوری کے درخت لگا دیئے **۔جعلت شمار ها بخور اهل الجنة** ان کے پھل جنت والوں کیلئے بخور اگربتی کا کام دیں گے۔ اخرجہ ابونعیم عن عمرو بن قتیبہ قال سمعت الخ۔ الخصائص الکبریٰ ص ۴۷ ج ۱)

تمام کائنات میں نور روشنی پھیلائی گئی

حضرت سیدہ آمنہ والدہ سرکار ﷺ فرماتی ہیں کہ **فلما فعل منی خرج معه نوراً ضاء له ما بين المشرق الیٰ الغرب** حضور ﷺ کی ولادت کے ساتھ نور ظاہر ہوا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے (طبقات ابن سعد جلد ۱ صہ ۱۰۲ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صہ ۹۱ رواہ ابو نعیم عن ابن بریدۃ عن ابیہ دلائل النبوۃ جلد ۱ صہ ۱۳۷ بیروت سیرت ابن ہشام جلد ۱ صہ ۱۱۱۱ خرجہ ابن سعد بن عساکر والخصائص الکبریٰ جلد ۱ صہ ۲۴ دلائل النبوت بیہقی جلد ۱ صہ ۱۱۱ طبع بیروت) حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس نے آپ سے اجازت لیکر غزوہ تبوک سے واپس لوٹتے ہوئے ایک قصیدہ کے نعتیہ اشعار سنائے

وانت لما ولات الارض
اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن ذلك الضياء وفى النور
سبيل الرشاد تخرق

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ شقیفہ ؓ فرماتی ہیں۔

لما حضرت ولادة رسول الله ﷺ رائيت البيهت حين وقع قد امتلأ نوا ورايت النجوم ترنو حتى ظننت انها ستقع على اخرجه البيهقى والطبرانى وابو نعيم وابن عساكر (الخصائص الكبرىٰ سيوطى صه ۴۵)

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ

نور سے منور ہو گیا ہے اور ستار یز مین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں مجھ پر گر نہ پڑیں۔

وفى رواية فجعلت انظر الى النجوم تدلى وتدنو حتى قلت على فلما ولدت خرج منها نوراً ضاء له البيت والدار المورد الروی فی المولد النبوی صہ ۸۲ للقاری مولد رسول اللہ ورضاعہ، لابن کثیر صہ ۲۲ مولد النبی ﷺ لابن حجر مکی التھیمی صبحصہ ۲۳۔ رواہ ابو نعیم بسندہ (دلائل النبوت جلد ۱ صہ ۱۳۵ بیروت) ھکذا فی السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صہ ۹۴ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صہ ۱۱۱۲ انوار محمدیہ صہ ۲۵ معارج النبوۃ کاشفی جلد ۲ صہ ۱۰۰ رواہ البیہقی بسندہ دلائل النبوت جلد ۱ صہ ۱۱۱ بیروت تذکرۃ ابو عمر فی کتاب انساء وذکر الطبر انی ایفافی التاریخ روض الانف سہیلی جلد ۱ صہ ۱۰۵ مطبوعہ ملتان۔

پرچم لہرائے گئے

حضرت سیدہ آمنہ ؓ فرماتی ہیں کہ۔

فكشف الله عن بصرىٰ فرائيت مشارق الارض ومفار بها ورائيت ثلاثه اعلام مضروباتِ علماً بالمشرق وعلماً بالمغرب وعلماً على ظهر الكعبة

پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ صہ ۱۰۹ انوار محمدیہ للنبھانی صہ ۳۳۔ مولود النبی ﷺ لابن حجر مکہ صہ ۱۲۲ خرجہ ابو نعیم عن ابن عباس الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صہ ۴۸ معارج النبوت کاشفی جلد ۲ صہ ۹۳ نعمۃ

الکبریٰ صہ ٦٦ لابن حجر مکی)

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک سندس اور یاقوت سے جڑا ہوا جھنڈا دیکھا وہ **ضرب مابین السماء ولارض** جو زمین و آسمان کے درمیان لہرایا گیا۔(اخرجہ ابونعیم عن عباس رضی اللہ عنہ۔الخصائص الکبریٰ جلد ا صہ ۴۸۔صہ ۴۹)

نوٹ: جھنڈا لہرانے کا مطلب ہے کہ آنے والے کی رسالت وحکومت مشرق تا مغرب ہوگی

مشروب پلایا گیا

حضرت سیدہ آمنہ ؓ فرماتی ہیں کہ **ثم التفت فاذا بشربته بیضاء لبنا وکنت عطشی فتنا ولتها فشر بتهافاضاء منی نور** پھر میں نے نگاہ کی تو ایک سفید شربت کا بھرا ہوا پیالہ میرے سامنے موجود تھا میں نے سمجھا دودھ ہے مجھ پر پیاس کا غلبہ تھا میں نے اسے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا اس کے بعد مجھ سے ایک بلند نور ظاہر ہوا۔

(اخرجہ ابونعیم عن ابن عباس الخصائص الکبریٰ جلد ا صہ ۴۸ معارج النبوت کاشفقی صہ ۹۳ رکن دوم انوار محمدیہ صہ ۳۳ زرقانی علی المواہب جلد ا صہ ۱۱۲ النعمۃ الکبریٰ علی العالم لابن حجر مکی صہ ۴۶،۴۷)

طعام کھلایا گیا

حضرت سیدہ زینب بنت علیؓ اپنے باپ حضرت سیدنا علی امرتضےؓ سے روایت فرماتی ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ ابوطالب سے سنا کہ جب رسول اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب تشریف لائے اور آپ کو بوسہ دیا اور آپ کو بطور امانت میرے سپرد کیا **ثم ام فنحرت الجزائر و ذبحت الشاء واطعم اهل مكته ثلاثاً ثم نحر فى كل شعب من شعاب مكته جذوراً يمنع منه انسان ولا**

سبع ولا طائر ، پھر اونٹوں اور بکریوں کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ بکریوں کو ذبح کر کے تین دن اہل مکہ کو کھانا کھلایا پھر مکہ کے ہر بڑے قبیلہ و خاندان میں اونٹ اور بکریاں ذبح کر کے ان کی ضیافت کی۔ حتیٰ کہ کوئی انسان اور درندہ پرندہ باقی نہیں رہا تھا جس نے اس ضیافت سے گوشت نہ کھایا ہو۔ اخرجہ ابونعیم بسندہ (دلائل النبوت صہ ۱۳۸ ج ا بیروت)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالمطلبؓ نے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا اس دعوت پر قریش کو بلایا انہوں نے آپ کا نام پوچھا تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ یہ نام کیوں رکھا؟ فرمایا **اردت ان یحمده الله فی السماء وخلقه فی الارض** میں نے یہ ارادہ کیا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرے گا اور اس کی مخلوق زمین۔

(اخرجہ البیہقی وابن وعساکر عن ابی الحکم التنوخی (دلائل النبوت جلد ا صہ ۱۱۲ الخصائص الکبریٰ جلد ا صہ ۱۵۰ المورد الروی صہ ۹۰ **فی روایۃ انی لاوجوان یحمده اهل الارض کلهم** روض الانف للسھیلی جلد ا صہ ۱۰۵)

اتر آئے ستارے قمقے بن کر

انسان جب جشن مناتے ہیں تو اپنی بساط کے مطابق روشنیوں کا اہتمام کرتے ہیں، قمقمے جلاتے ہیں، اپنے گھروں، محلوں اور بازاروں کو ان روشن قمقموں اور چراغوں سے مزین و منور کرتے ہیں، لیکن وہ خالق کائنات جس کی بساط میں شرق و غرب ہے اس نے جب چاہا کہ اپنے حبیب ﷺ کے میلاد پر چراغاں کروں تو صرف شرق تا غرب زمین کو منور کر دیا بلکہ آسمانی کائنات کو بھی اس خوشی میں شامل کرتے ہوئے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں:

ترجمہ: جب آپ ﷺ کی ولادت ہوتی تو (میں خانہ کعبہ کے پاس تھی) میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ مجھ پر نہ گر پڑیں"

عارضی وصال مبارک تحقیق کے آئینہ میں

رسول پاک، صاحب لولاک ﷺ کا عارضی وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو نہیں بلکہ یکم یا دو ربیع الاول کو ہوا۔ کیونکہ آپ نے حجۃ الوداع جمعہ کے دن ادا کیا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱) اس دن ذوالحجہ کی نو تاریخ تھی اور آپ کا ظاہری وصال پیر کے دن ہوا۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹۴، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۶۸، صحیح ابن حبان جلد ۱۴ صفحہ ۵۸۷

اس حساب سے دیکھا جائے تو اگر دو مہینے تیس دن کے اور ایک مہینہ انتیس دن کا فرض کریں تو پیر کے دن سات ربیع الاول ہوگی اور یکم ربیع الاول منگل کے دن ہوگی اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دو مہینے انتیس دن کے ہیں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہے تو پیر کے دن یکم ربیع الاول ہوگی۔ غرض کوئی حساب بھی فرض کیا جائے تو جب نو ذوالحجہ جمعہ کے دن ہو تو بارہ ربیع الاول پیر کے دن کسی حساب سے نہیں بن سکتی، اسلئے اگر تینوں ماہ تیس دن کے ہوں تو پھر پیر کے دن چھ ربیع الاول ہوتی ہیں اور اگر تینوں ماہ انتیس دن کے ہوں تو پیر کے دن دو ربیع الاول بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں کے مسلم مشہور و معروف مؤرخ شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

نیز فریق آخر کے مسلم امام و پیشوا امام ابن حجر عسقلانی نے بھی 12 ربیع الاول کو وفات کے قول کا

رد کیا ہے کہ آپ کی وفات 12 ربیع الاول کو نہیں ہوئی (فتح الباری صہ ۲۷۲) اور محمد بن عبدالوہاب کے بیٹے عبداللہ نے آٹھویں ربیع الاول کو یوم وفات لکھا ہے (مختصر سیرۃ الرسول صہ ۹) جبکہ قانون ہیئت وتقویم کے لحاظ سے بھی آپ ملاحظ فرما چکے ہیں کہ 12 ربیع الاول کو وفات نبوی کسی طرح بھی نہیں بنتی اس قانون کو امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن اسہیلی جو کہ ایک مشہور محقق و مؤرخ ہیں نے اپنی تصنیف الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ میں لکھا ہے کہ "پیر کا دن 12 ربیع الاول کو نہیں بنتا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ 12 ربیع الاول کو وفات نہیں ہوئی" اور دیوبندیوں کے امام اشرف علی تھانوی نے 12 ربیع الاول کے تاریخ وفات کو خلاف تحقیق قرار دیتے ہوئے اس کی خوب تردید کی ہے اور واضح طور پر لکھا ہے کہ 12 ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات قطعاً نہیں ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہے کہ:

"اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول ۱۰ھ روز دوشنبہ قبل زوال آفتاب ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحج کو نویں جمعہ تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کی نویں ذی الحج ہو کہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہوسکتی"۔ (نشر الطیب صہ ۲۴۱)۔

محققین علماء کی رائے

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور محققین اور مؤرخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی ابن عساکر ابن کثیر، امام نورالدین علی بن احمد السمہوری، علی بن برہان الدین الحلبی وغیرہ ہم نے بھی بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں تاریخ اسلام الذہبی جزء السیرۃ النبویہ صہ ۳۹۹ و صہ ۴۰۰، وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۱۸، البدایہ والنہایہ جلد ۵ صہ ۲۵۶، سیرت حلبیہ جلد ۳ صہ ۲۷۲۔

وفات النبی ﷺ کے متعلق مزید روایات

وفات نبی ﷺ کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایات ملتی ہیں جنہیں ذیل میں درج کر کے ان پر بحث کرتے ہیں۔ پہلی روایات ۱۵ ربیع الاول۔ یہ حضرت اسماء بنت ابوبکر سے مروی ہے دوسری روایت ۱۱ رمضان المبارک یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف منسوب ہے۔ (وفاء الوفاء جلد ۱ صہ ۳۱۸) ان دونوں روایتوں کی سند معلوم نہیں ہے لہذا بغیر سند کے ہم ان روایتوں کو صحیح نہیں تسلیم کر سکتے۔ جبکہ تیسری روایت ۱۰ ربیع الاول یہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صہ ۲۵۶) اس روایت کی سند میں راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد عبداللہ الغروی متروک ہے۔ تقریب التہذیب صہ ۲۰۳ صہ ۱۴۶ خلاصۃ التہذیب صہ ۱۶۱، صہ ۳۵۵) کا مطالعہ کریں۔

نوٹ: بارہ ربیع الاول کے تاریخ وفات نہ ہونے کا یہ نکتہ سب سے پہلے

1- علامہ ابولقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی نے بیان فرمایا (الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۴۷۳)

2- یہی مضمون امام حلبی نے سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۴۷۴ پر، امام ذہبی نے جزء السیرۃ صفحہ ۳۹۹ پر، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہاریہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ پر اور امام نور الدین سمہودی نے وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ پر بیان کیا ہے۔

3- حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ سہیلی کی اس ترجیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے دوسروں کی غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ثانی کو ثانی عشر خیال کر لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہا فتح الباری شرح البخاری جلد ۸ صفحہ ۴۷

4- یہی بات وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۲۲۶، جواہر البحار صفحہ ۲۷ اور سیرت رسول عربی صفحہ

۲۶۲ پر ہے

5- امام سیوطی نے بھی علامہ سہیلی کی یہ بات نقل کی ہے۔ التوشیح جلد ۴ صفحہ ۱۴۳

6- علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی نے بھی یہی بات درج کی ہے (سبل الہدی و الرشاد جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵

7- سید مفتی محمد افضل شاہ نے بھی ''ہدایۃ التقویم صفحہ ۱۲ پر یہی تحقیق بیان کی ہے۔

8- نوٹ: اشرف علی تھانوی نشر الطیب صفحہ ۲۴۱ نے بھی یہی لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو آپکی وفات کسی حساب سے نہیں بنتی۔

9- (فتاوی برکاتیہ صفحہ ۱۷۸، شان مصطفیٰ اور عید میلاد النبی ﷺ صفحہ 5,6

10- شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ جلد ۲ صفحہ ۱۰۷،

11- ابوالکلام آزاد رسول رحمت صفحہ ۲۴۵ بھی یہی لکھا ہے۔

اس حساب کی تفصیلات کے علاوہ بھی درج ذیل علماء نے الگ سے یہ تصریح کی ہے کہ آپ کا وصال کی تاریخ یکم ربیع الاول یا دو ربیع الاول ہے۔

12- امام محمد بن سعد نے دو ربیع الاول، الطبقات الکبری جلد ۲ صفحہ ۲۰۸

13- امام بیہقی نے دو، دلائل النبوۃ جلد ۷ صفحہ ۲۳۵

14- امام ابن عساکر نے یکم، مختصر تاریخ دمشق جلد ۲ صفحہ ۳۸۷

15- حافظ یوسف المزی نے دونوں قول، تہذیب الکمال جلد ۱ صفحہ ۵۵

16- حافظ مغلطائی بن قلیج نے دو، الاشارہ الی سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۵۱

17- حافظ ابن کثیر نے دو، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۸۲

18- امام عینی نے دونوں قول، عمدۃ القاری جلد ۱۸ صفحہ ۶۰

19۔ علامہ ملا علی قاری نے دو، مرقاۃ جلد ا اصفحہ ۲۳۸

20۔ علامہ حلبی نے یکم، انسان العیون جلد ۳ صفحہ ۲۷۳

21۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۰۲

سوگ منانے کی اجازت صرف تین (۳) دن ھے

اگر فرض محال پہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپ ﷺ کی وفات بارہ (۱۲) ربیع الاول کو ہوئی تو بھی اس سے اس دن میلاد شریف کی خوشی منانے کے جواز پر شرعاً کوئی زد نہیں پڑتی کیونکہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہر وقت خوشی منانے کی اجازت ہے مگر وفات کا سوگ صرف تین دن ہے۔ احادیث اور فقے کی کتب اس مسئلہ کے بارے میں ابھری پڑی ہیں ان پڑھ پڑھ لیں ملاحظہ ہو۔

بخاری شریف جلد دوئم صہ 804، مسلم شریف جلد اول صہ 486، جامع ترمذی جلد اول صہ 227، ابی داود جلد اول صہ 314، سنن النسائی جلد دوئم صہ 116، سنن ابن ماجہ جلد اول صہ 52. مجمع الزوائد جلد پنجم صہ 3، سنن الروالی جلد دوئم صہ 89، معانی الاثار لطی وی جلد دوئم صہ 49، مسند امام احمد جلد اول صہ 112. مؤطا امام مالک صہ 220، مؤطا امام محمد صہ 267، مصنف عبد الرزاق جلد سات صہ 48، فتاوی عالمگیر جلد سوم صہ 280، ابدائع والضائع جلد چہارم صہ 187، امرنا ان لا نتخد علی میت فوق ثلاث الالذوج ، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی فوت شدہ پر تین دن کے بعد غم نہ کریں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم منا سکتی ہے۔

بحر حال غم

افسوس، سوگ صرف تین دن ہے جو کہ صحابہ کرام نے منایا تھا اب ہمارے لئے

جائز نہیں کہ ہم غم منائیں۔ 12 ربیع الاول کو صرف شیطان پر ہی 12 بجے ہوتے ہیں میلاد شریف کے موقع پر مغموم ہونا صرف ابلیس کا طریقہ ہے۔ چنانچہ حضرت العلام الامام الفقیہہ المحدث ابو القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابو الحسن الخشعی السھیلی المتوفی ۵۷۱ھ اپنی کتاب الروض الانف جلد ا صہ ۱۰۵ مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان میں بحوالہ تفسیر حضرت بقی بن مخلد اور حضرت الامام ملا علی القاری الحنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ اپنی کتاب المورد الروی فی المولد النبوی صہ ۸۸ میں بحوالہ بقی بن مخلد صاحب السندنی تفسیر مما رو ینا عن مجاہد اور حضرت العلام الامان ابن حجر مکی متوفی صہ ۱۹۷۳ اپنی کتاب مولد النبی ﷺ صہ ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ ان ابـلـيـس لعنه رن اربع رنات انه حين لعن ورنة حين اهبط ورنة حين ولد رسول الله ﷺ ورنة حين انزلت فاتحة الكتاب

بے شک ابلیس ملعون چار بار رویا ایک جب اس پر لعنت کی گئی دوسرے جب اسے آسمان سے زمین کی طرف دھکیلا گیا۔ تیسرے جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی اور چوتھے اس وقت جب سورت فاتحہ نازل کی گئی۔

قال والدين والنخار من عمل الشيطان فرمایا رونا چلانا شیطان کا طریقہ اور عمل ہے۔

اب [illegible]

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار دن عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

الغرض وفات کا غم فوت شدہ کی وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً منع ہے، صرف عورت اپنے خاوند کے غم چار ماہ دس دن تک مناتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ میں سے انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بن جحش، ام حبیبہ،

حفصہ، ام عطیہ الغاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ یہ مضمون مروی ہے:

1 امرنا ان لانحد علی فوق ثلاث الزوج

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم مناتی ہے" شرح معانی الآثار جلد دوم صفحہ ۴۸، صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۸۰۴، صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۸۶، ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۲۷۲، سنن ابی داؤد جلد اول صفحہ ۳۱۴، سنن النسائی جلد دوم صفحہ ۶، سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۲، سنن الدارمی جلد دوم صفحہ ۸۰، مجمع الزوائد جلد ۵، صفحہ ۳ ۷، السنن الکبریٰ جلد ۷ صفحہ ۷ ۳۳ موطا مالک صفحہ ۲۱۹، موطا امام محمد صفحہ ۲۶۷، مصنف عبدالرزاق جلد ۷ صفحہ ۴۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۰، مسند الحمیدی جلد ا صفحہ ۱۲۱، مسند احمد مبوب جلد ۷ صفحہ ۱۴۷

لہذا تین دن کے بعد وفات کا غم منانا ممنوع اور ناجائز ہے

2۔ نعمت کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دسترخوان نازل ہوگا تو وہ دن اگلوں اور بعد میں آنے والوں کیلئے بھی عید قرار پائیگا (المائدہ) لیکن مصیبت و غم ہمیشہ منانا منع ہے

3۔ جمعہ کے روز حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات دونوں ہیں، لیکن وفات کا غم نہیں منایا جاتا بلکہ آج بھی اس دن کی خوشی و مسرت اور عید کا دن ہی تسلیم کرتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ اگر میلاد اور وفات دونوں ایک ہی دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظرانداز کر کے میلاد کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے۔

4۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہم پر عظیم ترین نعمت ہے اور

آپکا وصال عظیم تر مصائب میں سے ہے۔ لیکن شریعت نے نعمتوں کا شکرادا کرنے کا اظہار پر ابھارا ہے اور مصائب پر سکون وصبر ورانہیں چھپانے (صبر) کا حکم دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کی پیدائش پر خوشی اور شکرانے کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی خوشی کا حکم نہیں ہے (کیونکہ یہ خوشی کا موقع نہیں ہے) بلکہ نوحہ اور بے صبری سے روکا ہے۔ پس شرعی قواعد اس بات پر دلیل ہیں کہ آپ کی ولادت پر اس ماہ میں خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ اس ماہ میں آپکے وصال پر غم منایا جائے۔ الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ 193

5۔ ہم سوگ کیوں منائیں؟ کیوں کہ نبی ﷺ جس طرح پہلے زندہ، اب بھی زندہ ہیں پہلے دار الدنیا میں اب دار الاخرت گنبد خضراء میں زندہ ہیں، آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ امت کیلئے استغفار کرتے ہیں) (مجمع الزوائد)

آپ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں، طالبین شفاعت کیلئے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں، آپ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے (الضحیٰ)

6۔ اب غم کرنے کی کونسی وجہ ہے؟ جبکہ آپ نے خود فرمادیا ہے کہ میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لئے خیر ہے (الوفاء صفحہ 810)

یہی مضمون طبقات ابن سعد، مجمع الزوائد، زرقانی شرح، مسند بزار پر بھی ہے مزید فرمایا ہے:

جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے نبی کو ان سے قبل ہی وفات دیکر ان کیلئے (آخرت میں) انتظام کرنے والا اور پیش رو بنا دیتا ہے۔ (مسلم)

اکابر نجدو دیوبند کا اعتراف

نجدی اور دیوبندی حضرات کے اکابر کا اعتراف درج ذیل ہے۔

1۔ابن تیمیہ:

دیوبندی وہابی حضرات کے شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم المعروف ابن تیمیہ نے لکھا ہے: "یعنی لوگوں نے (جو جشن میلاد النبی ﷺ کا) عمل اپنا رکھا ہے وہ تو نصاریٰ کی دیکھا دیکھی ہے یا نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم کی وجہ سے ہے۔ (اگر دوسری صورت ہے تو) اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ اس محبت اور جدوجہد پر میلاد منانے والوں کو ضرور ثواب عطا فرمائے گا۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے

وکذالک مایحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیه السلام، واما محبة للنبی ﷺ و تعظیما والله قد یثیبهم علی هذه المحبة والاجتهاد اقتضا الصراط المستقیم جلد دوم صفحہ 619

"یعنی میلاد شریف کا اہتمام اگر تعظیم نبوی کی بدولت ہے تو یہ عمل اپنانے والوں کیلئے اس میں اجر عظیم ہے ا نکے اچھے ارادے اور تعظیم رسول ﷺ کی وجہ سے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔

نوٹ یاد رہے بعض وہابی مترجمین نے یہ عبارتیں نکال دی ہیں۔

2۔ابن قیم کی عبارت

ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم نے لکھا ہے:

ولما ولد النبی ﷺ بشرت به ثویبه ابالهب و کان مولاها وقالت قد ولد اللیة لعبد الله ابن فاعتقها ابولهب مسرورا به فلم یضع الله ذالک له

وسقاه بعد موته فی النقرة التی فی اصل ابهامه تحفۃ المودود باحکام المولود صفحہ 19

"یعنی جب نبی کریم ﷺ کا میلاد شریف ہوا تو ثویبہ نے اس کی بشارت ابولہب کو دی جو اس کا مالک تھا اور کہا کہ رات عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔
ابولہب نے خوشی میں اسے آزاد کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسکا یہ عمل ضائع نہیں کیا اور موت کے بعد اس کے انگوٹھے سے اسے ایک خاص قسم کا پانی پلایا۔

جس سے واضح ہوتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ اگر کوئی کافر بھی منائے تو خالی نہیں جاتا، مسلمان کا تو معاملہ ہی جدا ہے اکابر محدثین نے اس واقعہ کو نقل کر کے یہی بیان فرمایا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

3۔عبداللہ بن محمد نجدی کی صراحت دیوبندی، وہابی پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے سگے بیٹے عبداللہ نجدی نے امام ابن جزری کا یہ قول بغیر کسی جرح و تنقید و انکار کے نقل کر کے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ میلاد منانے والا بارگاہ خداوندی سے خالی نہیں جاتا، لکھا ہے۔

فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحة لیلة مولد النبی ﷺ فما حال المسلم الموحد من الله ینشر مولده مختصر سیرت رسول صفحہ 13

"جب ابولہب جیسا کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا اس کا یہ حال ہے کہ اسے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی منانے کی وجہ سے جزا دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کو ماننے والے توحید پرست مسلمان کا درجہ کیا ہوگا جو آپ ﷺ کا میلاد شریف مناتا ہے۔

نجدی ترجمہ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس عبارت کا وہ ترجمہ بھی پیش کر دیا جائے جو نجدی وہابی حضرات کے "شیخ الشیوخ حافظ محمد اسحٰق مدنی صاحب" نے کیا ہے وہ لکھتے ہیں

جب ابولہب کافر کا (جس کا قرآن میں مذمت بیان کی گئی ہے) آپ ﷺ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو آپ ﷺ کی امت کے اس مواحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ ﷺ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے۔

نوٹ: جہلم کے محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور نے مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کو دیدہ زیب ''گنبد خضریٰ'' کے نقشہ مبارکہ کے ٹائٹل سے شائع کیا ہے۔ مولف کا نام ''الامام الشیخ عبداللہ بن الشیر محمد بن عبدالوہاب'' لکھا ہے۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور نے ۳ جنوری 1997ء کی اشاعت میں اور ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور 30 مئی 1997 کی اشاعت میں مترجم کو ''مایہ ناز بزرگ'' مان کر کتاب کو خوب سراہا ہے۔

4۔ اسمٰعیل دہلوی کا بیان:

مولانا رشید الدین دہلوی نے اسمٰعیل دہلوی کو چودہ سوال لکھ کر ان کے جوابات کا مطالبہ کیا، ان میں تیرھواں سوال اعراب قرآن کے ''بدعت'' ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تھا، جن کے جواب میں اسمٰعیل دہلوی نے بدعت کی تقسیم کرتے ہوئے اسے سیۂ اور حسنہ بتایا اور اعراب قرآن کریم کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہوئے میلاد النبی ﷺ پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا بھی اچھے عمل کے زمرے میں بیان کیا ہے اور امام ابوشامہ کی درج ذیل عبارت نقل کی ہے کہ

(ترجمہ) یعنی ہمارے زمانے میں یہ کتنا اچھا طریقہ جاری ہے کہ ہر سال میلاد النبی ﷺ کے دن صدقات، نیک اعمال اور نعمت کا اظہار اور خوشی منائی جاتی ہے۔ اس صورت میں محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک، جشن میلاد النبی ﷺ منانے والے کے دل میں آپ ﷺ کی تعظیم و مرتبت ہوتی ہے اور وہ آپ کی محبت کا مظاہرہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اس نے اپنے رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر احسان فرمایا

انوار ساطعہ صفحہ 143، الدر المنظم صفحہ 105

5۔ سید احمد بریلوی:

اسمٰعیل دہلوی کے پیر سید احمد کا عمل بھی دیکھیں! لکھا ہے' حضور سید احمد صاحب جہاز میں سفر فرمارہے تھے کہ رات کے وقت سمندر کی حالت خطرناک ہوگئی آخر جب رات خیریت سے گزر گئی اور صبح ہوائی جہاز خطرے کی جگہ سے نکل آیا جہاز کے کپتان نے اس کے شکریہ میں حلوہ تیار کرکے مجلس مولود شریف مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد اور مولود و مسعود کے اس حلوے کو تقسیم کردیا۔ مخزن احمدی فارسی صفحہ 85

اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے بہاء الحق قاسمی دیوبندی نے لکھا ہے

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد مولف کتاب (سوانح احمدی) نے تقسیم حلوہ اور انعقاد مجلس مولود شریف کی سید احمد کی طرف سے مخالفت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اگر سید صاحب نے مخالفت کی ہوتی تو مولف کتاب اپنی افتاد طبع کی وجہ سے اس کو ضرور نقل کرتے (روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 ذیقعد 1387ھ)

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف اور اس کا اہتمام شرک، حرام، کفر یا بدعت ہوتا تو دیوبندیوں، نجدیوں کے بزرگ سید احمد اسکا انکار یا تردید ضرور کرتے، لیکن انہوں نے ایسا نہ کرکے اس کی تائید کردی۔ اب مخالفین تسلیم کرلیں کہ اگر محفل میلاد کا پروگرام اس کا تبرک ناجائز ہے تو کیا اس کے یہ بزرگ ناجائز امور کے مرتکب اور حرام خوری کے عادی تھے۔ موجودہ دیوبندیوں کیلئے لمحہ فکریہ

دیگر شخصیات کا معمول و موقف

اگر یہاں پر ان تمام حضرات کو بھی شامل کرلیا جائے کہ جنہیں اہل حدیث اور دیوبندی حضرات اپنے پیشوا، امام اور بزرگ تسلیم کرتے ہیں اور موقع ملے تو بلاشرکت غیرے انہیں

اپنے ہی ہم عقیدہ، ہم مسلک باور کرانے سے بھی نہیں ہچکچاتے، تو مزید سونے پر سہاگے کا کام دیگا۔ مثلاً:

6۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ جنہوں نے میلاد النبی ﷺ منانے پر ایک بڑا وزنی استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہودی لوگ فرعون سے نجات والے دن کو مناتے ہیں اور اسے نعمت سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آمدی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ لہذا اسے منانا بھی درست ہے (الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ 196)

7۔ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ جنہوں نے کہا کہ ابولہب نے میلاد النبی ﷺ پر خوشی منائی تو اسے جزا مل گئی (البداویہ والنہایہ جلد دوم صفحہ 273)

8۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو محفل میلاد میں حاضر ہوتے اور میلاد منانے والوں پر نزول انوار رحمت وانوار ملائکہ کے قائل تھے (فیوض الحرمین)

9۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو ہر سال میلاد النبی ﷺ مناتے، لنگر تقسیم کرتے تھے (الدر المنظم)

10۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو ہر سال میلاد شریف منانے اور اس میں قیام کرنے کو ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں (الاخبار الاخیار)

آپ نے مسلمانوں کے ہمیشہ میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ماثبت من السنہ)

11۔ شاہ عبدالرحیم ہر سال میلاد شریف پر لنگر تقسیم کرتے (الدر الثمین، انفاس العارفین)

مشترکہ کارروائی

مشہور مضمون نگار کوثر نیازی نے لکھا ہے: عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس امرتسر

انجمن پارک سے نکلا جسکی تفصیل مراسلہ نگار محمد ابراہیم، ناظم آباد فیصل آباد نے یوں تحریر کی ہے کہ: حضور ﷺ کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یوم ولادت سرور عالم ﷺ تھا'' مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں ''سیرت پاک'' کے جلسے منعقد کئے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ ہو جائیں، چندہ کی رسید بک بنک کے چیک کے طریقے پر، ان خوبصورت رسید پر لکھا تھا برائے جشن میلاد النبی ﷺ (روزنامہ جنگ لاہور 13 مارچ 1986ء)

نوٹ: 1977 کے قومی اتحاد میں دیوبندی اور اہلحدیث مولویوں نے جماعتی طور پر، پورے اہتمام کے ساتھ 12 ربیع الاول کو جلسہ وجلوس نکالنے کی اپیل کی تھی اور خود بھی سالہا سال جلسہ ہائے میلاد وجلوس کے اہتمام میں شریک ہوتے رہے ہیں، مولانا مفتی محمود وغیرہ نے داتا دربار حلوہ کھانے کے علاوہ تقسیم بھی کیا یہی حال ہر شہر کے دیوبندی مولویوں کا ہر ضلع میں جلوس کی قیادت اور تبرک کھانا، میلاد منانا۔ اخبارات گواہ ہیں

اکابرین دیوبند کے معمولات وحوالہ جات

سطور ذیل میں صنادید دیوبند کی وہ عبارات، اقوال، معمولات، فتاوی جات، ملاحظہ ہوں جن سے میلاد شریف کی خوشی میں جشن منانا، محفل سجانا، جلوس نکالنا اور قیام وسلام کا اہتمام کرنا ثابت ہوتا ہے۔

12۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

فضلائے دیوبند کے مشترک ومسلم پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا موقف

ملاحظہ ہو! لکھتے ہیں

مولود شریف: اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر بذات خود دنیا و آخرت کی خیر و برکت کا باعث ہے۔ گفتگو تو اس بات پر ہے کہ لوگ اس کی تاریخ مقرر کریں یا اس کا ایک طریقہ مخصوص کریں یا مختلف قسم کے قیود لگائیں جن میں سب سے نمایاں قیام ہے۔ اکثر علماء اجازت دیتے ہیں، اس وجہ سے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں بہر حال فضیلت ہے۔ پس اگر کوئی شخص میلاد میں اس قسم کی مخصوص کی ہوئی باتیں (تاریخ، قیام وغیرہ) محض اس کو اختیاری سمجھتا ہے اور بذات خود عبادت نہیں سمجھتا بلکہ صرف مصلحت سے ان پر عمل کرتا ہے البتہ اپنے اس مقصد کو جس کیلئے یہ سب کچھ کرتا ہے (یعنی حضور سرور کائنات ﷺ کے ذکر کے احترام کو) ضرور عبادت جانتا ہے ت یہ بدعت نہیں ہے رسول اکرم ﷺ کے ذکر کی تعظیم کسی وقت بھی ایک اچھا فعل سمجھتا ہے لیکن کسی خاص مصلحت سے خاص طور پر ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیتا ہے۔ اور کسی مصلحت سے وہ 12 ربیع الاول مقرر کر لیتا ہے تو ان باتوں میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مولود شریف کی خاص شکل کو اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کی سند سے بعض خاص برکات کا حامل سمجھتا ہے اور انہی معنوں میں قیام کو ضروری سمجھتا ہے کہ یہ خاص اثر قیام کے بغیر حاصل نہ ہوگا تو یہ بات بدعت نہیں ہوسکتی۔ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ، کلیات امدادیہ صفحہ 88)

مزید لکھتے ہیں: مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے

اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

13۔ شمائم امدادیہ صفحہ 47، ونحوہ فی امداد المشتاق صفحہ 88

مزید لکھتے ہیں: ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے، جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں شمائم امدادیہ امداد المشتاق صفحہ 88 مزید لکھتے ہیں: ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ شمائم امدادیہ صفحہ 67

14۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی اپنے پیر کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے: حضرت حاجی صاحب کی تحریر میں ضرور لکھا دیکھا ہے کہ مجھ کو قیام میں لذت آتی ہے (ارواح ثلاثہ صفحہ 331)

جس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ واقعی میلاد شریف منانے اور اس میں قیام کرنے کے حامی و عامل تھے۔

15۔ مولوی ضیاء القاسمی خطیب فیصل آباد خطبات قاسمی جلد اول صفحہ 162 پر لکھتے ہیں ۔آپ کی ولادت مبارکہ 12 ربیع الاول کو آپ کے دولت کدہ میں ہوئی۔ اسی جلد کے صفحہ

159 پر لکھتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی اور سرور دوعالم ﷺ بارہ ربیع الاول کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے۔

16۔ تمام دیوبندیوں کے شیخ المشائخ خواجہ خان محمد کندیاں اپنی مشہور زمانہ کتاب تاریخ ختم نبوت کے صفحہ 75 پر لکھتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی ولادت با سعادت

12 ربیع الاول پیر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سلسلہ نبوت کی تکمیل صرف اور صرف آپ ﷺ کے وجود مسعود سے ہونا تھی۔

تمام عوام

دیوبند کی خدمت میں شیخ المشائخ کا حوالہ پیش کر کے عرض گزار ہوں اگر آپ میں ذرا بھی پیر کا احترام ہے تو ان کی بات مان لو اور ضد چھوڑ کر اصلاح کر لو۔

خلاصہ کلام

دیوبندیوں کے مرکزی بزرگ حاجی امداد اللہ کی ان عبارات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے کہ

1۔ اگر تاریخ مقرر کر کے میلاد شریف کا پروگرام منعقد کیا جائے اور آخر میں سلام پیش کرنے کیلئے کھڑا ہو جائے تو ایسا عمل بالکل جائز ہے۔

2۔ محفل میلاد کیلئے کسی دن اور وقت کو خاص نہیں سمجھتا لیکن اگر کسی مصلحت مثلاً 12 ربیع الاول شریف چونکہ یوم میلاد ہے، جس میں کئی برکات ہیں اس وجہ سے وہ 12 ربیع الاول کو مقرر کر لیتا ہے تو اس میں شرعی طور پر کوئی برائی و غلطی نہیں ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص میلاد شریف کیلئے اپنے تجربے یا کسی صاحب بصیرت بزرگ کے عمل

سے ایک خاص شکل کو برکات کا باعث سمجھ کر منعقد کرتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہوسکتا۔

4۔ محفل میلاد شریف میں شرکت کرنا، اسے برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرنا درست ہے بلکہ محفل پاک میں قیام سے باطنی لطف وسرور بھی ملتا ہے۔

5۔ حرمین شریفین کے تمام مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں۔

6۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک ہر حال میں عبادت اور خیر وبرکت کا باعث ہے، یہ کسی صورت بھی برا نہیں ہوسکتا، خواہ محفل میلاد کی صورت میں ہو یا کسی اور انداز میں،

7۔ دیوبندی علماء میلاد شریف کے متعلق بہت جھگڑتے ہیں، حالانکہ علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے جب جواز کی صورت موجود ہے تو دیوبندیوں کا اتنا تشدد باطل ہے۔

8۔ اگر محفل میلاد میں یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ اب پیدا ہوئے ہیں تو غلط ہے ہاں اگر اس خیال کے بغیر صرف یہ نظریہ ہو کہ آپ کیلئے تشریف لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو واقعتاً آپ ذکر کی محفل میں تشریف فرما ہو بھی سکتے ہیں۔

9۔ محفل میلاد شریف اور اس میں قیام سے منع کرنا خیر کثیر یعنی بہت بڑی بھلائی اور خیر وبرکت سے باز رکھنا ہے۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے کیونکہ میلاد شریف کرنا رسول ﷺ کی تعظیم ہے اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ برکت ہی برکت ہے۔

10۔ میلاد شریف منا کر لطف اندوز ہوتا ہوں۔ تلک عشرة کاملة

علماء دیوبند کے نام جنھوں نے میلاد شریف منایا یا جلوس میں شرکت کی

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	صفحہ
1	ابن تیمیہ	اقتضاء الصراط المستقیم	619

نمبر	نام	کتاب	صفحہ/سن
2	ابن قیم	تحفۃ المودود	19
3	عبداللہ بن محمد نجدی	مختصر سیرت رسول	19
4	اسمٰعیل دہلوی	انوار ساطعہ	105
5	سعید احمد بر[illegible]	مخزن احمدی فارسی	85
6	حاجی امداداللہ [illegible]جر مکی	فیصلہ ہفت مسئلہ	12
7	رشید احمد گنگوہی	تذکرہ الرشید	118
8	اشرف علی تھا[illegible]ی	نشر الطیب	46
9	اسحاق د[illegible]ی	ارواح ثلاثہ	115
10	رشید احمد لدھیانوی	احسن الفتاویٰ جلد اول	347
11	حکیم نعمت اللہ دیوبندی	ارواح ثلاثہ	331
12	خلیل احمد انبیٹھوی	المہند	64
13	احمد بن محمد خیر مکی	المہند	125
14	احمد علی لاہوری	رسالہ خدام الدین	1993ء
15	عطاءاللہ بخاری احراری	روزنامہ آزاد لاہور	1958ء
16	حسن مثنیٰ ندوی دیوبندی	میلاد الرسول	458
17	غلام غوث ہزاروی	ترجمان اسلام	1958ء
18	نعیم صدیقی	ماہنامہ نعت	1988ء
19	وجد الحسینی	ماہنامہ دار العلوم دیوبند	1958ء

نمبر	نام	کتاب	صفحہ/سن
20	محمد علی خلیفہ احمد بریلوی	سوانح احمدی	153
21	شورش کاشمیری	چٹان	1964ء
22	تاج محمود	لولاک	1964ء
23	عطاالحسن بخاری	روزنامہ جنگ لاہور	1981ء
24	خالد محمود سیالکوٹی	رسالہ دعوت	1963ء
25	مولوی محمد کفیل بخاری	روزنامہ جنگ لاہور	1986ء
26	ضیاء القاسمی	روزنامہ کوہستان	1965ء
27	مولانا ضیاء القاسمی	خطبات جلد اول	112
28	سرفراز گکھڑوی	باب جنگ	125
29	عبدالرحمٰن اشرفی	روزنامہ اوصاف	2000
30	مفتی محمود	روزنامہ جسارت	1979ء
31	کوثر نیازی	میلاد النبی	20

صلحائے امت کا عمل

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

عندی ان اصل عمل المولولد الذی هو اجتماع الناس وقراة ماتیسر من القرآن وروایة الاخبار الواردة فی مبدأ امر النبی ﷺ وما وقع فی مولده من الایات الخ" الحاوی للفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۱۸۸

"میرے نزدیک میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب (مسرت) ہے جس میں لوگ جمع

ہو کر بقدر سہولت، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ (کی ولادت مقدسہ) کے ابتدائی امور کے متعلق جو احادیث و آثار وارد ہیں اور جو (عظیم) نشانیاں ظاہر ہوئیں، انہیں بیان کرتے ہیں۔"

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں

وعلیٰ ھذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسیٰ علیہ السلام فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلک لایبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر ، بل توسع قوم حتی نقلوه الی ای یوم من السنة وفیه ما فیه فهذا مایتعلق باصل عمل المولد ، واما ما یعمل فیه فینبغی ا ن یقتصر فیه علی مایفهم الشکر لله تعالیٰ من نحو ماتقدم ذکره من التلاوة والا طعام والصدقة وانشادشئی من المدائح النبوية والزهدية المحركة للقلوب الی فعل الخیرات والعمل الاخرة "سبل الهدیٰ والرشاد جلد اول صفحح ۳۶۸

"مناسب تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن کو ہی ذکر میلاد کیلئے منتخب کیا جائے تاکہ عاشورا (دس محرم) کے واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی طرح) مطابقت ہو جائے اور بعض حضرات نے اس چیز کو ملحوظ نہیں رکھا، بلکہ ان کے نزدیک مہینے کے کسی بھی دن میں ذکر میلاد درست ہے بلکہ ایک قوم سے یہاں تک منقول ہے کہ انہوں نے پورے سال کے تمام دنوں میں اس کی وسعت دی ہے۔ پس یہ وہ بات ہے جس کا تعلق ذکر میلاد کی حقیقت کے ساتھ ہے (کہ وہ تمام اوقات میں جائز ہے) اور جو امور اس میں سرانجام دینے چاہییں وہ صرف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ اسکا ذکر کرتے ہوئے تلاوت ہو، لوگوں کو کھانا

کھلایا جائے، صدقہ ہو، آپ کی تعریف پر مشتمل، زہد و تقویٰ سے معمور اشعار (نعت خوانی) ہو، جن سے دلوں میں نیکیوں کی رغبت اور آخرت کیلئے اعمال کا جذبہ پیدا ہو"

علامہ ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قلت وفی قوله تعالیٰ لقد جاء کم رسول اشعار بذلک وایماء الی تعظیم وقت مجیئه لما هنالک ...فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مبادا بحیث یعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقة بل یحسن فی ایام الشهر کلها لیا لیه ...بل یکتفی بالتلاوة والاطعام الصدقة وانشاشئی من المدائح النبوية الزهدية المحرکة للقلوب الی فعل الخیر وعمل الآخر والصلوٰة والسلام علی صاحب المولد "المولد الروی فی المولد نبوی ﷺ صفحہ ۳۴

"میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان لقد جاء کم رسول میں آپ ﷺ کے نعمت عظمیٰ (بہت بڑی نعمت) ہونے کی طرف رہنمائی ہے اور آپ کی تشریف آوری کے مخصوص وقت کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ (امور) مباح ہوں (اشعار وغیرہ) کہ اس دن کی مناسبت کی وجہ سے ان سے خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہو تو محفل میلاد میں انہیں شامل کرنے میں کوئی اصقہ (بلکہ) ربیع الاول شریف کے تمام دنوں اور راتوں میں محفل میلاد مستحسن و پسندیدہ ہے (محفل میلاد میں) تلاوت قرآن، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا، ایسے اشعار پڑھنا جن میں آپکے محاسن ہوں، جو زہد و تقویٰ کی نشاندہی کریں، جن سے اچھے اعمال کی رغبت ملے اور آخرت کا جذبہ پیدا ہو اور صاحب میلاد ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پر اکتفاء کرنا چاہیے۔"

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے والد گرامی امام المتکلمین علامہ نقی علی خان بریلوی رقم طراز

ہیں۔

''محفل میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہوکر خلوص عقیدت ومحبت حضرت رسالت مآب ﷺ کی ولادت اقدس کی خوشی اور نعمت عظمیٰ، اعظم نعم الٰہیہ کے شکر میں ذکر شریف کیلئے مجلس منعقد کریں اور حالات ولادت باسعادت ورضاعت وکیفیت نزول وحی و حصول مرتبہ رسالت و احوال معراج و ہجرت وریاضات ومعجزات و اخلاق و عادات آنحضرت ﷺ اور حضور کی بڑائی اور عظمت جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور حضور کی تعظیم و توقیر کی تاکید اور وہ خاص معاملات وفضائل وکمالات جن سے حضرت احدیت جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے حالات و واقعات احادیث وآثار صحابہ وکتب معتبرہ سے مجمع میں بیان کئے جائیں'' اقامۃ الاثام صفحہ ۳۸

علامہ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی نے لکھا ہے

ان الاحتفال بالمولد النبوی الشریف تعبیر عن الفرح والسرور بالمصطفی ﷺ (مقدمہ علی المورد الروری صفحہ ۱۴)

''بے شک نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی محفل کا انعقاد آپ (کی آمد) پر سرور اور فرحت کا اظہار ہے۔''

ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری آف دبئی لکھتے ہیں

المولدمنعاه اللغوی، وقت الولادة او مكانها واما فی اصطلاح الائمة فهو، اجتماع الناس وقراة ما تيسر من القرآن الكريم ورواية الاخبار الواردة فی ولادة نبی من الانبياء اوولی من الاولياء و مدحهم بافعالهم واقوالهم" اعانة الطالبين جلد سوم صفحه ۳۶۰

''یعنی مولد کا لغوی معنی وقت ولادت یا مکان پیدائش ہے اور آئمہ اسلام کے نزدیک اس کا مطلب لوگوں کا جمع ہوکر بقدر سہولت قرآن کی تلاوت اور انبیاء کریم ﷺ میں سے کسی نبی کی یا ولی کی ولادت کے متعلق وارد ہونے والی روایات کو پڑھنا، ان کے افعال واقوال کو بیان کرتے ہوئے انکی تعریف کرنا ہے۔''

سرکار کائنات ﷺ کا عمل مبارک

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

ان رسول الله ﷺ، سئل عن صوم الاثنين قال ذالك يوم ولديت فيه

''بے شک رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، یہ وہ دن ہے جس میں میرا میلاد ہوا''

حضور ﷺ کا اظہار مسرت

سرکار ابد قرار، احمد مختار ﷺ نے بھی میلاد شریف پر مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے منایا ہے۔ ملاحظہ ہو!

آپ ہر پیر شریف کا روزہ رکھتے جب پوچھا گیا تو فرمایا

ذالک یوم ولدت فیه (الحدیث) مسلم شریف جلد اول صفحه ۳۶۸ سنن کبریٰ جلد ۴ صفحه ۳۰۰ مسنداحمد جلد ۵ صفحه ۲۹۷، مشکوة شریف صفحه ۱۷۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ صفحه ۲۹۶

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی''

یعنی میں اپنی ولادت کی یاد مناتے ہوئے روزہ رکھتا ہوں۔ اس میں میلاد کا بیان اور تذکرہ بھی موجود ہے اور اس پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے منانے کا انداز بھی مصرح

ہے۔ اگر ہر سوموار کو 23 سال سے ضرب دیں تو 1196 (گیارہ سو چھیانوے) بار بنتا ہے

۔ گویا آپ نے تقریباً 1196 بار اپنا میلاد منایا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں

تذاكر رسول الله ﷺ و ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه ميلاد هما عندى

" الموجم الكبير جلد اول صفحه ۵۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحه ۶۳

"رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس اپنے اپنے میلاد کا تذکرہ کیا"

امام ہیثمی نے اس روایت کو نقل کر کے کہا اسنادہ حسن

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

كرامتى عند ربى ولدت مختونا مسرورا" دلائل النوة صفحه ۱۰۰ شفا شريف جلد اول صفحه ۵۵

"میرے رب کے ہاں میری یہ بھی کرامت (اعزاز) ہے کہ میں ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوا"

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

عن رسول الله ﷺ انه قال انى عند الله مكتوب خاتم النبين و ان آدم لمنجدل فى طينه وساخبركم باول امرى دعوة ابراهيم وبشارة عيسىٰ و روياامى التى رات حين وضعتنى وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام

"یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبین مقرر ہو چکا تھا

اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء (تخلیق) کی خبر دیتا ہوں، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک نور نکلا، جس سے ان کیلئے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (حاکم اور ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے)

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ مضمون منقول ہے۔ ملاحظہ ہو (دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۸۱، سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۹۵، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی مضمون منقول ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۰۲، دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۸۱، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا

سالت رسول الله ﷺ عن اول شئى خلقه الله تعالىٰ؟ فقال هو نور نبيك يا جابر خلقه ثم خلق فيه كل خير، وخلق بعده كل شئى وحين خلقه، اقامه قدامه مقام القرب

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا پھر اس میں ہر خیر کو پیدا کیا اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں قائم کیا۔"

یہ مضمون کتب ذیل میں بھی ہے۔

مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۶۶، سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۳۱، مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹، ۲۲۱

،زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۱۴۸، تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۲۰، المورد الروی صفحہ ۴۴، روح المعانی جزء صفحہ ۱۵۱، الدرالبہیہ صفحہ ۳، کشف الخفاء جلد ا صفحہ ۲۶۵، تلقیح صفحہ ۱۲۸ الابن عربی۔

ذکر میلاد النبی ﷺ تعامل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشنی میں

1۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ اور (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس اپنے اپنے میلاد کا تذکرہ کیا۔

اسکی یہی صورت سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنوں نے ایک دوسرے سے میلاد کا ذکر سنا۔ لہذا ذکرِ میلاد اور اس کیلئے مجلس اور پھر اس ذکر کو سننا یہ سارے امور جہاں رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہو رہے ہیں وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے بھی انکا ثبوت مل رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

2۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں درج ذیل اشعار عرض کئے یارسول اللہ!

واحسن منک لم ترقط عینی ۔۔۔ واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاء

(دیوان حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں
آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے
گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے پیدا کیا گیا ہے

فائدہ: واضح رہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنے نعتیہ اشعار پیش کرنے کی خواہش ظاہر کرتے تو رسول مکرم ﷺ ان کیلئے منبر

بچھانے کا اہتمام کرواتے حضرت حسان منبر پر چڑھ کر نعت خوانی کا شرف حاصل کرتے۔ آپ انہیں مدحت کا حکم بھی دیا کرتے۔

ان اشعار میں سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کا ذکر کیا ہے تو ظاہر ہے کہ آپ کی ولادت کا ذکر منبر پر ہوا۔ آپ ﷺ کے سامنے ہوا اور یہاں دیگر محبان رسول، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود ہوتے تو یہی انداز ''محفل میلاد'' ہے۔۔

3۔ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت ﷺ میں درج ذیل اشعار عرض کئے

من قبلها طبعت فی اظلال وفی ۔۔۔ مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبت البلاد لابشر ۔۔۔ انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد ۔۔۔ الجم نسرا وهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم ۔۔۔ اذا مضی عالم بداطبق
وردت نارا الخلیل مسترا ۔۔۔ فی صلبه انت کیف یحتر ق
حتی احتوی بیتک المهیمن من ۔۔۔ خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشر قت الارض ۔۔۔ وضاء ت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء وفی ۔۔۔ النور وسبل الرشاد نحترق

''یعنی: یارسول اللہ ﷺ اس سے پہلے آپ سایوں میں پاکیزگی کے ساتھ تھے، حضرت آدم جنت میں جہاں تھے، وہاں درختوں کے پتے چمٹے ہوئے تھے، پھر آپ شہروں کی طرف اتر آئے، اس وقت آپ نہ بشر تھے، نہ گوشت کا ٹکڑا تھا اور نہ جما ہوا خون تھے بلکہ آپ نطفہ تھے، جب آپ کشتی میں سوار ہوئے، نسر (بت) کے منہ میں لگام ڈالی گئی اور اس کے سامنے والے غرق ہوگئے، آپ (پاک) پشتوں سے (پاک) رحموں کی طرف منتقل ہو رہے تھے،

جب ایک عالم (زمانہ) کے بعد دوسرا عالم گذرتا رہا، آپ حضرت خلیل کی پشت میں (چھپے) تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، جس کی پشت میں آپ ہوں اسے آگ کیسے جلا سکتی ہے، آپ کے شرف کی بلندی نے، نسب کی بلندیوں کو جمع کر لیا ہے اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو تمام زمین روشن ہوگئی، اور آپ کے نور سے آسمانوں کے کنارے چمکنے لگے، سو ہم اس چمک اور نور میں، ہدایت کے راستے تلاش کر رہے ہیں۔

فائدہ: واضح رہے کہ سیدنا خریم بن حارثہ بن لام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس لوٹے تو میں اسلام لایا۔ اس وقت میں نے سنا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ ﷺ! میں آپکی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کہو! اللہ تعالیٰ منہ کو ملمع کاری اور بناوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ نعتیہ اشعار کہے۔

(دلائل النبوۃ جلد ۵ صفحہ ۲۸، ۲۷)

اس غزوہ میں تقریباً تیس ہزار کا مجمع تھا، جس میں خلفاء اربعہ بھی تھے۔

(ملاحظہ ہو! سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۲، باب غزوہ تبوک)

اب اندازہ فرمائیے کہ اس قدر جم غفیر اور اجتماع کثیر کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے اذن سے، آپ کی ولادت پاک کے ذکر جلیل کو ''جلسہ میلاد مصطفیٰ ﷺ'' کے نام سے ہی یاد کیا جائیگا۔

4۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں پیر (سوموار) کے دن کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ساتھ ایک خاص مناسبت حاصل ہے۔ پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، پیر کے دن آپ کی نبوت (کے اعلان کی اجازت) ملی، پیر کے دن ہی حجر

اسود اپنی جگہ پر نصب کیا گیا، پیر کے دن آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے غار ثور سے سفر کی ابتداء فرمائی، پیر کے دن آپ مدینہ پہنچے اور پیر کے دن ہی آپکا عارضی وصال ہوا (مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۷۷ برقم ۲۵۰۶)

5۔ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال کے بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نہیں پہنچی، سوائے اس کے کہ ہر سوموار کو مجھ سے عذاب کم کر دیا جاتا ہے۔ (حضرت عباس نے) کہا یہ اسلئے ہے کہ

ان النبی ﷺ ولد یوم الاثنین و کانت ثویبة بشرت ابالھب بمولدہ فاعتقھا

''بے شک نبی کریم ﷺ کا میلاد سوموار کے دن ہوا اور ثویبہ (ابولہب کی لونڈی) نے ابولہب کو آپ کے میلاد کی بشارت دی تو اس نے اسے آزاد کر دیا''

6۔ قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں: (سیدنا) عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو یعمر بن لیث کے بھائی حضرت قباث ابن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا، آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! **فقال رسول اللہ اکبر منی و انا اقدم منہ فی المیلاد**

''تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں (آپ کے) میلاد سے پہلے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کو امام ترمذی نے ''باب ماجآء فی میلاد النبی ﷺ میں درج کیا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ''میلاد النبی ﷺ'' کی اصطلاح محدثین کے ہاں بھی کارفرما ہے۔

7۔ مغیرہ بن ابی زرین بیان کرتے ہیں: (سیدنا) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ کون بڑا ہے۔؟ آپ یا نبی کریم ﷺ ؟ تو آپ نے فرمایا آپ مجھ

سے بڑے ہیں۔

''اور میں آپ (کی ولادت) سے پہلے پیدا ہوا''

یہی بات مختصر تاریخ دمشق جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۶، سیر اعلام النبلا جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ پر بھی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

انماصح ذلک عن العباس

یہ بات حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے

8۔ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ولدرسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول

''رسول اللہ ﷺ عام الفیل، سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے''

9۔ انہیں کی ایک روایت میں الفاظ ہیں

کان ﷺ ولد یو م الاثنین وبعث یوم الاثنین وتوفی یوم الاثنین

''آپ ﷺ سوموار کے روز پیدا ہوئے، سوموار کے دن ہی مبعوث ہوئے اور سوموار کے دن ہی آپکا عارضی وصال ہوا،

10۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

والذین اتیناھم الکتاب یفرحوبما انزل الیک (الرعد ۳۶)

''اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، جو آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔''

امام طبری لکھتے ہیں: وہ اصحاب محمد ﷺ ہیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول سے خوش ہوئے الخ (جامع البیان برقم ۱۵۵۱۷)

11۔ سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا میلاد ہوا تو ساری زمین روشن ہوگئی۔

12۔ سیدہ شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ حضرت آمنہ کے گھر پیدا ہوئے تو میرے لئے مشرق و مغرب کے درمیان کا سارا حصہ روشن ہوگیا اور میں نے شام کے محلات دیکھ لئے

13۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

14۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقتاً فوقتاً میلاد النبی ﷺ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے اور آپ کے اوصاف و کمالات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے بلکہ آپ کی آمد پر جلسے، بزم، محفل اور مجلس کے انداز میں بھی ذکر کیا کرتے تھے، اس کی ایک مثال حاضر خدمت ہے ۔سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھے ہوئے پایا تو فرمایا:

ما اجلسکم قالو اجلسنا نذکر اللہ ونحمدعلی ما ھدانا للاسلام و من علینا بک قال اللہ مااجلسکم الاذلک قالو اللہ ما اجلسنا الاذلک قال اما انی لم استحلفکم تھمۃ لکم وانہ اتانی جبریل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ " المعجم الکبیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۰، الزھد ابن مبارک صفحہ ۳۹۴

''آج تمہیں کس نے بٹھایا (جلسہ کروایا) ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا ہم بیٹھے (ہم نے جلسہ کیا) ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اسکی حمد وثناء کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ

دکھایا اور آپکو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! کیا اسی چیز نے تم یہاں بٹھایا؟ عرض کیا، اللہ کی قسم! ہمیں اسی بات نے بٹھایا ہے۔ فرمایا میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی، بیشک میرے پاس جبریل آیا ہے اور اس نے بتایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل (جشن میلاد النبی ﷺ پر) فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔

توضیح

کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر امام عمر بن حسن محدث اندلسی صہ 544 پر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ عن ابی الدر د اءِ انه مر مع النبی ﷺ الیٰ بیت عامر الانصاری اذ کان یعلم مدارج ولاد ته علیه السلام لا بنائه وعشیرته نقال علیه السلام ان الله فتح لک ابواب الرحمة والملائکة یستغفرون لک من فعل فعلک نجا: ترجمہ: حضرت ابو درداؓ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عامر انصاری کے گھر گئے جب کہ وہ اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو حضور ﷺ کی ولادت کے حالات تعلیم کر رہے تھے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور فرشتے تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں اور جو شخص بھی تمہارے جیسا کام کرے گا نجات پائے گا ۔اسی کتاب کے صہ 233 پر ایک اور روایت: عن ابن عباسؓ انهٗ کان یحدث ذات یوم فی بیته وقائع ولاد ته علیه السلام حضرت ابن عباسؓ نے ایک دن اپنے گھر مجلس میلاد منعقد کی جس میں رسول اکرم ﷺ کے واقعات میلاد اپنی اولاد اور اہل وعیال کو سنا رہے تھے۔ کچھ ان پڑھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ صحابہ کرام میلاد نہیں مانتے یہ غلط ہے آپ نے کئی صحابہ کرام کا عمل مبارک پڑھ لیا کہ وقتاً فوقتاً محافل میلاد منا کر نجات کا سامان مہیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ومطلوب کو بھیج کر مسلمانوں پر احسان فرمایا تو قدر دانوں نے میلاد

النبی ﷺ پر شکر کرتے ہوئے محفل سجا کر خدا کا ذکر اور حمد وثناء کی تو محبوب بھی خوش ہو گئے در اللہ تعالیٰ اس قدر راضی ہوا کہ اس عمل جشن میلاد النبی ﷺ پر اپنے معصوم فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ میلاد النبی ﷺ منانے والوں پر خدا بھی خوش اور محبوب خدا بھی راضی ہیں۔ لہذا اب ناراض ہونے والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہییں اور اپنے کئے پر نادم ہونا چاہیے۔

15۔ قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ولدت انا ورسول الله ﷺ عام الفیل

''میری اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل کو ہوئی''

عام تعطیل

امام کمال الدین الافودی: الطالع السعید صفحہ 66 پر لکھتے ہیں حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود بن العماد ان ابا الطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی نزیل قوص احد العلماء العاملین کان یجوز بالمکتب فی الیوم الذی ولد فیه النبی فیقول یا فقیه ہذا الیوم السرور اصرف الصبیان فیصرفنا

ہمارے ایک دوست ناصر الدین محمود بن عماد کہتے ہیں کہ بے شک ابو طیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی جو قوص کے رہنے والے تھے اور بہت عالم باعمل تھے اپنے مدرسہ میں ہر سال محفل میلاد منعقد کرتے اور مدرسہ کی چھٹی کرتے۔ اساتذہ سے فرمایا کرتے اے دین کے سمجھنے والے آج خوشی ومسرت کا دن ہے بچوں کو چھٹی دیدو۔ اس دن چھٹی کی جاتی۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ 12 ربیع الاول کو عام تعطیل کرنا یہ بزرگان دین کا پرانا طریقہ ہے ۔اسلئے بلاد اسلامیہ میں عام تعطیل کر کے حکومتی سطح پر محافل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

مکہ معظمہ میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال

1۔ حضور نبی کریم ﷺ کے یوم پیدائش کے موقع پر مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اسے "عید یوم ولادت رسول اللہ ﷺ" کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بہ کثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلہ کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا۔ شریف اور کمانڈر حجاز مع شاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے آ کر موجود ہوتے ہیں اور رسل اللہ ﷺ کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی ﷺ تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی ہے۔ جاتے وقت انکے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلتے جاتے ہیں۔ 11 ربیع الاول بعد نماز عشاء حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ 2 بجے شب تک نعت، مولد اور ختم پرھتے ہیں اور رات مولد النبی ﷺ پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔

(ماہنامہ طریقت لاہور)

11 ربیع الاول کی مغرب سے 12 ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت 21 توپیں سلامی کے قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے، نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں (ماہنامہ "طریقت" لاہور)

2۔ 11 ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے موذن نے نماز عصر کیلئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی

نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلہ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارکباد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ۔ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے۔ حضور نبی کرم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی ﷺ تک راستے میں دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔

زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مودب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرت احمد ﷺ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔ اس کے بعد نائب وزیر خارجہ شیخ فواد نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی۔

آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سب نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی، پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کیلئے جمع ہو گئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق و اوصاف نبی اکرم ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی 12 ربیع الاول کو ایک دن کیلئے بند

کردیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہوگیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے (آمین) (ماخذ از اخبار "القبلہ" مکہ مکرمہ)

مندرجہ بالا اقتباسات ہمیں ماضی قریب کی یاد دہانی کراتے ہیں جب مکہ مکرمہ میں جشن میلاد النبی ﷺ پوری عقیدت ومحبت سے منایا جاتا تھا اور اتنا اہتمام کیا جاتا تھا جس کا تذکرہ کتب ورسائل میں محفوظ ہے۔ لیکن افسوس! یہی امت آج اس مقدس دن کے موقع پر جواز اور عدم جواز کی بحث میں پڑی ہوئی ہے۔

مدینہ منورہ میں محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد

ولا هل المدينه، كثرهم الله تعالىٰ، به احتفال وعلى فعله اقبال وكان للملك المظفر صاحب "اريک" بذالک فيها اتم العناية واهتما بشانه جاوز الغاية، فاثني عليه به العلامة ابو شامة احد شيوخ النووی السابق فی الاستقامة فی كتابه الباعث على البدع والحوادث . وقال مثل هذا الحسن ،يندب اليه ويشكر فاعله ويثنى عليه، زاد ابن الجزری. ولو لم يكن فی ذالک الا ادغام الشيطان وسرور اهل ايمان قال يعنی الجزری ، وازا كان اهل الصليب اتخذو ليلة مولد نبيهم عيدا اكبرفاهل الاسلام اولى بالتكريم واجدر (ملا علی قاری ، المورد الروی فی مولد النبی ﷺ)

"اہل مدینہ۔ اللہ انہیں زیادہ کرے۔ بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجالاتے ہیں۔ بادشاہ مظفر شاہ اربک اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علامہ ابوشامہ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں اور صاحب استقامت بزرگ ہیں) نے اپنی کتاب۔ الباعث علی البدع والحوادث۔ میں

اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس طرح کے اچھے امور اسے پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا" امام جزری اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان امور کی بجا آوری سے صرف شیطان کی تذلیل اور اہل ایمان کی شادمانی ومسرت ہی مقصود ہو۔ آگے مزید فرماتے ہیں کہ جب عیسائی اپنے نبی کی شب ولادت بہت بڑے جشن کے طور پر مناتے ہیں تو اہل اسلام حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کے یوم ولادت پر بے پناہ خوشی ومسرت کا اظہار کریں" (ملا علی قاری)

فقداتصل بنا ان الزاهد القدوة المعمر ابا اسحاق ابراهيم بن عبدالرحيم بن ابراهيم جماعة لما كان بالمدينة النبوية على ساكنها افضل الصلاة واكمل التحية كان يعمل طعاماً فی المولد النبوی، ويطعم الناس ، ويقول . لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولداً

"ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد وقدوہ معمر ابواسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحیم جب مدینہ النبی ۔اس کے ساکن پر افضل ترین درود کامل ترین سلام ہو۔ میں تھے تو میلاد نبوی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اور فرماتے تھے اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔"

جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں چراغاں

مکہ مکرمہ نہایت برکتوں والا شہر ہے وہاں بیت اللہ بھی ہے اور مولد رسول اللہ ﷺ بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اس شہر کی قسمیں کھاتا ہے۔ اہل مکہ کیلئے مکی ہونا ایک اعزاز ہے۔ عید میلاد النبی

ﷺ کے موقع پر اہل مکہ ہمیشہ جشن مناتے اور چراغاں کا خاص اہتمام کرتے۔ آئمہ نے اسکا تذکرہ اپنی کتب میں کیا ہے۔ نمونے کے طور پر چند روایات درج ذیل ہیں۔

امام محمد جاراللہ بن ظہیرہ حنفی اہل مکہ کے جشن میلاد کے بارے میں لکھتے ہیں

ترجمہ: ہر سال مکہ مکرمہ میں بارہ ربیع الاول کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے قاضی، اکثر فقہا، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ دینے کے بعد بادشاہ وقت، امیر مکہ اور شافعی قاضی کیلئے (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ پھر وہاں سے عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آ جاتے ہیں اور صفائی کرنے والوں کے قبہ کے مقابل مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔ بعد ازاں دعا کرنے والا کثیر فقہا اور قضاۃ کی موجودگی میں دعا کا کہنے والوں کیلئے خصوصی دعا کرتا ہے اور پھر عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد سارے الوداع ہو جاتے ہیں (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مورخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا پتہ نہیں چل سکا"

علامہ قیب الذی حنفی نے کتاب الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام فی تاریخ مکۃ المشرفۃ میں اہل مکہ کی محافل میلاد کی بابت تفصیل سے لکھا ہے وہ فرماتے ہیں

ترجمہ: ہر سال باقاعدگی سے بارہ ربیع الاول کی رات حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کی جاتی ہے۔ (تمام علاقوں سے) فقہا، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوتے ہیں اور انکے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں،

فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں۔ یہ (مشعل بردار) جلوس کی شکل میں مسجد سے نکل کر سوق اللیل سے گزرتے ہوئے حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتا ہے اور اس سلطنت شریفہ کیلئے دعا کرتا ہے۔ پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آنے کے بعد باب شریف کی طرف رخ کر کے مقام شافعیہ کے پیچھے مسجد کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں اور رئیس زم زم حرم شریف کے نگران کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بعد ازاں قاضی بادشاہ وقت کو بلاتے ہیں، حرم شریف کا نگران اس کی دستار بندی کرتا ہے اور صفائی کرنے والوں کے شیخ کو بھی خلعت سے نوازتا ہے۔ پھر عشاء کی اذان ہوتی اور لوگ اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں پھر حرم پاک کے نگران کی معیت میں مسجد سے باہر جانے والے دروازے کی طرف فقہا آتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتی کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے"

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ خوشی کے موقع پر چراغاں کرنا سنت الہیہ ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے یوم میلاد سے بڑھ کر خوشی کا موقع کون سا ہو سکتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ بحث و نزاع میں پڑنے کی بجائے سنت الیہ پر عمل کرتے ہوئے اہالیان مکہ کے طریق پر جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر حسب استطاعت چراغاں کا اہتمام کریں۔

مصر اور شام میں محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد

فما کثرھم بذلک عنایة اھل مصر و الشام، السلطان مصر فی تلک اللیلة من العام اعظم مقام، قال، ولقد حضرت فی سنة خمس وثمانین وسبعمائة المولد عند الملک الظاھر برقوق بقلعه الجبل العلیة. فرایت ما ھالنی

وسرني وما سائني وحررت مااتفق في تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ المنشدين وغيرهم من الاتباع والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة الاف مثقال من الذهب ما بين خلع ومطعوم و مشروب ومشموم وشموع وغيرها ما يستقيم به الضلوع، وعددت في ذلك خمساً وعشرين من القراء الصيتين المرجو كونهم مثنتين . ولا نزل واحد منهم الا بنحو عشرين خلعة من السلطان ومن الامر الاعيان.

قال السخاوی: قلت ، ولم يزل مولك مصر خدام الحرمين الشريفين ممن وفقهم الله لهدم كثير من المناكير والشين ، ونظر وافى امر الرعية كالو الد لولده، وشهرواً نفسهم بالعدل فاسعفهم الله بجنده ومدده

''محافل میلاد کے اہتمام میں اہل مصر اور اہل شام سب سے آگے ہیں اور سلطان مصر ہر سال ولادت باسعادت کی رات محفل میلاد منعقد کرنے میں بلند مقام رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں ۷۸۵ھ میں سلطان ظاہر برقوق کے پاس میلاد کی رات الجبل العلیۃ کے قلعہ میں حاضر ہوا۔ وہاں وہ کچھ دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے بری نہ لگی میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا جو بادشاہ نے اس رات تقسیم کیا۔ قراء اور موجود واعظین ، نعت خوان (شعراء) اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں ، بچوں او مصروف خدام کو تقریباً دس ہزار مثقال سونا، خلعتیں ،انواع واقسام کے کھانے ،مشروبات ،خوشبوئیں ، شمعیں اور دیگر چیزیں دیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت درست کر سکتے تھے۔ اس وقت میں نے ایسے 25 خوش الحان قراء شمار کئے جو اپنی مسحور کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیان سلطنت سے 20 کے قریب خلعتیں لئے بغیر سٹیج

سے اترا ہو

''امام سخاوی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے سلاطین جو حرمین شریفین کے خدام رہے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اکثر برائیاں اور عیوب ختم کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی اور انہوں نے رعیت کے بارے میں ایسا ہی سلوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیام عدل کے ذریعے شہرت حاصل کی ۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں انہیں اپنی غیبی مدد سے نوازے۔

حجۃ الدین امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ظفر مکی کہتے ہیں کہ

وقد عمل المحبون للنبی ﷺ فرحاً بمولده الولائم، فمن ذلك ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ ابوالحسن المعروف بابن قفل قدس الله تعالىٰ سره . شيخ ابى عبد الله محمد بن النعمان . وعمل ذلك قبل جمال الدين العجمى الهمدانى . وممن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر ، وقد رائى النبى ﷺ وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك

''اہل محبت حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں دعوت طعام منعقد کرتے آئے ہیں ۔ قاہرہ کے جن اصحاب محبت نے بڑی بڑی ضیافت کا انعقاد کیا ان میں شیخ ابوالحسن ہیں جو کہ ابن قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے نام سے مشہور ہیں جو کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں اور یہ عمل مبارک جمال الدین عجمی ہمدانی نے بھی کیا اور مصر میں سے یوسف حجار نے اسے بہ قدر وسعت منعقد کیا اور پھر انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یوسف حجار کو عمل مذکور کی ترغیب دے رہے تھے''

مظفر بادشاہ اربل

اربل کا بادشاہ جو کہ 638ھ میں فوت ہوا جس کا نام مظفر تھا اپنے دور میں حکومتی سطح پر محافل میلاد کرواتا تھا۔ گویا کہ آج سے ساڑھے نوصدیاں قبل بھی محافل میلاد ہوتی تھی یہ عاشقان رسالت کا پرانا طریقہ ہے۔ اس کو بدعت کہنے والے ملاں خود بدعتی ہیں انکا وجود حضور کے دور ظاہری میں نہ تھا۔ ملاحظہ ہو

ابن جوزی نے مرۃ الزمان میں لکھا تھا کہ مظفر بادشاہ اربل کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص نے مجھے بیان دیا کہ اس نے عید میلاد کے موقع پر پانچ ہزار بکریوں کے بریاں سرشار کئے۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالے اور تیس لاکھ حلوے کے بڑے پیالے شمار کئے مقتدر علماء اور صوفیا مشائخ محفل میلاد میں حاضر ہوتے۔ مظفر بادشاہ ان کا بے حد احترام کرتا اور انہیں لباس پہنایا کرتا تھا اور ہر سال میلاد شریف کے موقع پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ شرح مواہب لزرقانی بحوالہ حبیب اعظم 62۔

علامہ ابراہیم حلبی حنفی نے روح سیر میں ذکر کیا ہے کہ ابن وحیہ نے 604ھ میں مولد شریف میں کتاب لکھ کر بادشاہ اربل مظفر کو پیش کی تو انہوں نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

اندلس میں محافل میلاد کی دھوم

واما ملوک الاندلس و الغرب فلهم فيه ليلة تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعلام فمن يليهم من كل مكان وعلوبين الكفر كلمة الايمان واظن اهل روم لا يحتفلون عن ذلک اقتفابغير هم من الملوک فيما هنالک

ترجمہ: بادشاہان اندلس اور بلاد مغرب (یوم ولادت آپ ﷺ پر) رات کے وقت قافلے کی

صورت میں نکلتے جس میں بڑے بڑے آئمہ وعلماء مشائخ شامل ہوتے راستے میں جگہ جگہ سے لوگ انکے ساتھ ملتے جاتے اور یہ سب اہل کفر کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے۔ یہ غالب گمان ہے کہ اہل روم بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں تھے اور وہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح محافل میلاد منعقد کرتے۔ محافل میلاد مکۃ المعظمہ ، مدینہ منورہ، مصر، شام، اسپین، ہندوستان، الغرض کہ زمانہ قدیم سے بلاد عرب وعجم میں محافل میلاد باقاعدہ شاہی طور پر اہتمام کیا جاتا رہا۔ علماء دیوبند کا کہنا کہ یہ نئی ایجاد ہے تو ارخ اسلام مکمل ناواقفی کی دلیل ہے۔

۳۳۔ مطالعۃ العربیہ صفحہ ۳۴ پر درج ہے۔

ولد سیدنا رسول اللہ ﷺ بشعب بنی ہاشم بمکۃ المکرمیۃ فی صبیحۃ یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول لاول عام من حادث الفیل ویوافق ذلک العشرین من شھر (ابریل سنۃ ۵۷۱

میلاد النبی ﷺ پر لکھی جانے والی گراں قدر تصانیف

قرون اولیٰ سے لیکر آج تک آئمہ ومحدثین اور علماء وشیوخ نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر قلم اٹھایا اور نظم ونثر میں ہزاروں کی تعداد میں گراں قدر تصنیف کیں۔ ان میں سے بعض مختصر اور بعض ضخیم ہیں۔

اکثر آئمہ ومحدثین اور اکابر علماء نے احادیث، سیرت وفضائل اور تاریخ کی کتب میں میلاد شریف کے موضوع پر باقاعدہ ابواب باندھے ہیں مثلاً امام ترمذی نے الجامع الصحیح میں کتاب میں کتاب المناقب کا دوسرا باب ہی، ما جاء فی میلاد النبی ﷺ قائم کیا ہے۔ ابن

اسحاق نے السیرۃ النبویۃ میں ابن ہشام نے السیرۃ النبویۃ میں ۔ ابن سعد نے الطبقات الکبری میں ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں، بیہقی نے دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ ابو سعد خرکوشی نیشاپوری نے کتاب شرف المصطفی ﷺ میں، ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ میں، طبری نے تاریخ الامم الملوک میں ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق الکبیر میں، الغرض تمام اجل آئمہ وعلماء نے اپنی اپنی کتب میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ نیز امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ میں بہت تفصیل سے لکھا اور جواز میں علمی دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اما ابو عبداللہ بن الحاج مالکی نے ''المدخل الی تمیۃ الاعمال بتحسین النیات التنبیہ علی کثیر من البدع المحدثۃ المتخلۃ'' میں مفصل بحث کی ہے۔ امام زرقانی نے المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ'' میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے'' ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ'' میں اور امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے'' حجۃ اللہ العالمین فی معجزات سید المرسلین اور جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ'' میں میلاد شریف کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

ذیل میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جانے والی چند معروف کتب درج کی جارہی ہیں۔

1۔ ابو العباس احمد اقلیشی

ابو العباس احمد بن معد بن عیسی اقلیشی اندلسی نے الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ کے عنوان سے کتاب تالیف کی۔ اس میں انہوں نے دس فصول قائم کی ہیں۔ (باشا بغدادی، ایضاح المکنون)

2۔ ابن دحیہ کلبی

ابو خطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد وحیہ کلبی اندلس میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حصول علم کیلئے شام، عراق، خراسان وغیرہ کے سفر کیئے اور مصر میں قیام فرمارہے۔ آپ مشہور محدث، معتمد مورخ اور مایہ ناز ادیب تھے۔ بہت سی کتب لکھیں اور شاندار علمی ورثہ چھوڑا۔ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر آپ کی تصنیف ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' بھی ہے۔

3۔ مواعظ میلاد النبی ﷺ علامہ اشرف علی تھانوی

4۔ حافظ شمس الدین جزری

ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبداللہ شافعی اپنے وقت کے امام القراء ومحدث تھے۔ مولد النبی ﷺ پر آپ کی ایک کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' ہے

5۔ شیخ ابوبکر جزائری

شیخ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن احمد عطار جزائری نے ''المورد العذب المعین فی مولد سید الخلق اجمعین ﷺ'' کے نام سے کتاب لکھی۔

6۔ امام کمال الدین الادفوی

امام کمال الدین ابو الفضل جعفر بن ثعلب بن جعفر ادفوی نے اپنے ملک مراکش میں جشن میلاد کی تقریبات کے حوالے سے بہت سی تفصیلات اپنی کتاب'' الطالع السعید الجامع لاسماء نجباء الصعید'' میں جمع کی ہیں۔

7۔ سعید الدین الکازرونی

محمد بن مسعود بن محمد سعید الدین الکازرونی نے'' مناسک الحجز المنتقی من سیر مولد المصطفی ﷺ'' کے نام سے کتاب لکھی۔

8۔ ابو سعید خلیل بن کیکلدی

ابوسعید خلیل بن کیکلدی بن عبداللہ لاعلائی دمشقی شافعی نے الدرۃ المنیۃ فی مولد خیرالبریہ ﷺ کے نام سے کتاب تالیف کی

9۔ امام عمادالدین بن کثیر

میلاد نگاروں میں صاحب "تفسیر القرآن العظیم" امام حافظ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر۔ کا نام بھی شامل ہے۔ امام ابن کثیر نے "ذکر مولد رسول اللہ ﷺ ورضاعہ" کے نام سے میلاد شریف کے موضوع پر کتاب لکھی ہے۔

10۔ سلیمان برسوی حنفی

سلیمان بن عوض باشا بن محمود برسوی حنفی کے قریب فوت ہوئے۔ آپ سلطان بایزید عثمانی کے دور میں بہت بڑے امام تھے۔ انہوں نے "وسیلۃ النجاۃ" کے نام سے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا۔

11۔ امام عبدالرحیم برعی

امام عبدالرحیم بن احمد برعی یمانی نے جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر رسالہ تالیف کیا ہے جو کہ "مولد البرعی" کے نام سے معروف ہے۔

12۔ حافظ زین الدین عراقی

حافظ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمٰن مصری عراقی یکتائے زمانہ، نابغہ روزگار، محافظ اسلام، مرجع خلائق اور دانش ور محقق تھے۔ انہوں نے حدیث، اسناد اور ضبط روایات میں کمال رسوخ حاصل کیا۔ اس جلیل القدر امام نے جشن میلاد کے متعلق ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام "المورد الھنی فی المولد السنی" رکھا۔

13۔ سلیمان برسونی

حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں لکھا ہے کہ سلیمان برسونی کے بعد فوت ہوئے انہوں نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا جو کہ روم کی مجالس میلاد میں پڑھا جاتا ہے۔

14۔ امام محمد بن یعقوب فیروز آبادی

امام ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروز آبادی ایک بہت بڑے امام ہو گزرے ہیں۔ آپ نے بے شمار کتب لکھیں۔ جن میں تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، الصلات والبشر فی الصلاۃ علیٰ خیر البشر ﷺ اور لغت کی معروف کتاب القاموس المحیط شامل ہیں۔ آپ نے میلاد شریف پر النفحۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریہ ﷺ لکھی۔

15 امام شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی

میلاد النبی ﷺ پر لکھنے والے جلیل القدر آئمہ میں سے ایک حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عبداللہ قیسی شافعی المعروف حافظ ابن ناصر الدین دمشقی ہیں۔ آپ اعلیٰ پائے کے مورخ تھے۔ لاتعداد کتب ان کی نوک قلم سے نکلیں، بے شمار حواشی تحریر کئے اور مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی۔ آپ دمشق کے الشرفیہ دار الحدیث کے شیخ الحدیث بنے۔ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں کئی کتب تحریر کیں۔ حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں انکی درج ذیل تین کتب کا تذکرہ کیا ہے جو صرف اسی موضوع پر ہیں۔

16۔ شیخ عفیف الدین التبریزی

شیخ عفیف الدین محمد بن سید محمد بن عبداللہ حسینی تبریزی شافعی نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ نے امام نووی کی الاربعین اور امام ترمذی کی الشمائل المحمدیہ کا حاشیہ لکھا۔ آپ

نے مولد النبی ﷺ کے نام سے کتاب لکھی۔

17۔ شیخ محمد بن فخر الدین

شیخ شمس الدین ابوالقاسم محمد بن فخر الدین عثمان لولوی دمشقی حنبلی ''اللولو ابن الفخر'' کے نام سے معروف تھے۔ انہوں نے میلاد شریف کے موضوع پر الدر المنظم فی مولد النبی المعظم ﷺ لکھی۔ بعدازاں انہوں نے اللفظ الجمیل بمولد النبی الجلیل ﷺ کے نام سے اس کی تخلیص کی۔

18۔ سید اصیل الدین ہروی

سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہروی نے درج الدرر فی میلاد سید البشر ﷺ کے نام سے کتاب تالیف کی۔

19۔ امام عبداللہ حسینی شیرازی

امام اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن حسینی شیرازی نے میلاد کے موضع پر ایک کتاب بہ عنوان ''درج الدرر فی میلاد سید البشر ﷺ'' لکھی اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' میں کیا ہے۔

20۔ شیخ علاء الدین المرداوی

ابوالحسن علاء الدین علی بن سلیمان بن احمد بن محمد مرداوی دمشق میں حنبلی فقہ کے بہت بڑے شیخ ہو گزرے ہیں آپ نے میلاد شریف پر المنہل العزب القریر فی مولد الهادی البشیر النذیر ﷺ نامی کتاب تالیف کی۔

21۔ برہان الدین ابوالصفاء

برہان الدین ابوالصفاء ابن ابی الوفاء نے فتح اللہ حسبی وکفی فی مولد المصطفی ﷺ

کے نام سے کتاب تالیف کی۔

22۔ شیخ عمر بن عبدالرحمٰن باعلوی

شیخ عمر بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن محمد بن احمد علوی حضرمی نے ''کتاب مولد النبی ﷺ'' لکھی۔

23۔ امام شمس الدین السخاوی

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد قاہری سخاوی کا شمار اکابر آئمہ میں ہوتا ہے۔ ایک عالم نے کہا کہ ''حافظ ذہبی کے بعد ان جیسے ماہر علوم وفنون حدیث شخص کا وجود نہیں ملتا اور انہی پر فن حدیث ختم ہو گیا''۔ امام شوکانی کا کہنا ہے کہ اگر حافظ سخاوی کی ''الضوالامع'' کے علاوہ کوئی اور تصنیف نہ بھی ہوتی تو یہی ایک کتاب ان کی امامت پر بڑی دلیل تھی۔

آپ نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب ''الفخر العلوی فی المولد النبوی ﷺ'' تصنیف کی، اور اس کا ذکر اپنی کتاب ''الضوء اللامع'' میں بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے الضوالامع میں ان آئمہ کرام کی فہرست بھی دی ہے، جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے بارے میں کتب و رسائل تالیف کیے ہیں (حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی)

24۔ امام نور الدین سمہودی

میلاد کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک اور کتاب ''المورد الهنیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ'' ہے۔ اس کے مصنف امام نور الدین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد حسینی شافعی سمہودی ہیں جنہیں تاریخ مدینہ کے لکھنے والوں میں مستند درجہ حاصل ہے۔

25۔ امام جلال الدین سیوطی

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی کا علمی مقام آفتاب کی طرح ہر خاص و

عام پر واضح ہے۔ آپ کے تذکروں میں لکھا ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد سات سو کے قریب پہنچتی ہے۔ آپ نے جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز میں ''حسن المقصد فی عمل المولد'' کے نام سے رسالہ لکھا جو پوری دنیا میں مقبول ہوا۔ یہ رسالہ آپ کی تصنیف '' الحاوی للفتاوی'' میں بھی شامل ہے۔

26۔ عائشہ بنت یوسف باعونیہ

عائشہ بنت یوسف باعونیہ شافعیہ مشہور عالمہ وصوفیہ اور کثیر التصانیف محققہ تھیں انہوں نے منظوم ''مولود النبی ﷺ'' تصنیف کیا۔

27۔ ابوبکر بن محمد حلبی

ابوبکر بن محمد بن ابی بکر حبشی حلبی نے الکواکب الدریۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ کے نام سے کتاب رقم کی۔

28۔ ملا عرب الواعظ

ملا عرب الواعظ نے مولد النبی ﷺ کے عنوان سے ایک کتاب تالیف کی۔

29۔ ابن دیبع الشیبانی

حافظ وجیہ الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد شیبانی شافعی، ابن دیبع کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے ایک سو سے زیادہ مرتبہ بخاری شریف کا درس دیا اور ایک مرتبہ چھ روز میں بخاری شریف کو ختم کیا۔ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں بھی کتاب لکھی ہے۔

30۔ شیخ عبد الکریم الادرنتوی

شیخ عبد الکریم ادرنتوی خلوتی نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا تھا۔

31۔ امام ابن حجر ہیتمی مکی

امام الحرمین، ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی شافعی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ ''الفتاویٰ الحدیثیہ'' '' الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظیم ابی حنیفۃ النعمان'' ''الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اھل البدع والزندقۃ اور ''الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم المعظم ﷺ'' جیسی مشہور زمانہ کتب آپ کے علمی شاہکار ہیں۔ آپ علوم حدیث میں شیخ الاسلام زکریا مصری کے شاگرد خاص تھے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی آپ کے دادا استاد تھے۔ علامہ ملا علی قاری اور برصغیر پاک وہند کے مایہ ناز فرزند علاؤ الدین علی متقی ہندی (صاحب کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال) آپ ہی کی مسند ارشاد و تدریس کے فیض یافتہ تھے۔ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتب تصنیف کیں۔

i۔ تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الانام ﷺ

ii۔ تحفۃ الاخیار فی مولد المختار ﷺ

iii۔ اتمام النعمۃ علی العالم بمولد سید ولد آدم ﷺ

iv۔ مولد النبی ﷺ

علاوہ ازیں انہوں نے اپنی مشہور کتاب ''الفتاویٰ الحدیثیہ'' میں بھی اس موضوع کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

32۔ امام خطیب شربینی

امام شمس الدین محمد بن احمد خطیب شربینی نے مولد النبی ﷺ پر پچاس صفحات کا مخطوطہ تحریر کیا ہے۔

33۔ ابو الثناء احمد الحنفی

ابوالثناء احمد بن محمد بن عارف زیلی رومی حنفی نے مولدالنبی ﷺ کے عنوان سے کتاب تالیف کی۔

34۔ ملاعلی القاری

جشن میلادالنبی ﷺ پر لکھنے والوں میں حافظ حدیث، مجتہدالزمان امام ملاعلی قاری بن سلطان بن محمد ہروی بھی ہیں۔ امام شوکانی نے ''البدر الطالع'' میں انکے حالات نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ علوم نقلیہ کے جامع، سنت نبوی میں دسترس رکھنے والے، عالم اسلام کے بطل جلیل اور قوت حفظ وفہم میں نام ور تھے۔ انہوں نے میلادالنبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام ''المورد الروی فی مولد النبوی ﷺ ونسبہ الطاہر'' ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے میلاد شریف کے بارے میں مختلف علماء کے اقوال اور مختلف اسلامی ممالک میں جشن میلاد کی تقریبات کے حال بیان کیئے ہیں۔

35۔ امام عبدالرؤف المناوی

''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر'' اور ''شرح الشمائل علی جمع الوسائل'' کے مصنف ونام ور امام عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین مناوی نے میلادالنبی ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا ہے جوکہ ''مولد المناوی'' کے نام سے معروف ہے

36۔ محی الدین عبدالقادر عیدروسی

محی الدین عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ عیدروسی نے المنتخب المصفی فی اخبار مولد المصطفی ﷺ تالیف کی۔

37۔ امام علی بن ابراہیم الحلبی

سیرت طیبہ کی مشہور کتاب ''انسان العیون فی سیرۃ النبی الامین المامون'' جوکہ ''السیرۃ

الحلبیۃ'' کے نام سے معروف ہے۔ کے مصنف امام نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی قاہری شافعی نے میلاد شریف منانے پر دلائل دیتے ہوئے اس کا جائز اور مستحب ہونا ثابت کیا ہے۔

38۔ امام محمد بن علان صدیقی

امام محمد علی بن محمد بن علان بکری صدیقی علوی نامور مفسر ومحدث تھے۔ انہوں نے'' موردالصفانی مولدالمصطفی ﷺ نامی مولودنامہ تالیف کیا۔

39۔ شیخ زین العابدین خلیفتی

شیخ زین العابدین محمد بن عبداللہ عباسی مدینہ منوہ کے نامور خطیب تھے۔ آپ خلیفتی کے لقب سے معروف تھے۔ آپ نے میلاد شریف پر الجمع الزاہر المنیر فی ذکر مولد البشیر النذیر ﷺ نامی کتاب لکھی۔

40۔ امام عبدالغنی نابلسی

شیخ عبدالغنی نابلسی بڑے جلیل القدر امام تھے۔ آپ نے ''امولد النبوی ﷺ'' کے عنوان سے مختصر اور جامع مولودنامہ لکھا ہے۔

41۔ شیخ جمال الدین بن عقیلہ المکی الظاہر

شیخ جمال الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن سعید بن مسعود المکی الظاہر نے مولدالنبی ﷺ کے نام سے کتاب لکھی۔

42۔ سلیمان نحفی رومی

سلیمان بن عبدالرحمٰن بن صالح نحفی رومی جنہوں نے مولانا روم کی ''مثنوی مولوی معنوی'' کا ترکی زبان میں منظوم ترجمہ کیا تھا۔ نے ترکی زبان میں منظوم میلادنامہ بھی لکھا ہے

43۔ یوسف زادہ رومی

عبداللہ حلمی بن محمد بن یوسف بن عبدالمنان رومی حنفی مقری ایک نامور محدث تھے۔آپ ''یوسف زادہ شیخ القراء'' کے لقب سے معروف تھے۔انہوں نے اختلاف قرات پر الائتلاف فی وجوہ الاختلاف فی القراۃ کے نام سے کتاب لکھی۔میلاد شریف کے موضوع پر انکی کتاب نام الکلام السنی المصفی فی مولد المصطفی ﷺ ہے۔

44۔ حسن بن علی مدابغی

علامہ حسن بن علی بن احمد بن عبداللہ مطاوی جو کہ مدابغی کے نام سے معروف تھے انہوں نے 1170ھ میں مصر میں وفات پائی۔انہوں نے رسالۃ فی المولد النبوی ﷺ کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا۔

45۔ عبداللہ کاشغری

عبداللہ بن محمد کاشغری بندائی نقشبندی زاہدی قسطنطینہ میں درس وتدریس کرتے تھے آپ وہاں سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔آپ نے مولد النبی ﷺ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

46۔ احمد بن عثمان حنفی

احمد بن عثمان دیار بکری آمدی حنفی نے مولد النبی ﷺ تالیف کی۔

47۔ عبدالکریم برزنجی

سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی شافعی مدینہ منورہ کے مفتی اعظم اور مشہور محدث تھے۔عربی لغت کی مشہور کتاب۔تاج العروس من جواہر القاموس کے مصنف سید مرتضی زبیدی نے آپ سے ملاقات کی اور مسجد نبوی میں ہونے والے آپ کے دروس میں

حاضر ہوئے ۔آپ کی میلاد النبی ﷺ پر مشہور ومعروف کتاب ''عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر ﷺ'' ہے۔جو کہ ''مولد البرزنجی'' کے نام سے معروف ہے۔اس کی شہرت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عرب وعجم میں اکثر لوگ اس رسالہ کو حفظ کرتے ہیں اور دینی اجتماعات کی مناسبت کے اعتبار سے اسے پڑھتے ہیں۔یہ میلاد نامہ حضور نبی اکرم ﷺ کی مختصر سیرت آپ ﷺ کی بعثت وہجرت، اخلاق وغزوات اور آپ ﷺ کی وفات تک کے ذکر پر مشتمل ہے۔آپ نے اس میلاد نامہ کے ابتداء میں یہ تحریر کیا ہے۔

ابتدی الاملاء باسم الذات العلیۃ، مستدرا فیض البرکات علی ما انالہ واولاہ

''میں (اللہ تعالیٰ کی) بزرگ و برتر ذات کے نام سے لکھنا شروع کرتا ہوں، اس سے برکتوں کے فیض کے نزول کا طلب گار ہوں ان نعمتوں پر جو اس نے مجھے عطا فرمائی ہیں''

اس کتاب کی شرح شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد علیش نے کی ہے اور یہ شرح ہی جامع اور مفید ہے اس کا نام ''القول المنجی علی مولد البرزنجی'' ہے۔یہ مصر سے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔اس شرح کو ان کے پوتے علامہ تفتہ ومورخ سید جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین برزنجی جو کہ مدینہ منورہ میں مفتی تھے نے منظوماً تحریر کر کے 198 بیات میں بیان کیا ہے۔اس کے شروع میں وہ فرماتے ہیں۔

بدات باسم الذات عالیۃ الشان

بھا مستدراً فیض جود واحسان

اس منظوم میلاد نامہ کا نام ''الکوکب الانوار علی عقد الجوہر فی مولد النبی الظاہر ﷺ'' ہے۔

48۔ سید محمد بن حسین حنفی جعفری

سید محمد بن حسین مدنی علوی حنفی جعفری نے خلفاء راشدین واہل بیت اطہا کے

مناقب پر کافی کتب لکھیں، جن میں الفتح والبشری فی مناقب سیدۃ فاطمۃ الزھراء،قرۃ العین فی بعض مناقب سیدنا الحسین، مناقب الخلفاء الاربعۃ المواھب الغزار فی مناقب سیدنا علی الکرار شامل ہیں۔آپ نے میلاد شریف کے موضوع پر مولد النبی ﷺ تالیف کی۔

49۔ شیخ محمد بن احمد عدوی

شیخ احمد بن محمد بن احمد عدوی مالکی مصری ''دردیر'' کے لقب سے معروف ہیں۔آپ کا مولد النبی ﷺ پر مختصر رسالہ مصر سے شائع ہوا جو ''مولد الدردیر'' کے نام سے معروف ہے۔ آپ کے علمی مرتبہ کے پیش نظر جامعہ ازہر کے علماء و مدرسین یہ مولود نامہ درساً پڑھایا کرتے تھے۔شیخ الجامعۃ الازہر ابراہیم بن محمد بن احمد بیجوری نے اس کے اوپر بہت مفید حاشیہ بھی لکھا ہے۔

50۔اشرف زادہ برسوی

عبدالقادر نجیب الدین بن شیخ عزالدین احمد ''اشرف زادہ برسوی حنفی'' کے نام سے معروف تھے۔انکا ترکی زبان میں شعری دیوان ہے۔ان کی تصوف پر لکھی گئی کتاب کا نام ''سرالدوران فی التصوف'' ہے۔آپ نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا۔

51۔ محمد شاکر عقاد السالمی

محمد شاکر بن علی بن حسن عقاد السالمی نے تذکرہ اہل الخیر فی المولد النبوی ﷺ لکھا ہے۔

52۔ عبدالرحمٰن بن محمد مقری

عبدالرحمٰن بن محمد نحراوی مصری مقری نے حسن بن علی مدابغی ''رسالۃ فی المولد النبوی ﷺ'' کی شرح لکھی، جس کا عنوان حاشیہ علی مولد النبی ﷺ للمدابغی ہے۔

53۔ سلامی الازمیری

مصطفیٰ بن اسمٰعیل شرحی ازمیری سلامی نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا۔

54۔ محمد بن علی شنوانی

محمد بن علی مصری ازہری شافعی شنوانی نے میلاد شریف کے موضوع پر الجواہر السنیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا۔

55۔ عبداللہ سویدان

عبداللہ بن علی بن عبدالرحمٰن وملیجی ضریر مصری شاذلی جو کہ سویدان کے لقب سے معروف تھے۔انہوں نے مطالع النوار فی مولد النبی المختار ﷺ لکھی۔

56۔ ابن صلاح الامیر

سید علی بن ابراہیم بن محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر صنعانی نے تانیس ارباب الصفا فی مولد المصطفیٰ ﷺ کے نام سے میلاد نامہ لکھا۔

57۔ امام محمد مغربی

امام محمد مغربی نامور محقق وصوفی اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔انہوں نے ''المولد النبوی ﷺ'' کے عنوان سے مولود نامہ تصنیف کیا ہے جو محدثین کی روایات اور صوفیاء کے اقوال سے مزین ہے۔

58۔ شیخ ابراہیم بن محمد باجوری

شیخ ابراہیم بن محمد باجوری شافعی مصری نے تحفۃ البشر علی مولد ابن حجر تالیف کیا۔

59۔ شاہ احمد سعید مجددی دہلوی

ہندوستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی نے جشن

میلاد شریف کے جواز پر ''اثبات المولد والقیام'' نامی ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔

60۔ سید احمد مرزوقی

سید ابو الفوز احمد بن محمد بن رمضان مکی مالکی مرزوقی حرم مکہ کے مدرس تھے۔ آپ نے ''بلوغ المرام لبیان الفاظ مولد سید الانام ﷺ فی شرح مولد احمد البخاری'' تالیف کیا۔ علاوہ ازیں ''عقیدہ العوام'' کے نام سے ایک مولود نامہ بھی تحریر کیا، جس کی شرح بھی آپ نے خود ''تحصیل نیل المرام'' کے نام سے کی۔

61۔ شیخ محمد مظہر بن احمد سعید

شیخ محمد مظہر بن احمد سعید نے جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا ہے جو کہ ''الرسالۃ السعیدیۃ'' کے نام سے معروف ہے۔

62۔ عبدالہادی ابیاری

شیخ عبدالہادی ابیاری مصری نے ''مولد النبی ﷺ'' پر ایک مختصر رسالہ تحریر کیا ہے۔

63۔ عبدالفتاح بن عبدالقادر دمشقی

عبدالفتاح بن عبدالقادر بن صالح دمشقی شافعی نے میلاد شریف کے موضوع پر سرور الابرار فی مولد النبی المختار ﷺ تالیف کیا۔

64۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی

غیر مقلدین کے نامور عالم دین نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا عنوان ہے ''الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ ﷺ''۔

65۔ ابراہیم طرابلسی حنفی

ابراہیم بن سید علی طرابلسی حنفی منظوم میلاد نامہ لکھا جس کا عنوان ہے ''منظومۃ فی مولد النبی ﷺ''

66۔ ہبۃ اللہ محمد بن عبدالقادر دمشقی

انہوں نے مولد النبی ﷺ کے عنوان سے رسالہ تالیف کیا۔

67۔ ابو عبدالمعطی محمد نووی جاوی

ابو عبدالمعطی محمد نووی بن عمر بن عربی بن علی نووی جاوی نے بغیۃ العوام فی شرح مولد سید الانام ﷺ تالیف کی۔

68۔ مفتی ادرنہ محمد فوزی رومی

مفتی ادرنہ محمد فوزی بن عبداللہ رومی نے اثبات الحسنات فی تلاوۃ مولد سید السادات ﷺ کے عنوان سے میلاد نامہ لکھا۔

69۔ سید احمد بن عبدالغنی دمشقی

سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی فقہ حنفی کے نامور عالم و محقق اور ''درالمختار علی درالمختار علی تنویر الابصار'' کے مولف امام محمد بن محمد امین بن عابدین شامی دمشقی کے بھانجے تھے۔ انہوں نے امام ابن حجر ہیتمی مکی کی میلاد شریف کے موضوع پر لکھی کتاب کی ضخیم شرح ''نثر الدرر علی مولد ابن حجر'' کے عنوان سے لکھی۔

70۔ امام احمد رضا خان

امام احمد رضا بن نقی علی خاں قادری بریلوی میلاد شریف کے موضوع پر درج ذیل دو کتب تالیف کی ہیں۔

i۔ نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال

ii۔ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ ﷺ

71۔ محمد بن جعفر کتانی

عارف باللہ سید شریف محمد بن جعفر کتانی بہت بڑے محدث اور معتمد تھے۔ آپ کا مولد النبی ﷺ پر ایک رسالہ ''الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد'' ہے۔ یہ ساٹھ صفحات پر مشتمل اور جدید و تاریخی تحقیقات سے بھرپور رسالہ ہے۔

72۔ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی

عالم عرب کے معروف محدث و سیرت نگار امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے مولد النبی ﷺ پر ''جواہر النظم البدیع فی مولد الشفیع ﷺ'' کے عنوان سے منظوم کتاب لکھی ہے۔

73۔ مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی نامور دیوبندی عالم تھے۔ سیرت طیبہ پر آپکی کتاب۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ کے آغاز میں ہی تخلیق نور محمدی ﷺ اور واقعات ولادت بالتفصیل ذکر کئے گئے ہیں۔ آپ۔ نے ''طریقہ مولود'' بھی ترتیب دیا ہے۔

74۔ شیخ محمود عطار دمشقی

شیخ محمود بن محمد رشید عطار حنفی دمشقی کے نامور عالم و محدث تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے کبار اساتذہ و شیوخ سے علم حاصل کیا اور دمشق کے علماء کا شمار آپکے شاگردوں یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے جشن میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ ''استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' تالیف کیا ہے۔

75۔ امام محمد زاہد کوثری

عالم عرب کی معروف علمی شخصیت علامہ مجدد امام محمد زاہد کوثری نے جشن میلاد النبی

ﷺ کے جواز پر مختلف مقالہ جات لکھے ہیں۔

76۔ عبداللہ بن محمد ہرری

عبداللہ بن محمد شیبی عبدری ہرری حبشی نے جشن میلاد النبی ﷺ کی بابت دو رسائل تالیف کئے ہیں۔

i۔ کتاب المولد النبوی ﷺ

ii۔ الروائح الزکیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ

77۔ شیخ محمد رشید رضا مصری

مصر کے معروف مورخ، مشہور محقق، محدث، مفسر اور تاریخ دان شیخ محمد رشید رضا نے میلاد پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام ہے ''ذکر المولد وخلاصۃ السیرۃ النبویۃ وحقیقۃ الدعوۃ الاسلامیہ''۔

78۔ شیخ محمد بن علوی مالکی مکی

مکہ مکرمہ کے نامور محدث اور عالم شیخ محمد بن علوی مالکی مکی نے میلاد شریف کی بابت اجل آئمہ کرام کے درج ذیل تین رسائل کا مجموعہ تالیف کر کے طبع کرایا ہے۔

i۔ ابن کثیر، ذکر مولد رسول اللہ ﷺ ورضاعنہ

ii۔ ملا علی قاری، المورد الروی فی المولد النبوی ﷺ

(اس رسالہ پر امام علوی مالکی کی تعلیقات وتحقیق بھی شامل ہے)

iii۔ ابن حجر ہیتمی مکی، مولد النبی ﷺ

انہوں نے میلاد النبی ﷺ سے متعلق ایک رسالہ بہ عنوان ''حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف ﷺ'' بھی تالیف کیا ہے۔ علاوہ ازیں جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز

پر مختلف آئمہ وعلماء کے فتاوئی جات کا مجموعہ بھی ترتیب دیا ہے جس کا عنوان ہے ''الاعلام بفتاوی آئمۃ السلام حول مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام''

79۔ شیخ عبدالعزیز بن محمد

شیخ عبدالعزیز بن محمد ایک عظیم محقق اور وزارت ''الامر بالمعروف والنھی عن منکر'' کے رئیس العام تھے۔ انہوں نے جشن میلاد پر ایک کتاب بہ عنوان ''بعثۃ المصطفیٰ ﷺ فی مولد المصطفیٰ ﷺ لکھی۔

80۔ سید ماضی ابوالعزائم

آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ''بشائر الاخیار فی مولد المختار'' لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے نور نبوت کی تخلیق اور ظہور کا ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ کی رضاعت، نبوت اور دیگر انبیائے کرام پر آپ ﷺ کی فضیلت کے بیان کیساتھ ساتھ آپ ﷺ کا میلاد شریف منانے پر بھی دلائل دیے ہیں۔

81۔ سید محمد عثمان میرغنی

آپ نے میلاد کے موضوع پر ایک رسالہ بہ عنوان ''الاسرار الربانیۃ المعروف بہ مولد النبی ﷺ'' لکھا ہے حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے بیان پر مشتمل اس رسالہ میں آپ ﷺ کے نسبت وولادت اور حیات طیبہ کے دیگر پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

82۔ محمد بن منصوری شافعی خیاط نے ابن حجر ہیتمی کی میلاد شریف کے موضوع پر تالیف کردہ کتاب کی شرح ''اقتناص الشوارد من موارد الموارد کے نام سے لکھی۔

83۔ احمد بن قاسم مالکی بخاری حریری ''مولد النبی ﷺ''

84۔ ابوحسن بکری ''الانوار فی مولد النبی ﷺ''

85۔ ابراہیم ابیاری ''مولد رسول اللہ ﷺ''

86۔ صلاح الدین ہواری ''المولد النبوی الشریف ﷺ''

87۔ ابومحمد ویلتوری ''ابتغاء الوصول لحب اللہ بمدح الرسول ﷺ''

88۔ زین الدین مخدوم فنانی ''البنیان المرصوص فی شرح المولد المنقوص''

89۔ عبداللہ عفیفی ''المولد النبوی المختار ﷺ''

90۔ عبداللہ حمصی شاذلی ''مولد النبی ﷺ''

91۔ شیخ خالد بن والدی ''مولد النبی ﷺ''

92۔ شیخ محمد وفا صیادی ''مولد النبی ﷺ''

93۔ شیخ محمود دمشقی شافعی ''مولد النبی ﷺ''

94۔ شیخ عبداللہ بن محمد مناوی شاذلی ''مولد الجلیل حسن الشکل الجمیل

95۔ حافظ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی ''مولد النبی ﷺ''

96۔ سید عبدالقادر اسکندرانی ''الحقائق فی قراۃ مولد النبی ﷺ''

97۔ محمد بن محمد دمیاطی ''مولد العذب''

98۔ شیخ محمد ہاشم رفاعی ''مولد النبی ﷺ''

99۔ شیخ محمد ہشام قبانی ''المولد فی الاسلام بین البدعۃ والایمان''

100۔ سعید بن مسعود بن محمد کازونی ''تعریب المتقی فی سیر مول النبی المصطفیٰ ﷺ''

101۔ شیخ محمد نوری بن عمر بن عربی بن علی نووی شافعی ''الابریز الدانی ی مولد سیدنا محمد العدنانی''

102۔ شیخ محمد نوری بن عمر بن عربی بن علی نووی شافعی ''بغیۃ العوام فی شرح مولد

سیدالانام ﷺ''

103۔زین العابدین محمد عباسی ''الجمع الزاہر المنیر فی ذکر مولد البشیر النذیر ﷺ''

104۔ابوشاکر عبداللہ شلبی ''الدر المنظم شرح الکنز المطلسم فی مولد النبی العظیم ﷺ''

105۔سیف الدین ابوجعفر عمر بن ایوب بن عمر حمیری ترکمانی دمشقی حنفی ''الدر النظیم فی مولد النبی الکریم ﷺ''

106۔ابو ہاشم محمد شریف النوری ''احراز المزیۃ فی مولد النبی خیر البریۃ ﷺ''۔

107۔بدرالدین یوسف المغربی ''فتح القدیر فی شرح مولد الدردیر''

108۔ابوالفتوح الحلبی ''الفوائد البہیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ''

109۔سویدان عبداللہ بن علی الدملیجی المصری ''مطالع الانوار فی مولد النبی المختار ﷺ''

110۔ابن علان محمد علی الصدیقی المکی ''مورد الصفا فی مولد المصطفیٰ ﷺ''

111۔سید محمد بن خلیل الطرابلسی المعروف بالقاوقجی ''مولد النبی ﷺ''

112۔ابوعبداللہ محمد بن محمد العطار الجزائری ''الورد العذب المبین فی مولد سید الخلق اجمعین''

113۔ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری ''کتاب الانوار ومفتاح السرور والافکار فی مولد محمد ﷺ''

114۔احمد بن علی بن سعید ''طل الغمامۃ فی مولد سید تہامۃ ﷺ''

115۔ابن الشیخ آق شمس دین حمداللہ ''المولد الجسمانی والمورد الروحانی''

116۔محمد بن حسین بن محمد بن احمد بن جمال الدین خلوتی سمنودی ''الدر الثمین فی مولد سید

محافل میلاد میں خرافات

اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک کی پاکیزہ محفلیں سجانا اور اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود وسلام کے نذرانے پیش کرنا صحابہ کرام، تابعین،

تبع تابعین، سلف صالحین، ائمہ دین اور اولیائے عظام کا پسندیدہ ترین عمل رہا ہے گزشتہ چند صدیوں سے حلقہ بگوشان اسلام، دنیا بھر میں نسل در نسل، انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ، اس روشن راہ پر چلتے ہوئے، اپنے رب کی رضا کی منزل پانے کی سعی مسعود کرتے چلے آ رہے ہیں۔وطن عزیز میں بھی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام، سال بھر مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی مدح سرائی کی مجالس منعقد کرنے میں سرشار نظر آتے ہیں۔بالخصوص ربیع الاول شریف شروع ہوتے ہیں مساجد، پبلک ہالز اور گراؤنڈز ہی میں نہیں، گھر گھر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک اور ثنا خوانی کی محفلیں سجنے لگتی ہیں۔بلکہ اب تو وہ لوگ بھی جو کبھی ایسی محافل کے نام سے بدکتے اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے، مسلمان عوام سے رشتہ قائم رکھنے کے لئے اپنے ہاں بھی اس قسم کی مجالس منعقد کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔یہ الگ بات کہ بظاہر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جمع کئے گئے لوگوں میں بدعقیدگی کی گمراہی پھیلانے کا مذموم کاروبار کیا جاتا ہے۔

گویا:

بھٹیارہ نمازی ہے اس میں بھی دغابازی ہے

یہ بات اہل سنت کے لحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہم اپنی محفلوں میں تبلیغ دین کا فریضہ کس قدر ادا کرتے ہیں؟

غیر شرعی اور نا پسندیدہ حرکات

محافل میلاد ونعت کے تقدس کا تقاضا ہے کہ ان پاکیزہ مجلسوں کے منتظمین اور شرکاء ادب و احترام کے حدود وقیود کا پورا اہتمام رکھیں اور دربار مصطفیٰ ﷺ علی تحتہ والثناء کے آداب کے منافی بھول کر بھی کوئی حرکت نہ کریں جس سے لینے کے دینے پڑ جائیں اور حصول اجر و

ثواب کے بجائے رب کے عذاب کو دعوت دینے کا سامان کر بیٹھیں۔

مخلوط اجتماعات

سرکاری ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹیلیویژن روشن خیالی کے نام پر تاریکیاں پھیلانے اور اعتدال پسندی کی آڑ میں بے اعتدالی اور بے راہ روی کی ساری حدیں پھلانگنے کی ڈیوٹی بڑی جانفشانی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے۔ اس کی سکرین پر فلم، ٹیلیویژن اور اسٹیج کے گویوں کے علاوہ کچے کچے راگ گانے والوں اور پاپ سنگرز کی فوج ظفر موج، اپنے مخصوص رنگ میں سازوں کے ساتھ میدان نعت میں جولانیاں دکھاتے نظر آتی ہے۔ یہاں دوگانہ اور کورس کے انداز میں مرد و زن کی مخلوط نغمہ سرائی کو بہت پذیرائی ملتی ہے۔ میڈیا کی دنیا سے باہر کے بعض نعت خوان حضرات بھی ایسی قباحتوں کو جائز و مباح جان کر اس رنگ میں رنگے دکھائی دیتے ہیں۔ دکھ اور حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے۔ جب ہم بعض نجی محفلوں میں دیکھتے ہیں کہ ایک بے نام سی قنات، عورتوں اور مرد سامعین کے درمیان حائل ہے جبکہ اسٹیج پر براجمان حضرات کو بھی حاضر خواتین کا ''محرم'' گردان لیا گیا ہے اور وہاں موجود علماء و مشائخ کی پیشانیوں پر عرق انفعال کا ایک قطرہ تک نمودار نہیں ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ادب و احترام سے بے پروائی

ہم اپنے بچپن سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر ترتیب دیئے جانے والے جلوسوں کا نظم و ضبط، درود و سلام کے مودب نذرانے، جلوس کے راستوں میں رک کر واعظین کے بہترین خطابات سے سجے کے عینی شاہد ہیں۔ آج جب ان پاکیزہ جلوسوں میں ڈھول تاشوں اور چمٹوں باجوں کی آلودگیاں دیکھتے ہیں تو کانپ کانپ اُٹھتے ہیں کہ یہ جسارتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر آزردہ دلی اور مالک دو جہاں کی

سخت ناراضگی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔

محافل کا حال جلوسوں سے کسی طرح مختلف نہیں۔ چاہیے تو یہ کہ تمام حاضرین با وضو، سر ڈھانپے، دو زانو یا چار زانو مودب بیٹھ کر شریک محفل ہوں اور پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کیے گئے گل ہائے عقیدت سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کریں اور خود بھی درود و سلام کی ڈالیاں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور پیش کرتے رہیں، لیکن بے توجہی، فضول گفتگو یا لمبی تان کر سو جانے تک کو روا رکھا جاتا ہے۔

در مصطفیٰ ﷺ کی گدائی یا زر و سیم کی کمائی

ثناء خوانی رسول ﷺ کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ سنت اللہ بھی ہے اور سنت صحابہ و سلف صالحین بھی، مقصد محض اللہ اور اسکے محبوب کریم ﷺ کی رضا جوئی ہونا چاہیے۔ عام مشاہدہ یہی ہے کہ یہ کار خیر اب کاروبار بنتا چلا جا رہا ہے۔ ثناء خواں حضرت خود کو ''پیشہ ور'' کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ جہاز کا کرایہ اور فی محفل بھاری معاوضہ کی پیشگی ادائیگی کے بغیر دعوت قبول نہیں کی جاتی۔ اگر اس قسم کا کوئی انتظام نہ بھی کیا جائے تو ''کم آمدنی والی'' محفلوں کو آئندہ برسوں کیلئے نشان زدہ ٹھہرایا جاتا ہے کہ پھر وہاں قدم نہ رکھیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کہنے اور نعت پڑھنے کے عوض مالی منفعت پر یوں فتویٰ جاری فرمایا ہے

ا۔ اگر وعظ کہنے اور حمد و نعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بے شک یہ اس آیہ کریمہ (اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ کے تحت میں داخل ہیں اور وہ آمدنی انکے حق میں خبیث ہے خصوصاً جب کہ یہ ایسے حاجت

مند نہ ہوں جنکو سوال کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا احرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر وحرام مثل غصب ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ وعظ وحمد ونعت سے انکا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود انکی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال۔

۳۔ تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجت مند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو اگرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جیسے درمختار میں فرمایا۔

الوعظ لجمع المال من ضلالة اليهود و النصارىٰ

''مال جمع کرنے کیلئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے'' یہ تیسری صورت بین بین ہے۔ (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد نمبر ۱۰)

نوٹوں کی بارش

محافل میلاد ونعت میں ایک بڑی بدعت یہ در آئی ہے کہ ثناء خواں حضرات بلکہ بعض اوقات، واعظین حضرات پر بھی نوٹ یوں نچھاور کئے جاتے ہیں جیسے اوباش تماش بین طوائفوں کے مجروں میں کیا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرتؒ سمیت بزرگوں نے تو نوٹ اچھالنے کو اس لے برا جانا کہ لکھے ناموں کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ لیکن اس قبیح مماثلت کی بدولت بھی اسے ترک کرکے سلجھے ہوئے طریقہ سے باادب نذرانہ پیش کیا جانا چاہے۔ جو لوگ ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے صاحب تک نوٹ بدست جاتے اور ایک حلقہ سا بنا کر ثنا خواں تک پہنچتے ہیں۔ وہ مودب اور متوجہ سامعین کے ذوق میں رخنہ اندازی کے مرتکب ہو تے ہیں۔ اسلئے اجتناب ضروری ہے۔

تاج پوشیاں

معروف ثناء خواں حضرات اور بعض اوقات نقباء محفل کی پذیرائی کے لئے انہی کی انجمن ہائے ستائش باہمی کے لوگ تاج پوشی کی رسوم ادا کرتے ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ سے لیکر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تک ہمیں تو کوئی ایک مثال ایسی نظر نہیں آتی کہ کسی کی تاج پوشی کی گئی ہو۔ اسلامی تاریخ میں بھی صرف مطلق العنان حکمرانوں نے ہی بیت المال کو خود پر حلال قرار دیکر اس طرح کی غیر شرعی رسوم کا ارتکاب کیا۔ ورنہ خلافت راشدہ تو خالصتاً درویشی سے عبارت ہے۔ علم وفضل کے حامل علمائے دین یا سلاسل طریقت کے خلفاء کو دستار فضیلت یا دستار خلافت سے تو نوازا جاتا رہا ہے لیکن تاج پوشی کی روایت ایجاد بندہ سے زیادہ کچھ نہیں۔

عمرے اور جہیز کا سامان

محافل میں اجتماعات کو عظیم تر بنانے کیلئے حاضرین میں عمرے کے ٹکٹوں کی تقسیم یا شادی کیلئے بچیوں کو جہیز کے نام پر انعامی رقوم دینے کیلئے قرعہ اندازی کی جاتی ہیں۔ لوگ شناختی کارڈوں کی فوٹو کاپیاں جمع کراتے اور صبح کی اذانوں تک قرعہ اندازی کے انتظار میں شریک محفل رہتے ہیں۔ صاحبان ثروت کو مستحقین کی خدمت یوں کرنے کا حکم ہے کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ باقاعدہ اشتہاری مہم چلا کر نیکی کرنا، کس طرح کے اجر وثواب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔؟ یہ سوال خود اپنے اندر شافی جواب رکھتا ہے۔

نقیب حضرات کی جولانیاں

ان محافل میں نقیب حضرات بالعموم ایک طرح کے رٹو توتے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے چند جملے اور مخصوص اشعار ازبر کئے ہوتے ہیں۔ شیعہ ذاکروں کی طرح یہ عوامی جذبات سے کھیلتے اور مال بٹورتے ہیں بعض بڑے لوگوں کی بے جا خوشامد بھی ان کی آمدنیوں میں چار

چاند لگانے کا سبب بنتی ہے۔ یہ ثناء خوانوں کے علمی رقیب ہوتے ہیں جو انہیں تو وقت کی کمی سے ڈراتے رہتے ہیں، لیکن خود داد طلبی اور زر جلبی کی غرض سے سب سے زیادہ وقت ہڑپ کر جاتے ہیں

مدعا کیا ہے

یہ پاکیزہ محافل جہاں سرور دو عالم ﷺ کی ثناء خوانی کے مقدس ترین مقصد کے تحت منعقد ہوتی ہیں۔ جہازی سائز کے رنگا رنگ پوسٹرز، اخباری اشتہارات، قیمتی دعوتی کارڈوں، معروف ترین ثناء خوان حضرات کی معقول خدمت اور عمرے وغیرہ کے ٹکٹوں کیلئے زر کثیر خرچ کر کے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو جمع کرنے کا ایک مثبت ترین پہلو یہ بھی ہونا چاہیے کہ ان اجتماعات کو امر بالمعروف اور نہی عند المنکر ...... کا پیغام عام کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ قرآن وسنت پر مبنی مواعظ حسنہ لوگوں تک پہنچائے جائیں۔ اولیاء وصلحائے امت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں عوام الناس میں محبت رسول ﷺ کی شمع کو فروزاں تر کیا جائے تا کہ ہم اپنی زندگیوں کو ان پاکیزہ ہستیوں کے نقوش پا کی راہنمائی میں سنوار سکیں جو ہماری نجات کا باعث ثابت ہوں۔